بانگ دُھل

استاد امام الدین گجراتی

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.

☆

سن اے عمر، سن اے عمر، بکر خالد و خالد و فاروق
محفوظ ہیں ہمارے ہر طرح جملہ حقوق
کوئی شخص توڑنے کی جرات نہ کرے
کیونکہ یہ ہے ہمارے خزانہ سخن کا صندوق

بانگ دہل

یعنی مجموعہ کلام

جناب ناز سخن بانی ادب ملک الشعراء حضرت استاد امام الدین

ایم اے، بی اے، پی ایچ ڈی، ایل ایل ڈی (US.A,A.SS)

اعزازی گجراتی

☆

اک یاد گار زمانہ ہیں ہم لوگ
اک ناولو قصہ افسانہ ہیں ہم لوگ
مذہبی اور قومی شمع جلتی رہے
اس بات کے فقط پر وانہ ہیں ہم لوگ
(استاد)

ا۔نقل بمطابق اصل یعنی ناول وقصہ۔خادم

التماس ناشر

میں انتہائے ارادت اور غایت خلوص سے حضرت استاد کے کلام معجز نظام کا یہ جدید نسخہ ابنائے **ملک** کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ مجھے اس سعادت پر فخر ہے، کہ تاجدار اقلیم سخن طوطی، گلزار ہند حضرت استاد امام الدین صاحب، ایم، اے، بی اے۔ پی، ایچ ڈی (اعزازی) کے عہد شباب و دور پیری کی نازک خیالیاں و رنکتہ سنجی کے گرانمایہ نقوش جو گزشتہ کئی سال سے بے مہری یاران وطن کے باعث کنج خمول، اور گوشہ، ذہول میں پڑے تھے۔آج میری حقیر کوشش سے منصئہ شہود پر آرہے ہیں۔دل چاہتا ہے کہ گرامی قدر استاد کی فقید المثال شاعری پر ایک طولانی تبصرہ کروں۔لیکن میرے رفیق محترم **ملک** عبدالرحمان صاحب خادم، بی، اے۔ایل، ایل بی نے اس قدر جامع مفصل اور سہل الفہم تقریظ لکھ دی ہے، کہ اس کے پڑھنے کے بعد ناظرین کو جگت، استاد کی شخصیت، شاعرانہ کمال اور ندرت بیان سے پورا، پورا تعارف ہو جاتا ہے، بہر نوع خادم صاحب نے بانگ دہل اور صور اسرافیل کو زیادہ دلچسپ، پر لطف اور با معنی بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا، جس کے لیے نہ صرف میں اور حضرت استاد ہی صاحب ممدوح کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں۔بلکہ ہمارے ہزار ہا ناظرین جو اس کتاب کا مطالعہ بنظر تعمق فرمادیں گے۔جناب خادم کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہوں گے بالآخر مجھے امید ہے کہ ارباب فہم ونظر ہماری کوششوں کی داد دیں گے۔اگر احباب نے ہماری حوصلہ افزائی تو انشاءاللہ آئندہ زیر نظر عروس نظم کو ہر لحاظ سے بہترین بنانے کی کوشش کی جاوے گی۔۔۔

دیباچہ

دنیا میں ہزاروں نامور پیدا ہوئے۔ لاکھوں باعزت و ذی شان ہستیاں عالم غیر محسوس سے منصۂ شہود پر آئیں۔

صدہا شاعر، ادیب، اور لبیب صحیفہ قدرت کی ورق گردانی کر کے جوہر قلم دکھا گئے۔ غالب، سودا، تقی، انیس، امیر، وغیرہ نے اپنے والہانہ نقوش سے عالم پر ایک کیف طاری کر دیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت استاد والاشان جناب نازشِ سخن بانی، ادب استاد الشعراء طوطیِ سخن حضرت استاد امام الدین صاحب، ایم، اے۔ بی اے۔ ایل، ایل، ڈی۔ پی۔ ایچ، ڈی (اعزازی) جیسا شاعر آج تک پیدا نہیں ہوا۔

۲۔ ترکیب القاب میں بے شک ایک بے ترتیبی معلوم دیتی ہے۔ لیکن تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت استاد مدظلہ کا ایم، اے ہونا آپ کو بی، اے ہونے سے مستغنی نہیں کرتا، کیونکہ استاد بے شک بانی ءادب ہونے کی حیثیت سے بی، اے ہیں۔ مگر ایم، اے (موجد ادب) ہونا آپ کو قبل از بنائے ادب بھی حاصل تھا۔

۳۔ حضرت استاد جہاں بی، اے، (بانی ادب) اور ایم، اے (موجد ادب) ہیں۔ وہاں بفضل تعالیٰ، ایل، ایل، ڈی بھی ہیں جو لاثانی المعانی ڈگری کے مترادف ہے۔ اس موقع پر یہ واضع کر دینا قرینِ مصلحت ہے، کہ حضرت استاد حصول القاب کے لیے کسی یونیورسٹی کا مرہون منت ہونا اپنے لئے باعث ہتک سمجھتے ہیں۔ مندرجہ بالا القاب تو گجرات کی خوش قسمت اور بیدار بخت پبلک کی نذر عقیدت ہے۔ جس نے جناب استاد کے فقید الامثال کی خوشہ چینی کی۔

۴۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس وقت جب کہ بانگ دہل کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ استاد صاحب کے القابات میں بعض اور القابات کا اضافہ ہو کر استاد صاحب پی، ایچ، ڈی (فاضل ڈگری) اے، ایس، ایس (A.s.s) یعنی افسر شعر

وشاعریاوریو،ایس،اے(U.S.A)یعنی استادشعراء عالم بھی ہو چکے ہیں۔اس خطاب آفرینی میں سیال کوٹ کے اہل ذوق کا بھی حصہ ہے۔جنہوں نے سیال کوٹ میں جناب استاد صاحب کی شان میں ایک عظیم الشان مشاعرہ جناب شیخ روشن دین تنویر پلیڈر سیالکوٹ کی زیر صدارت منعقد کیا۔اوراہائی سیال کوٹ کی طرف سے جناب برادرم مسعود شاہد صاحب ایم،اے نے پی،ایچ کی ڈگری استاد صاحب کی خدمت میں پیش کی۔اور بتایا کہ پی،ایچ،ڈی سے مراد فاضل ڈگری ہے۔A,S.Sاور U.S.A کی ڈگری حلقہ ادب گجرات کی طرف سے، جناب چوہدری محمد اسلم صاحب ای،اے،سی گجرات نے بہ تقریب یوم یکم اپریل 1944ء استاد صاحب پروارد فرمائیں۔

۵۔سرزمین گجرات بھی عجیب وغریباور بوقلم اثمار پیدا کرنے کی وجہ سے خطہ یونان ہے۔اس میں شعرا بھی ہیں اور ادیب بھی۔مذہبی آدمی بھی ہیں اور آزاد منش بھی۔شعرا میں سے کئی صاحب دیوان ہیں۔بعض بقول خود ہندوستان کے مشہور انشاءپردازاور شاعر بے مثال بھی ہیں۔مگر حضرت استاد کو بجا طور پر یہ فخر حاصل ہے، کہ آپ کے سر پر اغیار نے بنائے ادب اور ایجاد ادب کی معانی اور لاثانی دستار باندھی۔ع

زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

٦۔حضرت استاد صاحب (جیسا کہ آپ کے کلام سے ظاہر ہے) ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار شاعر ہیں۔ جناب جہاں فطری طور پر شاعر واقع ہیں۔وہاں معتقدین کے کلام سے استفادہ کرنے میں بھی آپ نے اپنے قیمتی وقت کا ایک حصہ کثیر صرف کیا ہے۔

٧۔ جناب کو علم عروض میں ایک خاص ملکہ ہے۔ چنانچہ آپ عنقریب ایک عظیم الشان کتاب شاعری کا پرنسپل شائع فرمانے والے ہیں۔

۸۔حضرت استاد جہاں جسمانی ڈیل ڈول کے لحاظ سے دیگر شعرا سے ممتاز ہیں ۔وہاں ان کا کلام بھی دیگر شعرا پر غیر معمولی فوقیت رکھتا ہے ۔وہ استادالشعرا بھی ہیں ۔اور امام الشعراء بھی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس فن شاعری کا استاد موجد ہے اس کے پیش نظر یہ کہنا بھی بجا ہے، کہ استاد دین الشعراء کا امام بلکہ مجسم دین ہے۔اس لئے استاد امام الدین کا نام کا ہر ہر لفظ بامعنی اور پر از حکمت ہے۔

۹۔حضرت استاد ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔ 1902ء سے آپ نے شعر کہنا شروع کیا۔ گویا استاد کا جو کلام آپ کے سامنے ہے وہ چالیس سالہ مشق سخن کا نتیجہ ہے۔ابتدا میں چونکہ مشق نہ تھی۔اس لئے ابتدائی کلام میں وہ رنگینی و بلند پروازی نہیں، جو بعد کے کلام میں بدرجہ اولٰی موجود ہے۔رفتہ رفتہ حضرت استاد نے اپنی شاعرانہ طبع کو مشق کی جلا دے کر ایک جوہر قابل دنیا کے سامنے پیش کیا۔ سننے والوں نے ابتدا میں اسے ایک عجیب چیز تصور کیا، مگر جلد ہی استاد نے اپنے کلام کا سکہ سب کے دل پر بٹھا دیا۔کلام کی قبولیت اور شہرت ہوئی، اور خوب ہوئی، بچے، بچے کی زبان پر استاد کے اشعار جاری ہو گئے۔حاکم، افسر، وکیل، بیرسٹر، پروفیسر، امیر، غریب غرض کہ چھوٹے بڑے نے استاد کے کلام کو ایک معجزہ تصور کیا۔

۱۰۔حضرت استاد کے مشاعرہ گاہ میں قدم رکھتے ہی ہال دیوار قہقہہ بن جاتا ہے۔لوگ خوشی سے بلیوں اچھلنے لگتے ہیں، اور چھت شگاف نعروں اور بہجت خیز تالیوں سے استاد کا استقبال کیا جاتا ہے۔دوسرے شعراء کا کلام سننے کی کسی کو تاب نہیں رہتی۔استاد، استاد کہہ کر صاحب صدر کو مجبور کیا جاتا ہے۔کہ حضرت استاد کے کلام سے مشاعرہ کا افتتاح کیا جائے۔حضرت استاد کے کھڑے ہوتے ہی ایک عالم محشر بپا ہو جاتا ہے۔آخر انہی قہقہوں کے شور میں حضرت استاد اپنا کلام معجز نظام پڑھنا شروع کرتے ہیں۔اور پہلے مصرع کے ختم ہونے سے قبل ہی اس کی داد حاضرین تالیاں بجانے اور ہنس، ہنس کر لوٹنے، اچھلنے کودنے، اور ایک دوسرے پر

بے تحاشا گرنے سے لگتے ہیں۔ حضرت استاد اتنا وقفہ ایک بت سیمیں کی طرح خاموش تماشہ کرتے رہتے ہیں۔ الغرض ہو مصرعہ کے اختتام پر یہی نظارہ ہوتا ہے۔

آخر کار کلام نے اپنا اثر دکھایا۔ جناب میاں احسان الحق صاحب سیشن جج۔ مسٹر سی، کنگ ڈپٹی کمشنر۔ دیگر افسران، وکلا، اور روسائے شہر کی موجودگی میں جناب میاں احسان الحق سیشن جج نے، بی، اے (بانی ادب) کی اعزازی ڈگری حضرت استاد کی خدمت میں پیش کی، جس کو جناب استاد نے بصد احسان قبول فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس نازِ سخن، ایم، اے (موجد ادب) اور ایل، ایل، ڈی (لاثانی المعانی ڈگری) ملک الشعراء پی، ایچ، ڈی (فاضل ڈگری) A , S , S (افسر شعر وشاعری) اور U.S.A. (استاد شعراء عالم) کی ڈگریاں حضرت استاد کی خدمت میں پیش کی گیں۔ ان ڈگریوں کا حضرت استاد نے اپنے معجزانہ کلام میں بعض مقامات پر ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔

فوق پر چمکے گا اک دن قسمت اختر میرا
اس طرح گر اور بھی دو چار سنداں ہو گئیں

قسمت اختر کی دیدہ زیب اضافت ملاحظہ ہے اور ع

بزم سخن کا آج شکریہ ادا کرتا ہوں میں!
جس سے ڈگری بی، اے، ایم، اے کی لیا کرتا ہوں میں

(لیا کرتا ہوں میں کا استمرا ملاحظہ ہو۔

پھر فرماتے ہیں!

شکر لاکھ ان کا جنہوں نے ہے مجھ کو
دیا لقب وا خطاب ملک الشعراء کا
کبھی، بی، اے، ایم اے سے پی، ایچ، ڈی ہوں
کبھی نام پاتا ہوں فخر الشعراء کا

خصوصیات کلام

حضرت استاد مدظلہ کے کلام کی چند خصوصیات یہ ہیں:

آپ اکثر فرماتے ہیں کہ شاعر کی مثال معمار، شعر کی مکان، اور اس کے الفاظ کی اینٹوں سے ہے۔ جس طرح معمار کو اینٹوں کے توڑنے جوڑنے کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کی جوڑ توڑ، تقدم وتاخر، تذکیرو تانیث، جمع وواحد کے متعلق شاعر مطلق العنان ہے، بلکہ جس طرح اینٹوں کے جوڑے توڑے بغیر مکان نہیں تعمیر ہوسکتا۔ اسی طرح الفاظ کو توڑنے کے بغیر شعر تیار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ استاد کیکلام میں اکثر الفاظ وتراکیب کو بالکل نئی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

تب تک مجھ کو نہ مانا وہ کھلاڑی کھیل کا
جب تلک میری نہ تن سو ساٹھ رمزاں ہو گئیں

(۲)

شبِ دیجوری میں بام پر سے انہیں بلایا جو گڑگڑا کر
مثال کوئل آواز آئی کہ کچھ تو شرم وحیا کیا کر

(۳)

اتر کے نیچے وہ شوخ چشماں غضب سے بولا یہ تھرتھرا کر
کبھی جو آئندہ ایسا کیا تو تن سے رکھ دوں گا سر جدا کر

(۴)

مجنوں نہیں رہا کہ میں لیلیٰ نہیں رہا
ناقہ نہیں رہا کہ میں محمل نہیں رہا

(۵)

تم ہجو کرتے ہو پردے حجاب میں
استاد تم کو کہہ دیا دوست جناب میں

(٦)

حضور انور کا کیس میزان ہے
نہ ماچس ہے چرٹ سگریٹ نہ پان ہے

ب۔تذکیروتانیث:۔

(۱)

نہیں یہ وقت اب شرم و حیا کی
ہوا آئی ہے یورپ ایشیاء کی
گئی رونق وہ گیسو کا کال کی
رہی موسم نہ اب زلفِ دوتا کی

۲

کیسے کھلے گا باب وہ نصرت و فتح کا
جس جا پہ نام حیدر وصفدر نہیں آتی۔

۳

گر گئے لات و منات و اور کسریٰ کے محل
جب شر والا کا دنیا میں ولادت ہو گیا
نسبت نبیؐ کے ساتھ کیا وقت شہنشاہ لے سکے
فرش سے عرش تک جن کا حکومت ہو گیا

نہیں دیکھا شکل جس نے کبھی غضنفر کا

ج۔جمع وواحد:۔

گل نہیں رہا کہ میں سنبل نہیں رہا
تیری طرح مگر میں عنا دل نہیں رہا

جب جنابِ مصطفٰے کے دین کی آمد ہوئی
سابقہ ادیان ہر اک بے حقیقت ہو گیا!

سر بستہ راز گر کوئی خفیہ امور تھا
کھانا کسی حکیم سے شنگر منور تھا۔

اسلام کی ہستی مٹاتے نہیں کسی وقت
تیرو تفنگ نیزہء خنجر نہیں آتی

رفاقت کا نزاکت کا بیاں ہے۔
اس لئے میرا زمانہ دوستاں ہے

مترادفات

استاد مترادفات کا بھی اُستاد ہے۔ یعنی کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لئے وہ مترافات المعنی الفاظ بکثرت استعمال کرتا ہے۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

آؤ تو لگاؤ ساتھ سینے کے مگر لیکن
نہ پوچھو حالِ دل میرا حُسن خنجر کی پھٹی ہس

ہے دُعا استاد کی اے یا خداوند کریم
جھولتا برطانیہ کا دل کا دائم پرچم چاہیے

گر گئے لات و منات و اور کسری کے محل
جب شر والا کا دنیا میں ولادت ہو گیا!

جب بگڑو گے مثال ہندوستانیوں کے
تو ہمسر بنو گے بھی زاندنیوں کے

توجہ آپ نے گر کی کبھی مثل مسیحا کے
تو اچھا پھر یہ ہوسکتا ہے سب جگر زخم میرا

خدا دے حوصلہ صبر و قناعت آپ لوگوں کو
بدر گاہِ خداوندی میں ہم فریاد کرتے ہیں

نسبت نبی کے ساتھ کیا وقت شہنشہ لے سکے
فرش سے تا عرش تک جن کا حکومت ہو گیا

ان اشعار میں واوٗ کا اور کے ساتھ وار مگر کا لیکن کے ساتھ عمداً نہیں بلکہ کلام کی روانی کے باعث خود بخود ہو گیا ہے لیکن مندرجہ ذیل اشعار میں مترادفات کا استعمال عمداً وضاحت اور تشریح کے خیال سے ہے۔

معانی کے خواستگار ہیں مطلق نہ ان کو اب
ٹھٹھا مخول و مسخری ہاسا کرے کوئی

علم و ادب کی جان شرافت کی روح ہیں وہ
کیوں ان کو جھل، پاگل و رسوا کرے کوئی

کس لئے تم رحم کرتے ہی نہیں اُستاد پر
بارہا جب کورنش بندگی سلاماں ہو گئیں

لِلّٰہ خُدا کے واسطے میرے لئے ان کو
شاعری کے علم و فن سے شناسا کرے کوئی

پہلا مصرع فصاحت کا مرقع ہے، للّٰہ بھی خدا کے واسطے، بھی پھر میرے لئے بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر لجاجت ہے۔

ہوا کیا جو نہیں آئے بہشتی ماشکی لاری
فلک چھڑکاؤ کر دے تو گلاب عطر و لونڈر کا

سر بستہ راز گر کوئی خفیہ امور تھا
کھانا کسی حکیم سے شنگرف منور تھا

یہ جان جاناں سے کہہ رہا ہوں سبق یہ قبیوں سے مت پڑھا کر
اندیشہ خطرہ ہے خوف دل کو کہ لے نہ جائیں تمہیں اڑا کر

دنیا میں کوئی بادشاہ ہم نے ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ جرمن!
بالکل نالائق، پاگل، بے وقوف، احمق، دیوانہ اور واہیات

اگر بشر سمجھے تو اس جگ میں اس کو
بہشت بریں اور جنت ہیں آنکھیں

اُستاد کے کلام میں تاریخیں

پہلے شعرا کے کلام میں بے شک تاریخیں بھی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ حروف ابجد کے حساب سے نکالی جاتی ہیں۔ تاریخ نکالنے کے لئے جمع وتفریق کے قواعد کے مطابق محنت کے ساتھ حساب لگانا پڑتا ہے۔ پھر اس قدر کدو کاوش کے بعد سنو سال تو معلوم ہو جاتا ہے لیکن مہینہ، تاریخ اور دن پھر بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔

لیکن اُستاد کے کلام سے یہ تمام نقائص قطعی طور پر دُور ہیں۔ کیونکہ اُستاد نے جو نیا رنگ تاریخ نکالنے کا ایجاد کیا ہے، وہ جہاں بالکل قریب الفہم ہے وہاں مکمل بھی ہے۔ مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

زلزلہ کوئٹہ کی تاریخ یوں بیان فرماتے ہیں۔

تھا اُنی سو پینتی مہینہ مئی کا
اکتی تریخ تن بجے شب گئی کا

سر سکندر وزیر اعظم پنجاب کی وفات کی تاریخ ملاحظہ ہو۔

سن بتالی ماہ دسمبر کی ستائی ید ہو
ہو گیا اُستا د تیرا خاص کر مرثیہ خواں

نواب سر فضل علی مرحوم کی تاریخ وفات یوں نکالتے ہیں۔

سن بتالی تمیں اکتوبر جمعہ کے روز کو
آئی ہونی لے گئی آہ قفس تن کو روح نکال

ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تاریخ وفات بیان فرماتے ہیں۔

اُنی سو اٹھتی کو کیا دیکھتے ہیں
مرگِ اقبال موت و قضا دیکھتے ہیں

استاد صاحب کے ایل۔ ایل۔ ڈی ہونے کی تاریخ ملاحظہ ہو

سن اُنی سو تمیں کا دن کیم اپریل ہے
یاد رکھنا تیران سو اٹھتالی ہے ہجری ملی

ایک حاسد کو یوں مخاطب فرماتے ہیں

پندرہ اپریل سن اکتیس جو تم نے ہجو پڑھی تھی
اس کے جواب میں ہے میری طرف سے یہ میٹھا گندوڑا محمد حسین

۲۔شاعر کا سب سے بڑا کام زبان کو تقویت دینا ہے۔چنانہ مرزا غالب داغ میر، امیر اور دیگر شعراء نے زبان اُردو میں کئی الفاظ اور جدید تراکیب ایزاد کر کے اُردو کو اپنا رہین منت بنایا بعینہ اسی طرح حضرت اُستاد نے بہت سے بالکل نئے الفاظ اُردو میں شامل کئے ہیں۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

بدل کر قافیہ کردوں میں شکر یہ سیشن جج کا
جنہوں نے دم قدم سے ہے مشاعرہ بجا بجکا

طفیل آنجناب والا غنیمت ہے وقت آج کا
ابرِ ٹھہرے رہو قدرے نہ غوغا پا تو گڑ گج کا

دیگر سکول و کالج و مدر سے دیکھیے
اک معرکہ بنا ہوا جنگ وجدل کا

نپولین اعظم سے بھی سکتا میں ہر نیں
وہ کون سا میدان ہے ہوتا جو سر نہیں

بھندا منہ مضمون دا مار لپڑ بھاویں چین دا کوئی نکتہ دان ہوندا
کد میں شعر پنجابی پسند کردا جے میں پاس لنڈن انگلستان ہوندا
اِٹ مِٹ بولا دا لیٹ می گو کہندا اسپرنٹنڈنٹ پولیس کپتان ہوندا
عہدہ پاندا ڈپٹی کمشنری دا کدھر سے سیکرٹری یا مشکخوان ہوندا
سب اسٹر برسٹر ماتحت رہندے عزت آبرو فخر گمان ہوندا

علی ہذا القیاس صدہا مثالیں ایسی ہیں جن کو بطور مشق میں ناظرین والا کرام کے لئے چھوڑتا ہوں۔ حضرت اُستاد کی ایک تشبیہہ بغرض طراوتِ دماغ لکھ دیتا ہوں۔ مسلم مڈل سکول کی مدح کرتے ہوئے، اُس کی ہیڈ ماسٹر کے متعلق فرماتے ہیں۔

دنیا میں ہیڈ ماسٹر دیکھے ہزار ایک
عبد الحفیظ ہے کانِ بدخشاں کے مول کا
مثل بنگالی بنک ہے ان کا دل و دماغ
فائدہ اٹھاؤ علم کی دولت حصول کا

اُستاد کے کلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ استاد نے گل وبلبل، شمع و پروانہ، مجنوں و لیلیٰ اور اس قسم کے دیگر مضامین کو متبذل قرار دے کر کلی طور پر ترک کر دیا ہے۔ اور ان کی بجائے روزمرہ کے مضامین کو عام فہم زبان میں پیش کیا ہے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

زمانہ کے متعلق جو چلے گا
وہی اُستاد و اچھا سخندان ہے

کرتے ہیں شعرا اور بھی استادِ نامور
لیکن جدید رنگ میں ہم سا نہین کرتے

جو زمانہ پیش آئے اس پہ رکھتا ہوں نگاہ
نہیں بلبلوں کا تذکرہ گل کا گلہ کرتا ہوں میں

چنانچہ

مریم کرے کوئی یا عیسےٰ کرے کوئی
فرعون کرے کوئی یا موسیٰ کرے کوئی

والی معرکتہ الآرا اور مشہور نظم بعنوان موٹر سائیکل ہوائی جہاز اس کی بہترین مثال ہے۔

۱۴۔ باقی شعرا نے بے شک صحیفہ قدرت کی ورق گردانی کی ہے اور مناظرِ قدرت دکھانے میں زور قلم صرف کیا ہے لیکن ہمارے استاد کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو بذاتِ خاص قدرت کی ہر چیز میں تبدیل کر کے خود اس کے متحمل ہوئے ہیں۔ جیسا کہ استاد امام الدین دنیا کے ہر لباس میں "والی نظم سے ظاہر ہے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

گل نہیں رہا کہ میں سنبل نہیں رہا
تیری طرح مگر میں عنادل نہیں رہا
کیوڑہ نہیں رہا کہ صندل نہیں رہا
روغن نہیں رہا کہ میں جائفل نہیں رہا
زیرہ نہیں رہا کہ میں فلفل نہیں رہا
گوٹہ نہیں رہا کہ میں زریل نہیں رہا

۱۵۔ اُستاد کے کلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قافیہ کی بندش کے وقت استاد اس کے جواز یا عدم جواز سے قطع نظر کر کے سب سے زیادہ توجہ قافیہ کی طرف دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اشعار میں ایک خاص ترنم پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ۔

پیو گے آب زم زم

برسے گا نور چھم چھم

کلمہ پڑھو گے دم دم

سابقہ مداح ہوں میں بھی خاص مسٹر کنگ کا

سادگی ہے اس لئے واقف نہیں ہوں ڈنگ کا

۱۶۔ ایک اور سادگی استاد کے کلام میں (جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے) عروض کا خاص اہتمام ہے۔ چنانچہ استاد کے کلام میں وزن کا خوب خیال رکھا گیا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ مئی ۱۹۲۸ء کے مشاعرہ میں۔

آئیں جو رو جفا کی تمہیں راہیں کیونکر؟

کے مصرع طرح پر کسی شاعر کی نظم کا وزن صحیح نہ تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ بحر نا پیدا کنار ہونے کی وجہ سے سخت مشکل تھا۔ حضرت استاد نے جو نظم کہی فی الواقع عروض کی پابندی کا مجسم نمونہ تھی۔ مثال ملاحظہ ہو۔

تیری بندگی کے لئے مسجد میں قدم کو ٹکائیں کیونکر؟

غوغا باجوں سے سُن سکتے ہیں بانگوں کی صدائیں کیونکر

اگر ایسی ہی رہی استاد تو ہوں گی، نبھائیں کیونکر؟

پھر تیرے نام کی شان و شوکت کو بڑھائیں کیونکر؟

یہی نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُستاد کی شاعری نے علم و عرض میں بعض بحور کا قابل قدر اضافہ کیا ہے۔اس ضمن میں محمد حسین شوق باغنان گجراتی، گاندھی کا شطرنج حامد مختار صاحب سپر نٹنڈنٹ پولیس اور گجرات میں ہوائی اڈہ، ٹاؤن ہال گجرات اور کھانڈ، ٹیونیشیا کی فتوحات، یوم اقبال، مشاعرہ اور گرڈ بڑیشن اور ملک برکت علی صاحب نائب تحصیلدار عنوانات کے نیچے جو نظمیں درج ہیں قابل ملاحظہ ہیں۔ان نظموں نے اردو شاعری میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا ہے۔بلکہ یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ استاد نے قدیم اور جدید شاعری کے کبھی نہ مل سکنے والے سمندروں کو اپنے کمالِ فن سے باہم ملا کر دکھا دیا ہے۔

ایں	سعادت	بروز	بازونیست
تانہ	بخشد	خدائے	بخشندہ

غرض کہ کہاں تک بیان کیا جائے۔استاد کا کلام سرتاپا معجزہ ہے۔نیز اس کے سمجھنے اور داد دینے کے لئے بذاتِ خود ایک قابلیت اور لیاقت کی ضرورت ہے، جو یہاں مفقود ہے (یا اب مفقود ہوگئی ہے)

استاد اور اس کے حاسدوں کا بیان ایک مستقبل مضمون ہے۔ تاہم یہاں اس کا اشارۃً بیان کرنا میرا فرض منصبی ہے۔دنیا میں آج تک کوئی جوہر قابل نظرِ حسد سے نہیں بچ سکا۔جس شخص نے بھی بام ترقی پر قدم رکھا۔ حساد کی نکتہ چینی نے اس کے لئے فضائے شہرت مکدر کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ضرور تھا کہ استاد کو بھی اس مذموم فرقہ سے واسطہ پڑتا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا جونہی کہ اُستاد کا کلام مقبول عام ہوا، حاسدوں نے اس کے خلاف پراپیگنڈا کرنا شروع کیا۔کبھی کہا جاتا استاد نعوذ باللہ بیوقوف ہے۔(خاکش بدہن) لغو گو ہے۔شاعر نہیں بلکہ ماعر ہے۔ یہاں تک کہ حاسدوں نے حسد کی آگ میں جل کر استاد کی ڈگریوں کا بھی غلط خود

ساختہ اور گمراہ کن ترجمہ کر کے اپنے بغض کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ بی اے کو بے عقل، ایم اے کو محض احمق اور ایل ایل ڈی کو لایعنی ولا معنی ڈگری کہہ کر اُن لوگوں نے اپنی کم مائیگی کا ثبوت دیا۔ مگر اُستاد نے اپنے قلم کی ایک ہی جنبش سے حساد کی دھجیاں اڑا دیں۔ چنانچہ اس موضوع پر متعدد نظمیں اور اشعار آپ کو دیوان میں ملیں گے۔ ان میں سے چند یہاں نقل کرتا ہوں۔

کیا گل کھلا سکوں گا میں حاسد کے باب میں
اللہ کرے کہ غرق ہو ستلج چناب میں

لگا لے زور جیسے جس قدر چاہے تو اے حاسد
میری سخن ولائیت کو تو ہر گز کھو نہیں سکتا۔

(اضافت مقلوب ملاحظہ ہو)

شعر و سخن کی تیغ سے بھاگے سبھی حریف
کس کس کو ہم میدان سے پسپا نہیں کرتے

صاحب صدر کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں
حاسد مرے اٹھاتے ہیں کیا کیا شرر شرر نہیں
عبرت انہیں کرتے کیوں صاحب صدر نہیں

انجام کار حاسدوں کا حسد یہاں تک پہنچا کہ مقدمہ بازی کی نوبت آئی۔ چنانچہ بانگِ دہل کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے معاً بعد محمد حسین شوق باغبان

گجراتی کی نظم کی بنا پر اس نظم کے مخاطب کی طرف سے ازالہ حیثیت عرفی کا ایک فوجداری مقدمہ قاضی رحمت اللہ صاحب مجسٹریٹ گجرات کی عدالت میں اُستاد صاحب کے خلاف دائر کیا گیا۔ یہ مقدمہ اپنی تفصیلات اور نشیب وفراز کے لحاظ سے نہایت دلچسپ تھا۔ جس میں انجام کار محض خدا کے فضل سے استاد صاحب باعزت بری ہوئے اور حساد کو ایک دفعہ اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پھر فرماتے ہیں۔

پاگل نہیں تو احمق ضرور ہے نے جو کلام سمجھن لغویات ساڈی
سانے انہاں نوں پروردگار سچا جو جو چہ پھردے قتل گھاٹ ساڈی

اور اُستاد کا یہ کہنا ہے بھی بالکل درست کیونکہ کلام کی لغویت یا عدم لغویت کا انحصار تو صاحب کلام کی نیت پر ہے۔ انما الاعمال بالنیات پس اگر ایک شاعر اپنے کلام کو بہترین کلام تصور کرتے ہوئے دنیا کے سامنے پیش کرے۔ (قطع نظر اس کے کہ وہ کلام فی الحقیقت کیسا ہی بُرا کیوں نہ ہو۔ اسکو لغو قرار دینے والا خود قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے براہ راست شاعر کی نیت پر حملہ کیا۔ پاس اُستاد کے کلام پر مخالفانہ تنقید کرنے سے قبل خود استاد کی اپنے کلام کے متعلق رائے معلوم کرنی چاہیے۔

سو جیسا کہ استاد کے اس شعر سے ظاہر ہے

کرتے ہیں شعر اور بھی اُستاد نامور
لیکن جدید رنگ میں ہم سا نہیں کرتے

اُستاد اپنے کلام کو دوسرے شعرا کے کلام سے بالا، ارفع اور اعلیٰ تصور کرتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

حکمت ویکھ میری آ شاگر دینھدا دنیا وچہ جے کدی لقمان ہوندا
کی چیز سقراط بقراط گذرے افلاطون جیسا قدر دان ہوندا

غالب کی شاعری کا اُستاد قائل ہے۔ جیسا کہ غالب کو مخاطب کر کے فریاد ہے۔

شہرہ مشکل ہے آپ سا استاد
لاکھ بانگِ دہل یا بانگِ ورا کرے کوئی

اقبال کو اُستاد اپنا حریف سمجھتا ہے مگر حفیظ کو شاعر تسلیم نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ حفیظ کے سلام کے مقابلہ میں اس سے نہایت ہی اعلیٰ اور بہتر صورت میں استاد امام الدین کا سلام حضرت اُستاد نے پیش کیا ہے۔ پس استاد کے متعلق لغو گو کا لفظ استعمال کرنا ایک نا قابلِ برداشت گستاخی ہے۔

دنیا میں آج تک جتنی قابل قدر ہستیاں گزری ہیں، انہوں نے باوجود کسب کمال کے دنیاوی لحاظ سے کامیاب زندگیاں نہیں گزاریں۔ یہی حال اُستاد کا ہے۔ اُستاد باوجود ایک عدیم المثال سخنور ہونے کے گجرات میونسپل کمیٹی میں محصول چونگی پر منشی رہا ہے۔ جیسا کہ خود ایک جگہ فرمایا ہے۔

مجھے ٹیچر نہ سمجھو تم کسی اسکول و کالج کا
تخلص ہم جناب والا نقطہ استاد کرتے ہیں

پھر فرماتے ہیں۔

افسر کسی عدالت کا سمجھو نہ تم مجھے
اُستاد ایک منشی ہے، چنگی محصول کا

جس وقت بانگِ دہل کا پہلا اڈیشن شائع ہوا، اُستاد ہنوز اسی عہدہ پر فائز تھا اور موٹر سائیکل ہوائی جہاز والی نظم کا ضمیمہ اور نظم بعنوان ''افسر ماتحت کی جنگ'' اور یہ شہرہ آفاق شعر بھی اسی زمانہ کی یادگار ہیں۔

ہو سکے اُستاد انسپکٹر چونگی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

میونسپل کمیٹی گجرات کی ۲۸ سالہ ملازمت کے تاثرات اُستاد نے مندرجہ ذیل اشعار میں درج کیے ہیں۔

اٹھائی سال دیکھتا رہا ہوں کمیٹی کی حالت
کہ تین پائی کے غبن پر لگتا یاراں گنا تھا
(یعنی گیارہ گنا تاوان)

میں بوجہ خود داری ہر چیز تیار رکھتا تھا
لیکن بعض محرران کے پاس نہ لحاف نہ بچھونا تھا

اب کمیٹی کے پاس کچھ بھی نہیں مگر جب میں تھا
پونڈ، نوٹ اور کہ چاندی و سونا تھا

کمیٹی کی ملازمت سے ریٹائر ہو کر اُستاد نے سوختنی لکڑی کی فروخت کا کام شروع کیا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا نظم کے مقطع میں فرماتے ہیں

ڈالو اب ٹال جالپوری دروازے کے باہر استاد
ہو گیا جو کچھ کہ تمہارے مقدر میں ہونا تھا

نیز مندرجہ ذیل شعر بھی اُسی دور کا ہے

رب العزت کی خدمت میں دُعا اُستاد کرتا ہے
کہ لکڑی کی فروخت کا دیا ادھار آجائے

لیکن شومئ قسمت سے یہ کام بھی چنداں سازگار نہ آیا اور انجام کار اسے بھی ترک کر دیا گیا۔ آج کل جب کہ بانگِ دہل کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ اُستاد آرام کر رہا ہے۔لیکن اب سُرمہ اور دانت منجن کی فروخت کا کام شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ نئے مجموعہ میں آنکھیں اور منجن کی نظمیں اسی آنے والے دور کا پیش خیمہ یا حفظِ ماتقدم ہیں۔ اسی طرح اُستاد اہلی زندگی سے بھی محروم ہے۔ ۱۹۱۲ء میں زوجہ محترمہ کا انتقال ہوا تھا لیکن باوجود صحت وتوانائی کے آپ نے نکاح ثانی نہیں کیا۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

نہ کیا ثانی نکاح ہی خود پسندی کے سبب
اس غرض کے واسطے کئی غرضمنداں ہو گئیں
نہ عیاں نہ اطفال نہ دوست و احباب
پس تمہاری ذات کے سوا میرا آسرا کیا ہے

اُستاد اور اشٹام

اُستاد اپنے روزمرہ کے کاروبار میں زبانی عہد و پیمان بلکہ سادہ کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر کو بھی قابل اعتماد نہیں سمجھتا جب تک اشٹام کے کاغذ پر باقاعدہ تحریر مکمل نہ ہو۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔

اس ماہ جبیں کے حُسن کی تمہیں ڈگری ملی تو کس طرح
جب تیرے پاس مجتبیٰ نہ وثیقہ ہے نہ اشٹام ہے

شہادت پر ان اشخاص کی ہم فیصلہ دیں گے
جب کے پاس کوئی اشٹام اور ہیچک ہے نہ بل ہے

اُستاد اب ٹھہرے نہ روک تھام سے
گر تسلا بھی کرو اشٹام سے

استاد صاحب کی جنگی خدمات

بانگِ دہل کے دوسرے حصے میں اُستاد کا جو تازہ کلام درج ہے۔ اس کا اکثر حصہ موجودہ عالمگیر جنگ سے متعلق ہے۔ ''ہٹلر اور اس کا ظلم، ہتلر کا سر کچلو، اقبال برطانیہ، استاد امام الدین چرچل کے لباس میں ہتھوڑا سا اور صبر دل بے قرار کر، بربریت اور صبر و تحمل، ظلم کی بم باری، بلیک آؤٹ، ٹیونیشیا کی فتوحات، اُستاد امام الدین فوجی لباس میں، جاپان شیطان اور اس کا غرور تکبر وغیرہ نظمیں سب برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی مدح اور محوریوں کے خلاف کہی گئی ہے۔ استاد صاحب ۱۹۴۰ء سے لے کر تا ایں دم حکومت کی جنگی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ مختلف مواقع پر بڑے بڑے اجتماعات میں استاد صاحب نے اپنی رزمیات پڑھ پڑھ کر حکومت کے حق میں پروپیگنڈہ کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

منظور یہ دُعا مری پروردگار کر
اٹلی جاپان و جرمنی اندر مزار کر
براتی ہوں جب بیاہ ہو رہا ہے
جرمنی جاپان اور اٹلی کی دھی کا

جرمن جاپان اٹلی کو چاہتا ہے، دل اُستاد
نکلے ہوئے جدھر سے ہیں اودھر کو واڑدوں

نیز۔

آیا نکل جدھر سے داخل وہیں کریں گے
کہتے ہیں قسم کھا کے حدیث و قرآں سے ہم

غرض کہ اُستاد ہٹلر اور اس کے ہمزادوں کا دشمن ہے بلکہ وہ ہٹلر اور اس کے ہمزادوں کی نسبت (خواہ کہیں ہوں) کہتا ہے۔

ہٹلر کا والد یا ماں سپ رہا ہے۔
خلف جن ک انا خلف یوں ٹپ رہا ہے
ہے افسوس خلقِ خدا کپ رہا ہے
نہ کوئی روکتا نہ اُسے نپ رہا ہے

لیکن ابھی تک استاد کی ہٹلر کے بعض ہمزادوں اور ہمدردوں کی سہل انگاری یا ریشہ دوانی کے باعث قدردانی نہیں ہوئی۔ جیسا کہ استاد خود کہتا ہے۔

چالی سال گذرے ہیں میدانِ شعر میں مجھ کو
مگر اب تک نہیں پہنچا بلندی پر قدم میرا
ہزاروں سُن چلے افسر قصیدے غذل کو پھر بھی
کسی کو نہیں محسوس ہوتا ہے دُکھ درد الم میرا

امید ہے کہ بانگِ دہل کے آئندہ ایڈیشن کے شائع ہونے پر تلافی مافات کی جائے گی۔

مختصر یہ کہ استاد ایک فقید المثال ہستی ہے اور اس کا وجود خصوصاً گجرات کی پبلک کے لئے سامانِ فرحت ہے۔ اُستاد کی شاعری نے شہر میں ایک ادبی مذاق پیدا کر دیا ہے اور شاعری کی طرف طباع کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

اُردو شاعری میں حضرت اُستاد کے ساتھ تشبیہ دینے کے لئے غالب کے ہم عصر جناب میر صاحب کے سوا اور کوئی ہستی نہیں پاتا۔ گو زمانہ کی گردش نے جناب میر صاحب کے کلام کو صفحہ دینا پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہنے دیا۔ اور اب سوائے ادبی مذاق والوں کے آپ کے نام سے بہت کم لوگ واقف ہیں مگر پھر بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے شاعری میں ایک کمال پیدا کیا تھا جس کا اعتراف غالب جیسی ہستیوں کو بھی کرنا پڑا۔

پس کیا ہی خوش قسمت ہے یہ زمانہ اور کس قدر مستحق افتخار ہے گجرات، جس میں اُردو شاعری کے دوسرے میر صاحب پیدا ہوئے۔ میں اتنا لکھ چکا تھا کہ دفعتہً میری نظر اُستاد کے مندرجہ ذیل مصرع پر پڑی، جس نے مجھے محو حیرت کر دیا ہے۔

ہیچ پوچ کی ہمسری کرن دعویٰ اعلیٰ خاندانی میر ذات ساڈی

اب اس بات کا فیصلہ میں ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ جناب اُستاد کے اس کلام کو الہامی سمجھا جائے یا غیر الہامی۔

احقر

ملک عبدالرحمٰن خادم

پلیڈر گجرات ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء

کچھ دوسرے ایڈیشن کے متعلق

۱۹۲۲ء میں بانگ دہل کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت پر اس کی قبولیت وشہرت کا یہ عالم ہوا کہ تمام نسخے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے۔ ایک ہزار ہی تو کاپی تھی، کس کس کے ہاتھ لگتی۔ جوں جوں پھیلتی گئی، اپنی خوشبو پھیلاتی گئی۔ بالآخر ہندوستان کے دور افتادہ علاقوں یو پی، سی پی، حیدر آباد دکن، کلکتہ بلکہ انگلستان تک سے اس کی مانگ ہوئی تو کتاب ختم ہو گئی تھی۔ ایک نسخہ بھی قابل فروخت نہ تھا۔ مشتاقانِ بانگ دہل اور مداحین استاد کی طرف سے تقاضے پر تقاضا ہو رہا تھا کہ دوسرا ایڈیشن جلد طبع کرایا جائے۔ مگر حالات کی نا مساعدت کے باعث یہ خواہش جلد پوری نہ کی جا سکی۔ لیکن باوجود جنگ کے باعث کاغذ کی نایابی اور ہر چیز کی گرانی کے اہل ذوق حضرات خصوصاً جناب خان بہادر ایس۔ ایم حق صاحب سیشن جج سیالکوٹ اور جناب چوہدری محمد اسلم صاحب پی سی ایس اور جناب پی۔ این بنوٹ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گجرات کی فرمائش یہی تھی کہ جس طرح بھی ہو بانگ دہل کا دوسرا ایڈیشن جدید کلام کے اضافہ کے ساتھ جلد سے جلد شائع کیا جائے۔ خوش قسمتی سے میسرز اُردو ہاؤس تاجران کتب گجرات کے نوجوان اور زندہ دل مہتمم صاحب نے تمام حقیقی اور واقعی مشکلات سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھا لیا۔ چنانچہ ان کی کوشش کے نتیجہ میں یہ ایڈیشن آپ کے سامنے آ رہا ہے۔

پہلے حصے میں اُستاد صاحب کا سابقہ کلام اور دوسرے حصہ میں ۱۹۳۲ء کے بعد کا کلام درج ہے۔

جنگ سے پیش آمدہ مشکلات کے باعث کاغذ اور کتابت پہلے معیار کے مطابق نہیں۔

اور اگرچہ یہ درست ہے کہ استاد کا دکلام اپنے ذاتی خوبیوں کے باعث ظاہر تزئین سے مستغنی ہے تاہم ارادہ ہے کہ جنگ کے بعد تیسرا ایڈیشن نہایت شاندار طور

پر شائع کیا جائے۔

بانگِ دہل کے نایاب ہو جانے کے باعث بہت سے نقالوں نے بعض خود ساختہ اشعار اور نظمیں استاد صاحب کے نام سے مشہور کر دیں حالانکہ جب اصل میں خدا کے فضل سے کوئی کمی نہیں، تو پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اُستاد صاحب کے رنگ میں اپنے پاس سے اشعار گھڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بہر حال قبل ازیں اصل اور نقل میں فرق کرنے کے لئے عوام کے سامنے مشکل یہ تھی کہ بانگِ دہل نایاب تھی۔ اب اس ایڈیشن کی اشاعت سے یہ تمیز بآسانی ہو سکے گی۔

اس مجموعہ میں جابجا حواشی کے ذریعہ بعض جدید الفاظ وتراکیب کی تشریح کر دی گئی ہے تاکہ یو پی۔ سی پی اور حیدرآباد (دکن) کے احباب استاد کے کلام کو کما حقہ، سمجھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے سے محروم نہ رہیں۔ والسلام!۔

احقر

ملک عبدالرحمٰن خادم

پلیڈر گجرات ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُستادِ امامِ دین کا سلام

بحضور سرورِ دو عالم سرورِ اکرم

عرش بریں فلک پر
شمس و قمر جھلک پر
رخشاں نجم تمہارا
اس بابِ انبیاء پر
ہوا تجھے بلارا
کیا سر غرزا ہم کو
اس بے نیاز ہم کو
اک میں نا چیز ہستی
وہ با تمیز ہستی
اوج و بلندو پستی
اس کا گزر نیارا
وہ رحمتوں کے حامی
عالم کا میں سہارا
میرے نصیب جاگے
گردش ایام بھاگے
اس پاک آستانے
حاجی لگے ہیں جانے
اے میرے دوستانے

فقط اک پیام میرا

لے جا سلام میرا

یہ میرا آہ و نالہ

تم نے جو دیکھا بھالہ

دنیا یہ سب حوالے

بعد از آداب لاکھوں

خدمت جناب والا

اسرار کچھ نہ کرنا

قدموں پہ سر کو دھرنا

جنھوں نے راز دانی

توحید کی پچھانی

زمین سے آسماں تک

جن کی ہے حکمرانی

آمدو رفت کے چرچے

جن کے ہیں لامکانی

سمجھیں کمال اُن کے

درس اعمال اُن کے

ضرورتِ شعری سے قاف کو ساکن کیا گیا ۲۔یعنی بخدمت ۳۔یعنی اصرار فعل ہیں ۴۔یعنی پہچانی ۵۔ضرورت شاعری سے ف کو متحرک کیا گیا۔

وہ سب کا راہنما ہے

باطن میں دیکھتا ہے

آہینہ دل صفا ہے

ہادی امام میرا

لے جا سلام میرا

سن کے میری گذارش
کرنی میری سفارش
اس بار گاہِ حق میں!
بس آرزو یہی ہے
جب تک ہے دم حلق میں
ایماں سلامی دہ!
باتیں کرامتی دہ!
غوث و قطب ولی ہو
ہر رنگ میں جلی ہو
جنت کی گُل کلی ہو
عالم کی تاجداری
تیرے لئے خدا نے
خاصانِ خاص اوتاری
پیدا ہو کبھی نہ!
تم سا کوئی نبی نہ!
رہتا ہو پنج ششی میں
حالت نزاع غشی میں
پڑتا نہیں خوشی میں!
مطلق یہ گام میرا
لے جا سلام میرا

نقل مطابق اصل ہے دے مراد ہے۔۲ پنج ششی دراصل ششو پنج کی اصلاح شدہ صورت ہے کیونکہ بقول استاد گنتی میں پانچ کا پہاڑہ چھ سے پہلے آتا ہے۔

جانے بڑ ہائی تیری
صورت شکل قمر کی
حق نے بنائی تیری
اسلام کے بانی ہو
رکھتے نہیں ثانی ہو
رفعت کے اوج پہ ہو
قدرت کے راز سر ہو
کرتے جدھر نظر ہو
پاتے ادھر نظر ہو
سکندر تیری سلامی
دارا تیری غلامی
منظور کر چکے ہیں!
دو پہ تیرے مدامی
یہ عرض و حال سارا
میں نے ہے جو گذارا
بس اسی قدر ہی یارا
سخن کلام میرا
لے جا سلام میرا
پیو گے آب زمزم
برسے گا نور چھم چھم
کلمہ پڑھو گے دم دم
صلے علیٰ کا نعرہ

کر دے گا دُور غم غم
ا۔ برائے نقل مطابق اصل ۲۔ باعث روانی کلام تبدیل بحر واقع ہوئی ۳۔ خطاب۔

کعبے طواف ہو گئی
روح پاک صاف ہو گی
مقدر ابوبکرؓ پر
پھر بعد ازاں عمرؓ پر
عثمانؓ غنی، حیدرؓ پر
ان کے نورِ نظر پر
پنج تن کے جس قدر ہوں
اختر یا ماہ بدر ہوں
خالد کہ زید عمر ہوں
گذریں تیری جدھر ہوں
بس فاتحہ ختم پڑھ
کوئی نثر نظم پڑھ
یا اعظم اسم پڑھ
لہلا یہ کام میر ا
لے جا سلام میرا۔

نورِ نبیؐ

محمدؐ کا قدم پڑتا جہاں ہے
جگہ ہوتی ہے وہی نور فشاں ہے
کبھی گھر میں کریں دستار بندی
کبھی دیکھا تو دیکھا لامکاں ہے

۱۔ اضافت مقلوب ہے ۲۔ اللہ

نہیں کھلتی یہ اسرار حقیقت
خدا یہ ہے یا اس کا راز داں ہے
گئے معراج کو حضرتؐ عرش پر
ہر اک مسلم کا یہ محکم ایماں ہے
فلک پر یہ پڑا جو کہکشاں ہے
نبیؐ کی رفت آمد کا نشاں ہے
پیغمبرؐ کا جہاں پر آستاں ہے
زمیں کا اتنا ٹکڑہ آسماں ہے
بخشو اناں روز محشر کو نبی جی
بجز تیرے نہیں استاد کو فخرو گماں ہے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. 2002-2006

غازی مرد

کہاں ہے آہ اب وہ مسلموں کی کار پردازی
مٹادی تھی جہاں سے جس نے غیروں کی فسوں سازی
امیر و حاکم و شاہ سپاہی صف شکن ہم تھے
مجاہد اور منصور و مظفر فاتح و غازی

آمدورفت کے محاورہ کی اصلاح شدہ صورت ہے۔نیز شب معراج میں رسول اکرم ﷺ کی آمدرفت کے بعد ہی واقع ہوئی تھی۔۲ یعنی بخشوایئے ۳۔وزن ملاحظہ ہو۔(خادم)

ہمارا کام تھا، زہدو عبادت طاعت و تقویٰ
ہمار ا شغل تھا، احسانِ حکمت علم پر دازی
ہماری عقل کرتی تھی طلسم و سحر کو باطل
ہمارے کارناموں سے عیاں تھی شانِ اعجازی
وہ جرات تھی وہ ہمت تھی وہ استقلال تھا ہم میں
مہماتِ زمانہ کو سمجھتے تھے، ہم اک بازی
کہاں اب وہ مساوات و اخوت وہ محبت ہے
کہاں وہ دوستی وہ ہم نشینی اور ہم رازی
بلندی اوج پر تھے جو کبھی وہ گر پڑے تھک کر
شکستہ بال و پر کو آج کل سوجھی ہے شہبازی
کہاں شاعر وہ اب اُستاد جو تلمیذ رحماں تھے
نظامی حافظ و عطار جامی شیخ شیرازی

مسیحا شفاخانہ نبیؐ میں

وہ چمکا ملت اسلام کا تارا محمدؐ سے
کہ پہنچا شرق سے تا غرب چمکارا محمدؐ سے

کوئی بھی اور رکھتا ہے یہ رُتبہ ذاتِ باری میں
بھلا زیادہ خدا کو کون ہے پیارا محمدؐ سے

گیا گزرا ہوا جو پھر گیا حضرت کے فرماں سے
خدا نے اس کو مارا جو گیا مارا محمدؐ سے

درِ دولت پہ آکر صرف دربانی کیا کرتے
اگر ملتے کہیں اسکندر و دارا محمدؐ سے

مدینہ میں اگر پہنچائے مجھ کو رہبر قسمت
عیاں کردوں میں اپنا مُدعا سارا محمدؐ سے

نبوت کی گواہی دے چکا ہے حکم سے حق کے
کلام اللہ میں ہر ایک سیپارا محمدؐ سے

کبھی غمگین نہ ہو غم خانہ دنیا میں تو اُستاد
اگر بیمار ئے غم سے ملے چارا محمدؐ سے

ادبِ رسولِ اکرم ﷺ

زمیں پر جب محمد مصطفےٰ ﷺ پیدا ہوا ہو گا
سرِ چرخ بریں سوئے زمیں اس دن جھکا ہو گا
نبیؐ کا تذکرہ جب اپنی محفل میں کھلا ہو گا
زباں پر سب کی جاری کلمہ صلےِ علیٰ ہو گا
اگر عشقِ محمدؐ سے کسے کا دل لگا ہو گا
خدا جانے کہ وہ ساری خدائی سے جُدا ہو گا
کلا م اللہ میں جس کا ثنا خواں خو دخدا ہو گا
بھلا اس سے بڑا رتبہ کسی کا اور کیا ہو گا
رواں جس دم نبی کے فیض کا دریا ہو گا
اک اک قطرے سے اور ذرے سے سورج بن گیا ہو گا
محمدؐ کے ثنا خواں کا نشاں دنیا میں کیا ہو گا
جبیں پُر نور روشن چہرہ و سینہ صفا ہو گا
سخن میری زباں سے آج کل نعت محمدؐ میں
وہی نکلے گا جو عرش معلےٰ پر لکھا ہو گا
لکھوا ک اور بھی اُستاد ایسی نعت سرور کی
تیرا اس سے یقین ہے دونوں عالم میں بھلا ہو گا۔

قبل از رسولِ خدا اہلِ صفا کی انتظاری

آج کے دن کی تمنا انبیا کرتے رہے
تذکرے قبل از نبیؐ کرتے رہے
تمہیں نہیں ہوا انتظاری مصطفےٰ کرتے رہے
مہرو ماہ ارض و سما بلکہ خدا کرتے رہے
جب خدا پوچھے گا تم دنیا کو کیا کرتے رہے
ہم کہیں گے بس ثنا خیر الوری کرتے رہے
کس کس طرح اُلفت نبی سے آشنا کرتے رہے
مال و دولت جان و دل سب کچھ فدا کرتے رہے۔
عیسیٰ جس بیمار کو تھے لا دوا کرتے رہے
ایک ہی دم میں اسے احمدؐ شفا کرتے رہے
قیصر و ففغور جیسوں کو بھلا کرتے رہے
دارا سکندر جس کے در پر جا گدار کرتے رہے
اُم پہ اپنی ہر طرح مہرو فا کرتے رہے
آہ وہ بھلا کرتے رہے اور یہ بُرا کرتے رہے
سالہا سے جس کے نہ تھے سر جھکا کرتے ہرے
آمد محمدؐ پر وہی سجدے ادا کرتے ہرے
دخل اپنا ہر طرح دشتِ و صحرا کرتے رہے
توحید کی تبلیغ کیسے جا بجا کرتے رہے
کیا ہوا کوہ طور پر موسیٰ لقا کرتے رہے
حضرتؐ ہمارے عرش پر جا کر ملا کرتے رہے
اس قدر تھے ادب ذاتِ کبریا کرتے رہے

یا محمدؐ یا نبیؐ کہہ کر ندا کرتے رہے
دشمن دین جب کبھی آمنا سامان کرتے رہے
تب ہستی اسلام پر لاکھوں مٹا کرتے رہے
امت کی بخشیش واسطے حضرت دعا کرتے رہے
خونِ جگر پیتے رہے اور غم غذا کرتے رہے
کافر و مغرور و سرکش بک بکا کرتے رہے
آخر محمدؐ کے قدم پر سر دھرا کرتے رہے
کس جگہ کس پاس نہ میرا گلا کرتے رہے
رشک و حسد استاد کا ملک الشعرا کرتے رہے

۱۔ تمھی ۲۔ انتظار مصطفیٰ مراد ہے۔ ۳۔ اس نظم میں حسنِ اضافت خاص طور پر قابل دار ہے۔ ۴۔ گدا کرنا بمعنی گدائی کرنا ۵۔ اضافت مفقود۔ ۶۔ صحرا! اگر پڑھنے میں کوئی مشکل پیش آئے تو صرا پڑھئے۔ ۷۔ لقا کرنا بمعنی ملاقات کرنا۔ ۸۔ تسلسل مضمون کو قائم رکھنے کیلئے "تب" کا اضافہ کیا گیا۔

جلوہ ماہ نبوت

جلوہ گر عالم میں جب ماہِ نبوت ہو گیا
حورو ملک جن و بشر قائل رسلت ہوگیا

ہر زمانہ پُر خطر تھا زلزلے آلام تھے
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہو گیا

جب آئے خدمتِ رسولی میں ابوبکرؓ و عمرؓ
اوج پر اسلام کا تب زور قوت ہو گیا

گر گئے لات و منات و اور کسریٰ کے محل
جب شر والا کا دنیا میں ولادت ہو گیا

ما سو اس کے کہ زمین عرب کی حالت تھی کیا
ہر قطعہ ویران تھا اب رشک جنت ہو گیا

جو ملک ظلم و ستم میں خاص رکھتا تھا کمال
اب وہی تہذیب میں کانِ شرافت ہو گیا

نسبت نبیؐ کے ساتھ کے وقت شہنشاہ لے سکے
فرش سے تا عرش تک جن کا حکومت ہو گیا

توحید کے جلوے سے تب پائی محمدؐ نے چمک
کثرت و بہتات سے جب نور وحدت ہو گیا

دنیا کے مال و متاع پر لات وہ مارے نہ کیوں
دین کی دولت سے جو کہ صاحب ثروت ہو گیا

راندہ گیا دونوں جہاں سے سخت بدنامی کیساتھ
پکڑا جس دامن ِ نبی اہل فضیلت ہو گیا۔

جن جناب مصطفےٰ کے دین کی آمد ہوئی

سابقہ ادیان ہر اک بے حقیقت ہو گیا

گذرے لاکھوں ہے نبی لیکن مگر اخیر پر

زیب سر حضرت[۲] کے ہی تاج امامت ہو گیا

تعلیم سے تلقین سے پندو نصا سے وعظ سے

کس کس طرح غیروں سے تکرار و حجت ہو گیا

کوئی انکاری نہیں مدت نبیؐ[۲] سے دوستو!

ہر جگہ اسلام کا ایسا صداقت ہو گیا

نعت خوانی کر دکھاؤں گا تجھے استاد میں

موت کے پنجہ سے گر مجھ کو فراغت ہو کیا

ا۔ بک بک مراد ہے۔۲ غالباً وحدت نہیں کہ پیش نظر صیغہ واحد رکھا گیا ہے۔۳۔ و، اور، اور، کو جمع کر دینا گویا شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا دینا ہے۔ ۴ تذکیرو تانیث کا استعمال ۵۔عرب کے را کو برائے ضرورت شعری ساکن کیا گیا ہے۔۶۔ملک ک الام متحرک کیا گیا ہے۔۷ اضافت مقلوب ہے۔۸۔یا اور تک کا اجتماع برائے تاکید ہے۔۹۔جس کے بعد نے محذوف ہے۔

انوارِ پیغمبرؐ کی شمع

جل چکی عالم میں جب نور پیغمبرؐ کی شمع
کمتریں ہو کر رہی دارا سکندر کی شمع
لاکھ آئے بادِ مخالف پر بجھا سکتی نہیں
اوج پر ہے دن بدن اس ماہِ انور کی شمع
چہرہ مہر مبیں کووہ نہیں سکتا ہے دیکھ
جس نے دیکھی مصطفٰے کے روئے انور کی شمع
فیض یہ پہنچا ہمیں نور نبی سے دوستو
آتی نظر میں ہیں گر جاؤ مسجود ومندر کی شمع
نکلا جب حضرت کے چہرے کا فلک پر آفتاب
پھربھی مطلق نہیں کفار و کفر کی شمع
تب تلک دنیا میں ہر گز چھ نظر آتا نہیں
روشنی پکڑے نہ جب تک دل کے اندر کی شمع
فعل اور افعال کی صفیں بنا سکتے ہیں وہ
ہے جن کے اندر شعلہ زن فیوض مصدر کی شمع
یہ شمع سب ہیں تمہاری نقلی شیشہ خام کی
ہے چاند اور سورج کی اصلی رب اکبر کی شمع
اب کے مشاعرہ شمع پر مضمون سے نکلا ہوا
دیکھیے جلتی ہے ب کس کس مدبر کی شمع
کار زارِ مگاہ میں سب جوانانِ نبیؐ
سب کو جگا لیتے تھے اپنے نوک خنجر کی شمع
ایک دو نمبر سے تو کیا ملے سمجھوں گا میں

ہے میری حقدار اصلی لاکھ نمبر کی شمع
بزم عالم تجتلک پاتا نہیں ہے روشنی
پھینکے نہ شعلہ جب تلک توحید دفتر کی شمع
انصاف سے اب یہ بتا دیں حاضریں اُستاد کو
تیر ترچھی جل رہی ہے کس سخنور کی شمع

۱۔ ادیان یہاں واحد استعمال ہوا ہے۔۲۔ نصائح کی اصلاح شدہ صورت ہے ۳۔۴ صداقت اور فراغت کو یوں سمجھئے کہ اینٹ کا روڑا اپنایا گیا ہے۔۵۔ کمترین معنی ہیں نہیں بلکہ بمعنی حقیر استعمال ہوا ہے ۶۔ اس سے مسجد کی جمع مراد ہے۔
(خادم)

یعنی توحید کا دفتر ۲۔ بالاتفاقی جناب ملک الشعراء، استاد الشعرا کے ہر کہ شک کندر کافر گردو۔ خادم

نبیؐ کی فصاحت و بلاغت

محمدؐ راہنما ہادی طریقت کا شریعت کا
مگر مجھو وہی واقف ہے اسرار حقیقت کا

محمدؐ ایک سرچشمہ ہے اُلفت کا مروت کا
توقع ہے قیامت میں ہمیں فخر رسالت کا

محمدؐ پہ بھروسہ ہے گنہگار اِن امت کو
عنائیت کا رعیات کا حماقت کا شفاعت کا

محمدؐ سے خزانہ مل گیا سارے زمانہ کو
اعانت کا ضیافت کا امانت کا دیانت کا

نبیؐ کی خوش کلامی سے جہاں کو فیض پہنچا ہے
لطافت کا بلاغت کا فصاحت کا بلاغت کا

سبق پایا دبستاں میں جہاں میں سب نے حضرت سے
مہابت کا صلابت کا کفایت کا قناعت کا

نبیؐ کے چاریاروں نے خدا سے رتبہ پایا ہے
صداقت کا عدالت کا سخاوت کا شجاعت کا

سراپا دور کر دو داغ تم استاد سینے سے
خصومت کا ندامت کا شقاوت کا عداوت کا

موٹر سائیکل ہوائی جہاز

مریم کرے کوئی کہ یا عیسیٰ کرے کوئی
فرعون کرے کوئی یا موسیٰ کرے کوئی
یحییٰ کرے کوئی کہ زکریا کرے کوئی
مصطفےٰ کرے کوئی یا خدا کرے کوئی
یوسف کرے کوئی کہ زلیخا کرے کوئی
ہم نے تو ذکر سنا جس کا کرے کوئی
موٹر کرے کوئی کہ یا ٹانگہ کرے کوئی
لیکن ہوائی جہاز نہ مانگا کرے کوئی
سائیکل کرے کوئی کہ یاں گھوڑا کرے کوئی
مثلِ برق نہ سڑک پہ چھوڑا کرے کوئی
ہوش و حواس رکھتے جو موڑا کرے کوئی
کیوں تن بدن کسی کا پھوڑا کرے کوئی
اٹھا کرے کوئی کہ یاں بیٹھا کرے کوئی
ہرگز ادب میں نہ غوغا کرے کوئی
خواہش و ضروریات کو پورا کرے کوئی
سیدھا انہیں چاہیئے کرے الٹا کرے کوئی
بُرا کرے کوئی کہ یاں بھلا کرے کوئی
ویسا عوض وہ پاتا ہے جیسا کرے کوئی
حکمت کے دفتروں سے پیدا کرے کوئی
پتھر دلوں کو کس طرح شیدا کرے کوئی
چمڑا اڑا کے رکھ دوں گا ہنٹر سخن سے میں

گو کس قدر بھی ان کو جا تکڑا کرے کوئی
معافی کے خواستگار ہیں مطلق نہ ان کو اب

ٹھٹھا مخول و مسخری ہاسا کرے کوئی
محظوظ کر سکے نہ جو صاحب مذاق کو

منہ کے خرچ سے کیوں چرچا کرے کوئی
علم ادب کی جان شرافت کی روح ہیں وہ

کیوں ان کو جہل پاگل و سودا کرئے کوئی
للہ خدا کے واسطے میرے لئے ان کو

شاعری کے علم و فن سے شناسا کرے کوئی
سمجھے نہ جو سمجھانے سے دو تین چار بار

اس بے وقوف احمق کا پھر کیا کرے کوئی
پڑھتے ضرور ہیں وہ اخبارات و رسائل

لیاقت کہاں ہے اتنی جو ہلکا کرے کوئی
وزن ردیف و قافیہ نہ جانتا ہو جو

طیار کیسے معاون شعرا کرے کوئی
ہے آج کل دساور میں مندا پڑا ہوا

ہرگز خرید ململ نہ لٹھا کرے کوئی
میں نے تو لٹھا پہننے کی پائی ہے قسم

جب تک کہ آنہ گز سے سستا کرے کوئی
اس دغے کے پتلے کا رکھنا خیال خوب

مت پار چات دینے میں دھوکا کرے کوئی

نوٹ: سیکرٹری بلدیہ گجرات کی رپورٹ پر کہ استاد صاحب بحیثیت انسپکٹر چونگی

فرائض بخوبی سرانجام نہیں دیتے۔ ان کو استاد صاحب نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

خادم گجراتی

سیکرٹری یہ لکھتے ہیں تیرا بڑا کام کاج
میری طرف سے ان کی تسلا کرے کوئی
جب بھولا ناتھ کرتا ہے پڑتال مال کی
پھر کیسے ہرج وقت دوبارہ کرے کوئی
ہر روز گردش کرتا ہوں میں گشت ڈیڑھ گشت
بڑھ چڑھ کے اس سے اور کیا دورہ کرے کوئی

ا۔ استعمال مترادفات ملاحظہ ہو۔۲۔ لاثانی مصرع ہے ملاحظہ ہو۳۔ دوسرا چنگی انسپکٹر

رہتا ادب نہیں ہے جواب و سوال کا
منصب کرے کہ آپ کا مجرا کرے کوئی
گستاخیے افسر مجھے مد نظر نہیں
پھر کس خیال چال پہ توبہ کرے کوئی
اسٹاف میں تو آپ کے آتا نہیں نظر
جو کام جا نفشانی سے ہم سا کرے کوئی
دنیا کے کاروبار میں سر بستہ راز ہیں
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی
صورت غبن کی نکلے تو پھر دیکھ لو استاد
ناجائز کس طرح کسے پکڑا کرے کوئی

ابن سعود اور اس کا ظلم

نجد سے غضب کی اٹھتی ہوا کیا ہے
مقابل جس کے آفات و بلا کیا ہے
مرا تہذیب حاضر پر گلا کیا ہے
طوفان بے تمیزی یہ اچا کیا ہے
گذرا واقعات کربلا کیا ہے
یزید و شمر جور وجفا کیا ہے
اب مکے مدینے میں رہا کیا ہے
سوا روضہ پیغمبر کے بچا کیا ہے
آہ! ابن سعود کو سودا کیا ہے
مزارات پرانوں میں دھرا کیا ہے
وجو د اس کی جہالت سے بھر کیا ہے
گلے اس کے طبق لعنت پڑا کے ا ہے
نشانے پنجتن ہائے مٹا کیا ہے
خاک و اطہر وجودوں کا اڑا کیا ہے
کسی جنگ جبر کی اچھی سزا کیا ہے
ملزموں کا بید سے پچھا کٹا کیا ہے
تجھے اُستاد کہتا چلبل بلا کیا ہے
کاش پوچھو کہ مُدعا کیا ہے

۱مزارات قدیمہ مراد ہے ۲۔طبق بمعنی طوق۔ زبان میں اضافہ۔۳نشان خادم

خاطرِ توحید؟

ہے کوئی کام جو اس نے ادھارا نہ کیا
نہ سہی آنکھ نے اُن کا جو نظارہ نہ کیا
کیوں فلک ہم کو سکندر و دارا نہ کیا
کس لئے اوج و بلندی پہ ستارا نہ کیا
ہے شکر لاکھ کہ ہم کو یہود و نصارا نہ کیا
رحمت ہے تیری بُت پرستوں میں شمارا نہ کیا
جنگِ صفین میں نہیں کہ اُحد کوبل میں نہیں
کہاں کس جگہ ہم نے رگ رگ کو فوارا نہ کیا۔
ظلم و ستم قہرو غضب اغیار کے سہتے ہم ہیں
شرم و غیرت سے مٹیں گے پاس خاطر جو ہمارا نہ کیا
غرقاب ہو جائے گی ایک دن طوفان کفر میں
تو نے گر کششے اسلام کا سہارا نہ کیا
تیری توحید کی خاطر گذر اپنا کدھر نہیں!
ہر وادی وجنگل ہر بحرو کنارا نہ کیا
شب و روز ہے ہر وقت میں‌تڑی اک اُستاد تڑپتا
کیوں مجھے حاضر خدمت یا شاہِ ابرارنہ کیا

شاعر سخنداں ہو گئیں؟

زیب النساء محجوب عجب شاعرہ سخنداں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

اک لفظ کہنے سے دل کا راز پا جاتے ہیں وہ
اس قدر ہیں تیزیوں پر آج سمجھاں ہو گئیں

نہ کیا ثانی نکاح ہی خود پسندی کے سبب
اس غرض کے واسطے کئی غرض منداں ہو گئیں

فوق پر چمکے گا، اک دن قسمت اختر مرا!
گر اس طرح سے اور بھی دو چار سنداں ہو گئیں

زاہد کیا فخر تیری حورِ جنت کا کروں
اب تو ہر اک ملک مے ں ہیں حور وغلماں ہو گئیں

جو طبعیتیں الف ب ت ث نہیں تھے جانتیں
اب فلسفہ منطق و ریاضی سائنسداں ہو گئیں

کس لئے تم رحم کرتے ہی نہیں اُستاد پر
بارہا جب کورنش بندگی سلاماں ہو گئیں

۱۔۳۲ رنز کرنے میں استاد کا ریکارڈ ہے کرکٹ کے کھلاڑی نوٹ فرمائیں۔

حریف و حاسد پر میرا غضب

کیا گُل کھلا سکوں میں حاسد کے باب میں
اللہ کرے کہ غرق ہو ستلج چناب میں
تب تک رہوں گا تڑپتا غضب و عتاب میں
جب تک نہ لاش پاؤں گا چاہ و تلاب میں
ہے روز و شب دُعا میری عالی جناب میں
ہو جائے مبتلا کہیں پنجہ قصاب میں
تب تک نہ مل کر بیٹھوں گا شیخ و شباب میں
جب تک حریف ڈوبے نہ گنگا کے آب میں
حاسد کو اپنی یاں پڑے پھنسے عذاب میں
پیتے نہیں معشوق یاں لورے شراب میں
اُردو میں تم ہو فسٹ نہ سخنِ پنجاب میں
سمجھوں تو سمجھوں تم کو میں پھر کس حساب میں
دم دئے دلا سے دیئے پیچ و تاب میں
کیا کیا قریب دل کو دئے اضطراب میں
تم ہجو کرتے پھرتے ہو پردے حجاب میں
اُستاد تم کو کہہ دیا دوست احباب میں

ا۔قصاب کا پنجہ ۲شیخ وشباب ۳۔حاجت

شیرِ ببر نہیں

کرتا جو شخص دنیا میں غور وفکر نہیں
سکتا وہ کھول اپنی بھی روزی کا در نہیں
بیٹھو امن سے چین سے خوف وخطر نہیں
انسان ہوں میں بھی کوئی شیرِ ببر نہیں
نپولین اعظم سے بھی سکتا میں ہر نہیں
وہ کون سا میدان ہے ہوتا جو سر نہیں
پھر کیا ہوں میں سہراب جو رستم اگر نہیں
کس دشت کس ولایت میں میرا گزر نہیں
حالانکہ ساتھ خالد و عمرؓ و بکرؓ نہیں
تاہم بھی پیچھا چھوڑتی میرا ظفر نہیں
عرصے سے نظر آتے ہو شمس و قمر نہیں
کیوں اب نگاہ مہرو محبت ادھر نہیں
حاسد میرے اٹھاتے ہیں کیا کیا شرر نہیں
عبرت انہیں کرتے کیوں صاحب صدر نہیں
طبیعت میں سادگی ہے غرور و فخر نہیں
ورنہ اُستاد جانتا نظم و نثر نہیں

لطافتِ عشق

ابتدا میں عشق دیتا ہے لطافت کیسی
انتہا میں یہ لاتا ہے مصیبت و آفت کیسی
بعض طبیعت بھی تو رکھتی ہے ظرافت کیسی
شب و روز یہی کہتا کہ ہوئی ہے خلافت کیسی
میرے سوا اوروں کو تم کرتے ہو چاہت کیسی
پیار کیسا ہے میری جان یہ اُلفت کیسی
غضب ڈھاتی ہے حسینوں کی نزاکت کیسی
رفاقت میں بھی یہ رکھتی ہے، طاقت کیسی
رہتی ہے پستی، مجھے دور فلاکت کیسی
نہ معلوم یہ چاہتی ہے، ہلاکت کیسی
ڈالی تھی محبت تو یہ بڑھ گئی عداوت کیسی
حیرت کی دکھائی ہے قیبوں نے شرارت کیسی
میں کیا سمجھوں کہ ہوتی ہے فراغت کیسی
رخصت گر مانگے تو کہتے ہیں اجازت کیسی
وہ دکھائیں بھی تو شوخی ہے شجاعت کیسی
ہم اُستاد کی کر سکتے ہیں اطاعت کیسی

فیشن کی حُور

خدمت میں آپ کی تو میں حاضر حضور تھا
چشمک زنی نہ سمجھاں کسی کا قصور تھا

صد حیف عقل پر تیر فیشن کی حور تھا
حیرت کا تن بدن سبی مثل انگور تھا

سربستہ راز گر کوئی خفیہ امور تھا
کھانا کسی حکیم سے شنگرف منور تھا

ملک عدم میں جس جگہ میرا قبو تھا
اک گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا

کیا دل چلا رہا ہوں میں عمر آغاز میں
دریا و بحر و قلزموں کرتا عبور تھا

اب مٹ چکا ہوں دنیا سے میری بلا کو
زندگی میں چرچا ہر طرح نزدیک دور تھا

اس لب یا قوت کا ذائقہ بتاؤں کیا
حلاوت میں قندو مصری و عربی خجور تھا

ہے یک قلم اور اٹھایا استاد نے اسے
حاسد کے سر میں جس قدر فخرو غرور تھا

مہلک ہوا

جب کبھی جہاں میں زہریلی ہوا آتی ہے
تبی ہر بشر کی موت و قضا آتی ہے
لاکھ ہا پونڈ تریاق دوا آتی ہے
تب کہیں خلق خدا کو شفا آتی ہے
کیا حکمت جراح و ڈاکٹر و حکما آتی ہے
جب کہ طاعون خانہ بخانہ جا بجا آتی ہے
رئیس و تونگر سے موت کو بھی حیا آتی ہے
غضب سے مگر آتی ہے تو اُوپر غربا آتی ہے
کام اس میں نہیں ہرگز عزیز اقربا آتی ہے
انسانی جان ایسی قابو تن تنہا آتی ہے
جس جگہ اس موذیئے مرض کی ابتدا آتی ہے
وہاں سے ہی پیرو جواں کو کہنے فنا آتی ہے۔
آئے دن ہندوستان پہ اس کی دور دور آتی ہے
کیوں نہیں تیری جانب یورپ و ایشیا آتی ہے
اُستاد یہ کس کو خوابن سوائے لیلا آتی ہے
دل مجنوں کے دھڑکنے کی صدا آتی ہے۔

ا۔تبھی ۲کو م محذوف ہے ۔۳۔اضافت مقلوب ہے ۔خادم۔

اُستاد ایک منشی ہے چنگی محصول کا

حیرت کا انتظام ہے مسلم سکول کا
تعلیم کے سوا نہیں غوغا فضول کا

دنیا میں ہیڈ ماسٹر دیکھے ہزار ایک
عبد الحفیظ ہے کانِ بدخشاں کا مول کا

مثلِ بنگال بنک ہے ان کا دل و دماغ
فائدہ اتھا و علم کی دولت حصول کا

ان کے تنِ نازک کی ہے خوشبو بے نظیر
اک برگ ہے جگت میں یہ جنت کے پھول کا

خوشحال اس کو کرتے ہیں اپنی پشت سے
دفتر جو شخص رکھتا ہو رنج و ملول کا

ہر سال پاس ہوتے ہیں لڑے ہزارہا
جو مم جانتے نہیں فیل و فیول کا

رتبہ بلند پائے گا بامِ عرش پہ وہ
اک معرکہ بنا ہوا جنگ و جدول کا

علمی اعزاز پانے سے ایسا ہے دبدبہ
مجرم نہ ہو سکے کوئی حکمِ عدول کا

افسر کسی عدالت کا سمجھونہ تم مجھے
اُستاد ایک منشی ہے چنگی محصول کا

مسلم سکول کو گرانٹ وصول ہونے پر باری تعالیٰ کا شکریہ

بجا لانا اول چاہیے ولا تم نے شکر باری
کہ جس نے اپنی رحمت سے ہے بخشی روز بلکاری
رہے لاکھوں برس برطانیہ کا سلطنت قائم
کہ وقت بے کسی و مفلسی جس کی مددگاری
کبھی ہم عزت و حرمت بلندی پا نہیں سکتے
نہ ہوگا ہاتھ جب تک بھی ہمارے سر پہ سرکاری
تمہیں ہو وہ کہ واپس کر دیا تھا یہ گرانٹ اپنا
اوٹھائی ہے تمہیں نے کیا مُصیبت رنج اور خواری
سدا رکھو محبت چاہت و اُلفت حکومت سے
کہ اچھی ہے کسی سے ہوا اگر اُستاد غم خواری

برگیڈفائراوراس کی ضرورت

ہاویہ گجرات کو آج کل بنا رکھا ہے آگ
ایک فتنہ حشر ومحشر کا اوٹھا رکھا ہے آگے
کبھی محلے کا لری میں غضب کے شعلے اٹھیں
کبھی منڈی میں قدم اپنا ٹکا رکھا ہے آگ
کبھی شیشہ گیٹ کی جانت ہمیں خبریں ملیں
کبھی ڈھکی کی طرف ہم کو دوڑا رکھا ہے آگ
نکلنے پاتی نہیں کوئی چیز خوردو نوش
جال آبادی پہ ساری کیا بچھا رکھا ہے آگے
غسل چاہتی ہے یہ گشتی نئ دُلہن کی طرح
اس لئے برگیڈفائر کو منگا رکھا ہے آگ

بخدمت ڈپٹی کمشنر صاحب مسٹر کنگ و میاں احسان الحق

سیشن جج جہلم۔ یہ قصائد پڑھا گیا؟

رضا کارہ لگا نعرہ سبک اللہ اکبر کا
قدم رنجہ ہے بزم میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا
ہوا کیا جو نہیں آئے بہشتی ماشکی لاری
فلک چھڑکاؤ کر دے تو گلاب و عطر ولیونڈ کا
نگاہ غور سے دیکھیں سب وہ برملا آ کر
نہیں دیکھا شکل جس نے کبھی شیر غضنفر کا
غلط نسبت ہے یہ دنیا رُخ صاحب بہادر سے
کیا دعویٰ ہمسری رکھتا ہے آئینہ سکندر کا
بھی اس وقت کی تم کو نہ بھولے گی حیات اپنی
اگر تم شوق سے دیکھو گے چہرہ قمر اختر کا
بدل کر قفیہ کر دوں میں شکریہ سیشن جج کا
جنھوں کے دم قدم سے ہے مشاعرہ کا بجا بجکا
طفیل آنجناب والا غنیمت ہے وقت آج کا
ابر ٹھہرے رہو قدرے نہ پاغوغا تو گڑ گج کا
زمانہ یہ نہیں ہرگز بہانہ عذر اور رنج کا
سمجھو تو تمہارے سر پہ ہے سہرا یہ سچ دھج کا
بجا ہو گا مباح ہوگا اگر میں لفظ کہہ دوں
حضور انور کے درشن سے ادا ہو فرض حج کا
حکام اے وت کی مدحت ہے خاص استاد نے کہدی
لیا ہے نام میں اس میں نہ گنپت کا نہ ہر بجج کا

ا۔ برزم بہ تشدد پڑھے ۲۔ لونڈر لگا ہوا ۳۔ کبھی ۴۔ شبیہ

زندگی

عیش و عشرت کر رہی تیری میاں ہے زندگی
اپنی تو گذری کش مکش کے درمیاں ہے زندگی
بعض انسانوں کی کیسی ناتواں ہے زندگی
بعض اشخاصوں کی مثل پہلوان ہے زندگی
کس کئی دنیا میں آگیر از فغاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
دین احمدؐ تب تلک چمکے گا عرش و فرش پر
جب تلک رکھتا زمین و آسماں ہے زندگی
کیوں نہیں کرتے قدر تم بے قدر اُستاد کی
ہر طرح جب کہ میری گوہر فشاں ہے زندگی۔

۱۔کاف کو مشدد مت پڑھیے۔۲۔میں کے آگے نے محذوف ہے۔ضرورت شعری بُری بلا ہے۔۳۔جمع ل اجمع ملاحظہ ہو۔یعنی کس نے گزارے۔۵۔مصرع طرح ۶۔مغالطہ میں نہ پڑھیے مطلب یہ ہے کہ اے بے قدر تم استاد کی قدر کیوں نہیں کرتے۔ خادم

معشوقانہ غضب

شب دیجوری میں بام پر سے انہیں بلایا جو گڑ گڑا کر
مثال کوئل آواز آئی کہ کچھ تو شرم و حیا کیا کر
اُتر کے نیچے وہ شوخ چشماں غضب سے بولا یہ تھرتھرا کر
کبھی جو آئندہ ایسا کیا تو تن سے رکھ دوں گا سر جدا کر
عجب تماشے رنگین دیکھے ہیں، دارِ ہستی میں ہم نے آ کر
گلوں نے ہس ہس کے مار ڈالا رُلایا غنچوں نے مسکرا کر
یہ جانِ جاناں کو کہہ رہا ہوں سبق رقیبوں کا مت پڑھ کر
یہ خوف و خطرہ اندیشہ دل کو ہے لے نہ جائیں تمہیں اڑا کر
کبھی بھی لفظ و مزے نہیں آتے لیاتے مضمون میں جو چرا کر
استاد اچھا ہے جن کا بلکہ غزل سناتے ہیں یوں بنا کر

اہلِ کشمیر کی جرات

رُخ جس طرف کو اپنا اٹھایا کشمیریاں
کیا کیا نہ کام کر کے دکھا یا کشمیریاں
قوت وہ اس قدر تو خدایا کشمیریاں
دائم رہے حریفوں پہ سایہ کشمیریاں
وہ اعظم شوکت شان ہے پایا کشمیریاں
پیرس و لنڈن حسن شرما یا کشمیریاں
سکہ ہر قوم پر سے بٹھا یا کشمیریاں
جنت ہے مالک اپنا بنایا کشمیریاں
بہادر دلیر دل چلے شیر غضنفری
رستم ہے نام جگ میں رکھایا کشمیریاں
دنیامیں نام ور تھے جو پہلوان زماں
کیوں کس لئے وہ حکام وقت مانتے نہیں
عالم میں جب کہ رُعب سے چھایا کشمیریاں
فوجوں میں جب قدم کو ٹکایا کشمیریاں
زور آوری تم تب ہی جا سمجھو گے ہماری
جب کوہ ہمالیہ کو اُلٹایا کشمیریاں
شمس و قمر بھی مانگ کر حسن لے گئے
چہرہ برق جب اپنا سجایا کشمیریاں
پولیس فوج ریلوے اور سول لائن میں
کس کس جگہ نہ درجہ بڑھایا کشمیریاں
کھولو کمشنری کا دورازہ جناب من

کنڈہ ہے لاکھ بار کھڑکایا کشمیریاں
مسئلہ یہ کاشتکاری کا کرکے پاس بہت
خدمت میں وائسرا کے پونچایا کشمیریاں
قیامت تلک تو پیچھا نہ چھوڑوں گا میں استاد
کہنا نہ پھر کہ مغز ہے کھایا کشمیریاں

ا۔ اینویں شب دیجور دیجوری بنیا جیونکر فدا فدوی فدویاں ہوندا۔ ۲۔ ۳۔ بجا فرمایا ہے۔ ۴۔ یاد رہے کہ استاد صاحب خود بھی کشمیری ہیں۔ خادم۔

نامی گرامی پہلوانوں کا دنگل

بتادوں میں کہ اس دن رنگ سا دنگل کا کیا ہو گا
ہجوم خلقت آدم سے اک محشر بپا ہو گا
فرت بازوں کی پھرتی کا عجب نقشہ بنا ہو گا
قدم افلاک کی جانب زمیں میں سر گڑھا ہو گا
دلاور پہلوانوں کا تو چہرہ سُرخ سا ہو گا
خلاف اس کے جو نکلے گا وہ ثابت بزدلا ہو گا
کسی نے پکڑ جرأت سے جو آگے رکھ لیا ہو گا
فرار ہونے کی خطر مثل برق تڑپتا ہو گا
رُخ جس پہلوان کا اُس دن قبلہ نما ہو گا
وہی مار گا کشتی اور چھاتی پہ چڑھا ہو گا
داوٴ پیچ کے دیکھن سے عجوب ہ اک مزا ہوگا
کوئی سیدھا ہو رہا ہو گا، کوئی الٹا، لٹتا ہو گا
برابر جوڑ چھوٹیں گے نہ ہرگز مٹ مٹا ہو گا
تاوقتیکہ نہ دونوں میں سے اک دوجا صفا ہو گا
سبھی تم پوچھتے ہو کس سے جوڑا استاد کا ہو گا
لڑے گا وہ تو اس سے جو کہ رستم سے بڑا ہو گا

سوسائٹی ریڈکراس اور مسٹر کنگ ڈپٹی کمشنر گجرات

سابقہ مداح ہوں میں بھی خاص مسٹر کنگ کا
سادگی ہے اس لئے واقف نہیں ہوں ڈِنگ کا
دائم جلوے دیکھتا نا کی درو دربار کے
گر کہیں میں تار ہوتا کر سئے سپرنگ کا
عمر پائے وہ خضر مانند بے حدو حساب
بانی مبانی ج وہے ایسی پارٹی میٹنگ کا
رات دی ہی تم دُعا اے حاضریں کرتے رہو
ٹھہرے رہے مالک خزانے مخزن وسیونگ کا
کچھ تو اضافہ مری تنخواہ بھی ہونی چاہیے
اُستاد ہے نوکر فقط ایک یومیہ شانگ کا

۱یعنی بزدل، ۲تسلسل اضافت اور حسن معنی ملاحظہ ہو۔ ۳یعنی داؤ پیچوں نقل مطابق اصل ۴یعنی دوسرا۔ خادم۔

خان بہادر جناب ڈاکٹر مزرزا اصغر علی صاحب

پبلک کو جب سے مزرائے اصغر علی ملے
سمجھا یہ ہر مریض نے محرم ولی ملے
آؤ مرادیں دل کی سب پاؤ گے ایک دم
غوثو قطبنہ تم کو جو کوئی ولی ملے
کوشش دوا سے ہو گئے زیر زیر میں ہیں سب
چوہا ملکوڑا کیڑا ناہیں چھپکلی ملے
اٹھتا ہے ایک پہر میں بیمار وہ جو کو
شیر و ملائی و مکھن ول کیلہ پھلی ملے
خان بہادر ڈاکٹر و پریزیڈنٹ ہوئے
اللہ کرے کہ اس سے بھی عہدہ جلی ملے

مسٹر کنگ کی لائبریری

تشریف جب گجرات میں آئی ہے مسٹر کنگ
کیا کیا بہادری نہ دکھائی ہے مسٹر کنگ
آتش تمہیں لگی ہے تو بجھائی ہے مسٹر کنگ
دوزخ سے تم کی جان بچائی ہے مسٹر کنگ
سابق تو لائبریری شرمائی ہے مسٹر کنگ
سپرن پنڈنگ سے بڑھیا بنائی ہے مسٹر کنگ
ڈپٹی کمشنر کا ہی عہدہ ہے گو لیکن!
دیکھنے میں چیف اور ہائی ہے مسٹر کنگ
اُستاد خلق درپہ جھکائی ہے مسٹر کنگ
حیرت کی خرد وعقل و دانائی ہے مسٹر کنگ

شورِ محشر

یہ امر اہل ہنود سے پوچھیں یا پوچھائیں کیوں کر
آ گئیں جورو جفا کی تمھیں راہیں کیوں کر
اس ترے ظلم سے ہم شورِ محشر نہ اٹھائیں کیوں کر
عرش سے فرش تک ہم دھرتی نہ ہلائیں کیوں کر
تکتے تکتے ہی یہ بدلی ہیں زمانے کی ہوائیں کیوں کر
خدارا یہ بتانا شدھی سنگھٹن کو مٹائیں کیوں کر
تیری بندگی کے لئے مسجد میں قدم کو ٹکائیں کیوں کر
غوغا باجوں سے سن سکتے ہیں بانگوں کی صدائیں کیوں کر
تیری توحید کا ڈنکا بجائیں تو بجائیں کیوں کر
ان شرر انگیزوں کو ہٹائیں تو ہٹائیں کیوں کر
اغیار یہ کہتے ہیں کہ تیغ و خنجر نہ چلائیں کیوں کر
غنڈے مسلمانوں کو خاک و خون میں نہ رلائیں کیونکر
غیر اقوام کی سُن لیتے ہو دُعائیں کیوں کر
اس آتشِ رشک سے ہم نہ جل جائیں کیوں کر
گر ایسی ہی رہی اُستاد تو ہوں گی نبھائیں کیوں کر
پھر ترے نام کی شان و شوکت کو بڑھائیں کیوں کر

امامت کے راز

اے ستمگر سمجھتے ہیں تیری انداز ہم
ایسے ہزاروں رکھتے ہیں معجزا عجاز ہم
دنیامیں پا چکے ہیں امامت کے راز ہم
میت پہ اپنی آپ پڑھیں گے نما ز ہم
کیا واقعہ بتا سکیں عمر آغاز ہم
اڑتے پھرے تھے دنیا میں مثل شہباز ہم
مانا کہ شاعر ادنٰی ہیں بندہ نواز ہم
لیکن ہیں اس زمانے میں سعدی شیراز ہم
اُستاد رکھتے جب نہیں کچھ حرص و آز ہم
آگے کسی کے کیوں کریں دستِ دراز ہم

انسپکٹر چنگی

اکبر نہیں آتی کہ یا اصغر نہیں آتی
نسب کہیں ہم شکل پیمبر نہیں آتی
کیسے کھلے گا باب وہ نصرت و فتح کا
جس جا پہ نام حیدو و صفدر نہیں آتی
پڑھ غور پیشانی سے تو جنگ و جدل کا حال
گر تم روائیت درہ خیبر نہیں آتی
صد ہزاریں آئیں ہیں نسبت علی کے ساتھ
کہتا ہے کون شیر غضنفر نہیں آتی
لکھ دوں اگرچہ وصف میں دندانوں پیشانی
اختر نہیں آتی کہ پھر قمر نہیں آتی
اسلام کی ہستی کو مٹاتے نہیں کس وقت
توپ و تفنگ نیزہ خنجر نہیں آتی
ہو سکے اُستاد اُنسپکٹر چنگی
کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

عاشق کا جنازہ

صلِّ علیٰ کی صدا خادم و مخدوم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
گر لکنت نہ کہیں تو کیا کہیں اس کو
ہوں ہاں کے سوا جس کے نہ کچھ حلقوم سے نکلے
وہ حل وہئے عقدے میری تیغ زباں سے
جو کام نہ عالم میں تھے لاکھوں کی رقوم سے نکلے
نہ تو اٹھے ہیں کبھی نہ اٹھیں گے حشر تک
جو کہ عالم میں ہیں فتنے میرے قلقوم سے نکلے
وہ پری پیکر آئی بھی تو واپس اُلٹی
ہائے رخسانہ نہ اُس کے میرے چوم سے نکلے
صبر و شکر کرنا اسے یہ چاہیے اُستاد
جو کہ انسان کی قسمت و مقسوم سے نکلے

بال فیشن ایبل

نہیں یہ وقت اب شرو حیا کی
ہوا آئی ہے یورپ ایشیا کی
تہذیب حاضر مرضی خُدا کی
داڑھی مونچھ سب نے کٹ کٹا کی
نہ حالت پوچھ نسوانی ادا کی
گئیں مینڈیاں سر سے صفا کی
بال ان کے نظر آتے ہیں باکی
کبوتر کھینچ جیسے پھر پھڑا کی
گئی رونق وہ گیسو کا کلا کی
رہی موسم نہ اب زلف و تا کی
ہمارا جو حجاموں پر گلا کیا
شکایت اس میں قینچی اُسترا کی
یہ باتیں دل کہ ہیں سب من منا کی
شکل بگڑی رُخ انور زیبا کی
ہے کیا اُستاد نے محشر بپا کی
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی

حُسن کی ڈگری

اے جان من عرصہ ہوا نہ پیام ہے نہ سلام ہے
تیری بیقراری ہجر میں نہ تو چین ہے نہ آرام ہے
تیری زلف و رُخ کے ہی یاد میں کبھی صبح ہے کبھی شام ہے
بس ہر وہ پیش نظر ہیں یہ کبھی میم ہے، کبھی لام ہے
اس ماہ جبین کے حُسن کی تمھیں ڈگری دوں بھی تو کس طرح
جب پاس تیرے مجتبیٰ نہ وثیقہ ہے نہ اشعام ہے
کیا تیز تند ہوا چلی میرے سرو قد کو مٹا گئی
نہ وہ مینچا ہے نہ ہو ساقی ہے نہ وہ خوشگوار کا جام ہے
کیوں اُستادوں کو نہ وں ہو جب کوئی پوار نہ قول ہو
تیرے وعدہ کو بُت حیلہ جو نہ قرار ہے نہ قیام ہے

گورنر پنجاب جناب ہیلی صاحب بہادر

صنعتیں کیا کیا نہیں ایجاد کر سکتے ہیں یہ
اک جہان خیتی آباد کر سکتے ہیں
حاکم و محکوم کی امداد کر سکتے ہیں یہ
اک گدا کو صاحب حاکم کر سکتے ہیں یہ
آزمائش کر کے دیکھے آ مخالف پارٹی
ہر بشر سے دوستی اتحاد کر سکتے ہیں یہ
گو نامہ اعمال میرا کس قدر ہی غلط ہو
دستخط اپنے سے لیکن صاد کر سکتے ہیں یہ
گورنر پنجاب کی صحبت میں آ کر دیکھو
ایک دم شاگرد سے اُستاد کر سکتے ہیں یہ

ون۔ ٹو

تیرے نام نامی کی سب ہاؤ ہو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
یہ کیا تذکرے ہیں یہ کیا گفتگو ہے
ضرور اس میں مضمر کوئی جستجو ہے
پڑھا کرتے تھے ہم لڑکپن میں اک
اب انگلش سکھایا ہمیں ون تو ٹو ہے
کہاں تھے یہ سامان سابق نہ میں ہیں
اب جونکہا ئیو کا لر پڑا ہر گلو ہے
ڈٹا ہر بشر ہے لباس فخر میں
پڑی پاؤں میں گرگابی و بوٹ وشو ہے
آواز ہارمونیم ہے نرمی سخن میں
شُستہ طرز خود پسندی کو خو ہے
ہے تعلیم مغرب بنی جس کی رہبر
وہی پا گیا عزت و آبرو ہے
موجودہ وقت کو جو اُستد دیکھا
نئ روش فیشن کی سب رنگ و بو ہے

رُخِ تنویر

ٹوٹ پڑے ہم پہ زمانے کی جفائیں ساری
ظلم و ستم رنج و الم اور ایذائیں ساری
کرتا ہوں شب و روز علاج و دوائیں ساری
اس دم کے عوض مال و دول تمیں لٹائیں ساری
بے حجابانہ رُخ تنویر پھرتے ہیں
اٹھ گئی دنیا سے بُرقعہ ادائیں ساری
آئے بھی وہ لیکن نہ منے وصل کی نسبت
حالانکہ تمام رات لیں اُن کی بلائیں ساری
کافور ہو گئیں پری کے ساتھ سبھی اُستاد
دل کی شان و شوکت اور چین و چائیں ساری

بہ خطاب ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن پنجاب

اے ینگ مین مسلم عُمر دارای
وہ ذات پاک ٹھہرے دائم تیرا حفاظی
اے نوجوانوں سیکھو تم بھی زمانے سازی
جہاں اتفاق ہو گا وہاں کیا کرے گا قاضی
معان رہیں تمہارے سب مستقبل و ماضی
حاصل کرو جہاں کی تم منطقور ریاضی
بس ایک دوسرے سے میل و ملاپ رکھو
آئیں کبھی نظر نہ فقرے یہ اعتراضی
شیریں زباں سے اپنی تم کام سب نکالو
اصراف ہو نہ دولت مطلق یہ بے اندازی
پاؤ گے مُدعا کو تم کس طرح پھر اپنے
جب تک نہ کچھ کرو گے سخاو تو فیاضی
عش عش بھی کر اٹھو گے نا لیٹ ہو جاؤ گے
استاد کی سنو گے تم جب کہ نظم تازی

ا۔حالانکہ بہترین استعمال ۲۔چاہ کی بمعنی محبت کی جمع ہے۔۳۔یعنی محافظ

اُستاد امام الدین دنیا کے ہر لباس میں

عالم نہیں رہا کہ میں فاضل نہیں رہا
دانا نہیں رہا کہ میں عاقل نہیں رہا
کوتھر نہیں رہ اکہ میں شاکل نہیں رہا
جُدا نہیں رہا کہ میں واصل نہیں رہا
تو نگر نہیں رہا کہ میں سائل نہیں رہا
حقیقی نہیں رہا کہ میں ناقل نہیں رہا
مجنوں نہیں رہا کہ میں لیلیٰ نہیں رہا
ناقہ نہیں رہا کہ میں محمل نہیں رہا
ہر قل نہیں رہا کہ میں ہیکل نہیں رہا
ہے شکر کہ جگہ کہ میں بزدل نہیں رہا
کاغذ نہیں رہا کہ میں پنسل نہیں رہا
حاکم نہیں رہا کہ مشل نہیں رہا
بیرسٹر نہیں رہا کہ متوکل نہیں رہا
منصف نہیں رہا کہ میں عادل نہیں رہا
ڈپٹی نہیں رہا کہ میں جرنل نہیں رہا
عہدہ وہ کونسا ہے جو حاصل نہیں رہا
بی اے نہیں رہا کہ میں ایلل نہیں رہا
ممبر نہیں رہا کہ میں کونسل نہیں رہا
جرنل نہیں رہا کہ میں کرنل نہیں رہا
تمغہ نہیں رہا کہ میں ماڈل نہیں رہا
مقتل نہیں رہا کہ میں قاتل نہیں رہا

زخمی نہیں رہا کہ میں بسمل نہیں رہا
تنزل نہیں رہا کہ میں معطل نہیں رہا
عرصہ ملازمت میں مسلسل نہیں رہا
گل نہیں رہا کہ میں سنبل نہیں رہا
تیری طرح مگر میں عنادل نہیں رہا
رسطوں نہیں رہا کہ میں اجمل نہیں رہا
دارو نہیں رہا کہ میں درمل نہیں رہا
کیوڑہ نہیں رہا کہ میں صندل نہیں رہا
روغن نہیں رہا کہ میں زمل نہیں رہا
واٹر نہیں رہا کہ میں بوتل نہیں رہا
وسکی نہیں رہا کہ میں لیول نہیں رہا
مچھلی نہیں رہا کہ میں نقل نہیں رہا
کھانے نہیں رہا کہ میں ہوٹل نہیں رہا
اطلس نہیں رہا کہ میں مخمل نہیں رہا
بُرقعہ نہیں رہا کہ میں کمبل نہیں رہا
انجن نہیں رہا کہ میں آئیل نہیں رہا
پرزے نہیں رہا کہ میں ہنڈل نہیں رہا
خشکی نہیں رہا کہ میں جل تھل نہیں رہا
سن سٹ نہیں رہا کہ میں ہل جل نہیں رہا
سمندر نہیں رہا کہ میں ساحل نہیں رہا
بجلی نہیں رہا کہ میں بادل نہیں رہا
منطق وہ کون سا ہے جو حل نہیں رہا

دنیا میں کوئی عقدہ مشکل نہیں رہا
ذاکر نہیں رہا کہ میں باطل نہیں رہا
رونق نہیں رہا کہ میں چھل بل نہیں رہا
صادق نہیں رہا کہ میں باطل نہیں رہا
پیمبر نہیں رہا کہ میں مرسل نہیں رہا
نمازی نہیں رہا کہ نوافل نہیں رہا
پڑھتا نہیں رہا کہ میں غافل نہیں رہا
قرآن نہیں رہا کہ حمائل نہیں رہا
کتب نہیں رہا کہ ارسائل نہیں رہا
پہلوان نہیں رہا کہ میں دنگل نہیں رہا
کرتا نہیں رہا کہ میں سنبل نہیں رہا
قصیدہ نہیں رہا کہ میں غزل نہیں رہا
امام دین نہیں رہا کہ میں فضل نہیں رہا

میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی کا بے نظیر ترجمہ ہے۔
لیلی کو ضرورتی شعری کی بھینٹ چڑھایا گیا۔ ۲۔ایل ایل مراد ہے لیکن س کے بعد بھی محذوف نہیں بلکہ اس مصرعہ کے ابتدا میں مذکور ہے۔تکرار سے بچنے کے لئے دوبارہ استعمال نہیں کیا گیا۔

نادان میزبان

حضور انور کا کیسا میزبان ہے
کوئی ماچس چرٹ سگرٹ نہ پان ہے

میرے جانے پہ اس کو ٹپنا مٹ
بچہ ہے ابھی کوئی شاہجہاں ہے

ترا کوچہ نہیں دارالاماں ہے
میرے لئے گلستاں بوستاں ہے

جب کبھی چلتی تری تیغ زباں ہے
بس نہ آندھی ہے نہ اندھیرا طوفاں ہے

رفاقت کا نزاکت کا بیاں ہے
اس لئے میرا زمانہ نہ دوستاں ہے

پیمبر کا جہاں پہ آستاں ہے
زمیں کا اتنا ٹکڑہ آسماں ہے

زمانے کے مطابق جو چلے گا
وہ اُستاد اچھا سخن داں ہے

۱۔ تیل ۔۲۔ مصرعہ طرح ہے ۔۳۔ گویا استاد صاحب بذات مجسم قصیدہ وغزل ہیں ۔۴۔ فضل جناب اُستاد صاحب کے برادر اصغر کا نام ہے ۔۵۔ پان کے لفظ کو اُستاد صاحب چھالیہ سمجھ کر چاب گئے۔ خادم ۔

حُورِ فردوس میرے بس میں

وہ نکلے پانی بھرنے جو ہاتھوں میں لے گھڑا
بس اک قطر کے واسطے ڈٹ کر تھا میں کھڑا
میں نے کہا یہ نرمی سے اس نازنین کو
عاشق ہوں ترا یار میں دل وجان سے بڑا
بولی کہ میں کنواری ہوں گھر والدین کے
میں نے کہا کہ میں بھی ہوں اے جانِ من چھڑا
جب اتنی باتیں ہو چکیں تو لطف وذاق سے
بس پھر رُخِ تنویر پہ گھونگھٹ اُلٹ پڑا
وہ حور ہے فردوس کی اُستاد اک بشر
ششدر ہوں اس لئے کہ مقدر کہاں بڑا

۱۔ مصرعہ طرح ۲۔ اس مصرعہ کے ڈٹ کر کو اگلے مصرعہ کے نرمی سے مقابلہ میں رکھ کر لطف اٹھایئے ۳۔ چھڑا املا حظہ ہو۔ ۴۔ گھونگھٹ کی اصلاح شدہ صورت ہے۔

زمانے کے پہلوں کو ہدایت

پہلوانوں کی خدمت میں گذارش پیشتر کرنا
ہمیں بلوا کے کشتی پر یونہیں در بدر کرنا
سب کا دل خوش و خورم دکھا کسٹ ہنر کرنا
کسی حیلے بہانے سے نہ کھاڑا منتشر کران
ہمی ہیں تار برقی اور اخبار گزٹ ہم میں
ہمارا کام یہ ہے بے خبر کو با خبر کرنا
لڑو بے شک بہادر ہو غضنفر کی طرح لیکن
شکم کو چاک ہرگز نہ مثل شیر ببر کرنا
ہدایت ہو تمہیں اُستاد کی جانب سے بس اتنی
غضب سے قہر سے ظلم و ستم سے نہ جبر کرنا

ا۔ اکھاڑا۔

شعروسخن کی تیغ

بنا نہیں کرتے کہ وہ پھبا نہیں کرتے
جادو نظر سے کس کو وہ کملا نہیں کرتے
عالم کبھی بے باک سے جھگڑا نہیں کرتے
جو رند کرتے ہیں وہ پار سا نہیں کرتے
سیدھا نہیں کرتے کہ وہ الٹا نہیں کرتے
وعدہ مگر وہ ہر طرح سچا نہیں کرتے
تب تک وہ رقومات وصولی نہیں کرتے
جب تک کہ ساہوکار تقاضا نہیں کرتے
شعر و سخن کی تیغ سے بھاگے سبھی حریف
کس کس کو ہم میدان سے پسپا نہیں کرتے
کرتے ہیں شعرا اور بھی استاد نامور
لیکن جدید رنگ میں ہم سا نہیں کرتے

پنجابی ۔یعنی سادہ لوح، دیوانہ، زبان میں ایڑ ادہے ۔خادم ۔۔سیدھا وعدہ کرنا مراد ہے، دھوکا نہ کھایئے

حُسن و عشق کا خنجر

حُسن و عشق کا حلق پہ خنجر جو چل گیا
قامت سرو یہ زخم کے پھولوں سے پھل گیا
بے دوس آہ کر جو قاتل قتل گیا
دنیا سے میں حسین کی گویا مثل گیا
نالہ میر تھا عرش کے متصل گیا!
سُن سُن کے ظلم جگر فرشتوں کا ہل گیا
خدمت میں ان کی بارہا میں سر کے بل گیا
کہتا وہ روز مرہ ہی تھا، آج کل گیا
اُستاد اٹھ جہاں سے انصاف عدل گیا
دائیں کیا تھا وعدہ تو بائیں بدل گیا

۲۔ عشق تحریک شین قابل ملاحظہ ہے۔ ۳ یعنی سرو قامت۔ ۴۔ بے دوس (پنجابی) بے گناہ۔

شاعر کے کمالات

اے دل کبھی سُنا بھی ہے تم نے کمال شاعر
ہر رنگ میں دکھاتا ہے اپنا جمال شاعر
پرواز جس جگہ نہیں جبریل کے پر کی
واں تک رسائی رکھتا ہے برق خیالِ شاعر
فرش و عرش بنا کہیں کہکشاں بنا
شمش، بنا کہیں بنا اختر ہلا ل شاعر
ہیرے جواہرات سے نسبت انہیں ہے کیا
غلط ہے جو کہوں میں بدخشاں کا لال شاعر
پیدا ہوئی نہ ہو گئی قیامت تلک اے دوست
دُنیا میں مطلقاً نہیں ہرگز مثال شاعر۔
عالم کی سائٹیوں کا یہ ممبر ہے نہ کیوں
جب ہر زبان پہ رکھتا ہے اپنا وصال شاعر
زمیں سے عرش تک تو تصرف نہیں اسے
رکھتا جستجو میں پھرتے ہو الیاس و خضر کی
دنیا میں جب موجود ہے خضر خصال شاعر
موت و حیات کا اسے اندیشہ نہیں ذرا
تیغ جفا سے ہوتا ہے کیا کیا حلال شاعر
اُستاد ہمسری کرے سُلطان وقت کیا
بڑھ چڑھ کے اس سے رکھتا ہے جاہ وجلال شاعر

ا۔ نظم کے ہر قافیہ کی اضافت خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ نقل مطابق اصل

شاعر تجارتی لباس میں

میں ہستی کی ہر اک شیا بیچتا ہوں
پوشیدہ نہیں برملا بیچتا ہوں
یہاں تک دلیری جرائت ہے میرے میں
کوئی لے تو ارض و سما بیچتا ہوں
سرائے حرم سے میں بُرقعے اُتر گئے
بس اب میں تو شرم و حیا بیچتا ہوں
مثال حسیناں ہوں بن ٹھن کر پھرتا
میں دیدار و درشن لقا بیچتا ہوں
خوشی سے خریدار مجھ سے ہیں لیتے
ستم ظلم جور وجفا بیچتا ہوں
شعر و شاعری کے ناقابل اگر سمجھو تو وہ سمجھو
دکھا جو سخن ور اس وقت برق شو نہیں سکتا
لگا لے زور جیسے جس قدر چاہیے تو اے حاسد
میری سخنِ ولائیت کو تو ہرگز کھو نہیں سکتا
میری عادات خموشی ہے تری شکوے شکایت کی
تری ترغیب سے دشمن بدل میں خو نہیں سکتا
خدا رکھے سدا اُستاد کو اس بزمِ عالم میں
مسکراتا ہنستا بے مثال تیری رو نہیں سکتا

ا۔یعنی اشیاء۔۲۔تبدیلی بحر قابل ملاحظہ ہو۔۳۔گویا استاد صاحب معشوق ہیں۔

راجہ محمد افضل صاحب تحصیلدار گجرات سے سرگودھا

سرگودھا سے جا رہا ہے ہے شیر مرد افسر
غمگین ہو رہے ہیں جتنے ہیں اہلِ دفتر
کیا کیا عدل دکھایا اپنا کمال افضل
کہنا انہیں تو چاہیے نو شیرواں کا ہمسر
سائل جو درپہ آئے خالی کبھی نہ جائے
یہ فیض کا خزانہ عالم میں ہے سراسر
جہاں پر رہیں خوشی ہے ان کے لئے ضروری
ہوں آگے پیچھے جن کے ملازموں کے لشکر
تحصیل دار صاحب اچھے تھے لائق فائق
بس یاد کر رہا ہے۔ یوں ہر صغیر و اکبر
ہم تو رہیں گے بسمل فرقت میں تڑپتے ہی
آپ وہاں دیکھیں گے حور وپری اور پیکر
گو دل تمہارا وہاں بھی لگ جائے گا عشرت میں
یہ گجرات کی سائٹ کو کرو گے یا د اکثر
امتیاز بھی تو ہوں گے افضل اُستاد شیدا
دیگر پشت پناہ ہے ڈپٹی حسن جو اختر

دردصاحب کا کلام اور اُستاد

بیدرد کیا پڑھے کوئی سخن کلامِ درد
کھائی نہ جس نے دل پہ نہ خنجر حسام درد
حاسد حریف کے لئے خبر ہے یہ کیا ہوا
ہے عاشقاں واسطے مرکز مقامِ درد
آئے وہ ذوق شوق سے آزمائش کیلئے
پینا ہو جس نے ساقیا لبریز جامِ درد
شرق و غرب جنوب و شمال وہی تک نہیں
فرش و عرش پہ رکھتا ہے یہ دھوم دھام درد
خوش خرم مذاق لطیفہ گوئی نہیں
دفتر لکھا ہوا ہے مصائب آلام دہام درد
نالہ بکا جنہوں نے نہیں عمر بھر کیا
ان سنگدلوں کے واسطے آیا پیغام درد
سمجھیں گے اس کلام کی عزت قدر وہی
جن کے دل و جگر میں ہے رہتا مدام درد
دیگر کتب کے تکنے کی حاجت نہیں استاد
لبریز ہو چکا ہے اک عالم نظام درد
ایک معشوقہ پان فروشی کے لباس میں
لگا بیٹھی تری خاطر فقط پانوں کی ہٹی ہوں
عشق شطرنج میں تیرے مثال زونٹی ہوں
آؤ تو لگاؤ ساتھ سینے کے مگر لیکن
نہ پوچھو حال دل میرا حسن خنجر کی چھٹی ہوں

تری اُلفت محبت کا گلہ کچھ کر نہیں سکتی
جگر چھلی ہوا میرا، گئی عالم میں چھٹی ہوں
زمینداری زراعت کا ہے پیشہ لاکھوں پشتوں سے
اک اعلیٰ گھر گھرانوں سے میں اصل ذات جٹی ہوں
یہ کیوں احسان جتاتے ہو سدا اُستاد کو آ کر
میرے پیارے میں تیرا ہوں نہ مٹا ہوں نہ مٹی ہوں

۱۔ بفضل خدا ابھی زندہ ہیں۔ ۲۔ سوسائٹی۔ ۳۔ راجہ حسن اختر صاحب ای اے سی مراد ہیں۔ ۴۔ نہ معلوم۔ ۵۔ واؤ زائد ہے۔

دستارِ فضیلت اور ایل ایل ڈی کی ڈگری

ہے شکر لاکھوں کہ ایل ایل ڈی کی ڈگری ملی
اک برق کی مانند گویا سر پہ ہے پگڑی ملی
ڈگریاں اوروں کو بھی ملتی ہیں لیکن مجھ کو آج
سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے ہے تگڑی ملی
سن انی سو تیس کا دن اور یکم اپریل ہے
یاد رکھنا تیراں سو اٹھائی ہے ہجری ملی
لاکھ ہا کے سامنے اس دم کو ہیں کرنے پڑے
تب کہیں جا کر کے یہ کم بخت سُسری ملی
ڈھونڈتا پھرتا تھا میں استادوں کے شوق سے
بہت مشکل سے ہے مجھ کو سخن کی نگری ملی

ا۔ مگر کے ساتھ لیکن برائے تاکید مزید ہے۔ ۲ اُستاد صاحب کی خدمت میں بعض احباب نے یہ مصرعہ بطور طرح پیش کیا تھا۔
ا۔ فرسٹ اپریل ۲۔ گویا استاد صاحب کو سخن کی نگری مل گئی ہے۔ ۳ سیکرٹری بلدیہ

افسر ماتحت کی جنگ

جب سیکرٹری کی خدمت میں میری غزل گئی
رنجش اسی کے باعث پھر بنتی مثل گئی
طیش و تپش میں سمجھے نہ کچھ وہ بھی ہائے افسوس
افسر ماتحت میں ہوتی جنگ و جدل گئی
کڑھتے تھے دیکھ دیکھ کر اتنے لفظ کو وہ
مجرے کے قافیے کی جو بندش نکل گئی
لکھیا یہ سب کمیٹی نے جنرل اجلاس کو
پڑھ محکمے میں یہ ہے خرابی خلل گئی
سن کے صدر کی گفتگو ممبر ہوئے خاموش
سب بدل واقعات کی صورت شکل گئی
اصغر علی کے بول کو بالا کرے خدا
آئی بلا سر سے پہ تھا، لیکن یہ ٹل گئی
دوست احباب خوش ہوئے سنتے ہی اس قدر
لاکھوں سروں سے ٹوپی اور پگڑی اوچھل گئی
داخل ہوئے اُستاد تھے معائنے کے واسطے
نکلے جو میکدہ سے تو دنیا بدل گئی

تاج برطانیہ

جس راز کو دارا نہ سکندر سمجھا
اس وقت کا ملک معظم اسے بہتر سمجھا
ناہیں سمجھے ہو کبھی نا ہیں سمجھو گے حشر تک
جو کہ دنیا کی حقیقت کو ہے رُخ انور سمجھا
کیسے ہو سکتی ہے اس سے سول کی نافرمانی
جو کہ ہر گورے کو لفٹنٹ گورنر سمجھا
لگا دیں گے ایک دن شورش پسندوں کو
جو حکم کپتان پولیس ڈپٹی کمشنر سمجھا
دیکھا جاتا ہے اخبارات کی دنیا میں
بعض اشخاص نے حکومت کو تمسخر سمجھا
شہر میں امن ہے مقام ِ صدر ہے خوش
ڈیک صاحب کمال کا بہادر و دلاور سمجھا
کون دم مارے مقابل میں اُستاد
جب کہ تاج برطانیہ کا کوئی ہمسر سمجھا

ا۔ دیکھو دیوان ہذا۔ ۲۔ ن ہی۔ ۳۔ سول سرجن گجرات جو اس وقت صدر بلدیہ تھے۔ جن کی مساعی سے اُستاد کو مقدمہ مذکور سے جیت ہوئی۔ خادم۔

گاندھی کا شطرنج

گاندھی نے عجب چوپٹ و شطرنج کھلاڑی ہے
کوئی گاٹ تو مر چکی ہے تو کسی کی گرفتاری ہے
تاہم بھی پکٹنگ کا سلسلہ ہر طرح جاری ہے
کہیں مدنظر بزاز ہٹہ ہے تو کہیں آب کاری ہے
کسی دوکان پہ مرد کھڑا ہے تو کسی پہ ناری ہے
کہیں محمد نواز ہے تو کہیں رام گردھاری ہے
گو کثرت سے بیڑوں کی تعداد و شماری ہے
لیکن صیاد کا جال بھی بے انداز بھاری ہے
حد سے بڑھی قوم کے سر پہ ظلم و جفا کاری ہے
المددِ شانِ کریمی کہ اب تیری باری ہے
معاملہ دیوانی تھا لیکن اب بعض جگہ فوجداری ہے
جس کے سبب سے عالم میں نالہ بکا اور آہ و زاری ہے
اس تحریک نے اس قدر کاروبار کی جڑ ماری ہے
کہ بڑے بڑے تاجران نے دیوانے کی درخواست گزاری ہے
ہزار شکر ہے پرودگار کی ذات کا اُستاد
کہ اب اخباروں کے ذریعہ سنی جاتی صلح کی تیاری ہے

ترجیع بند

افسوس وہ ماہر و وقت شباب گیا
میرے دل کا سردار اور موج شراب گیا
اندھیرا ہوا جہاں میں جب و رُک ماہتاب گیا
آہ دل مجروح فرقت کا دے کر عذاب گیا
دل ہی کی دل میں رہی بات نہ ہونے پائی
دمِ آخر اس سے ملاقات نہ ہونے پائی

قافیہ

ان کے لئے ہے لکھ دیا ہم نے یہ لشکر قافیہ
ڈھونڈتے پھرتے تھے جو اہل سخن و رقافیہ
کیوں کرو تم ورق گردانی کسی دیوان کی
جب پیش خدمت ہو گیا ہے ایک دفتر قافیہ
شوق کی گردن جھکا کر جب پڑھو گے بار بار
پاؤ گے اس میں ہی تم بہتر سے بہتر قافیہ
جس طرف یہ حکم دے تعمیل کرتا ہے اُدھر
بس اک قسم کا سمجھ لو شاعر کا دلبر قافیہ
ہر طرز کا بادھ کر تم کو دکھا دوں گا جناب
آج کل عالم ہے اُستاد اور افسر قافیہ

ترکیب بند

مشہور جو عالم میں میرے عشق کا افسانہ ہوا
آہ دشمن جاں سب اپنا بیگانہ ہوا
وہ کون سا آفات ہے جو مجھ پر نہ گذری
نہ جسم میرا جس کی تیغ نگاہ کا نشانہ ہوا
سخت جاں کے باعث بچاتا ہوں ورنہ کس طرف
زخمی و گھائل بسمل نیم اور تلملا نہ ہوا
اس گلشن دہر میں مثالِ سیماب رہا ہوں میں
ایک چکر و بگولہ اور انقلاب رہا ہوں میں

قطعہ

جب وہ اخبار سے دو چار ہوتا ہے
دل پہ سخت اضطراب و قلق ہوتا ہے
میرا رشک بھی ایک قسم کا دنگ و تھیٹر ہے
جمع ہر روز تماشائی خلق ہو تا ہے

مثلث

تیرے قدموں میں یا مولا نکل جائے میرا دم
اٹھائیں نہ محشر میں مُصیبت رنج اور غم
بجز تیرے نہیں رکھتے محبت غیر کی ہم

ہلاکو خاں

کہہ دو جا کر رہبر و اما سے
شاعری بھی کم نہیں الہام سے
دل نہیں ڈرتا کسی وریام سے
گر لڑے سہراب ورستم سام سے
جلاد بھی لرزے میرے قلّام سے
کانپے ہلاکو خاں میرے اجسام سے
اُترے جب ملنے کو بالا بام سے
ہو گیا محشر بپا ہر گام سے
اُستاد اب ٹھہرے نہ روک و تھام سے
گر تسلا بھی کرو اشخام سے

ایک دوست کے گھر لڑکا تولد ہونے کی خوشی میں

اس لئے سُرتان نبھ آج کل غزل گاتا ہوں میں
بُوئے گل کو زندگی کا راز داں پاتا ہوں میں

آگے آگے دیکھا یہ آپ نے دیکھا ہے کیا
یہ پری پیکر کا کیا کیا ناچ نچواتا ہوں میں

یہاں تلک مجھ کو خوشی ہے ایسے شمس و قمر کی
نوٹ چاندی چیز کیا ہے پونڈ لٹواتا ہوں میں

روٹھتا ہے اور مَن جاتا ہے ادنےٰ چیز پر
جب اُسے چینی کی بلی ہاتھ پکڑاتا ہوں میں

رشک سے جلتے ہیں دفتر مانی و بہزاد کے
جب رُخ تنویر کی تصویر کھچواتا ہوں میں

لمپ گیس و بیٹری کچھ تاب رکھتے ہی نہیں
جب کبھی چہرہ مثالِ برق چمکاتا ہوں میں

بہت ایسے ہیں کہ جو عزت کریں اُستاد کی
چند ایسے ہیں جنہیں ایک آنکھ نہ بھاتا ہوں میں

جناب حامد مختار صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گجرات

پولیس میں بہت دیکھے ہیں جابر و تیز سپرنٹنڈنٹ
لیکن مختار حامد بے نظیر ہیں دلآویز سپرنٹنڈنٹ

خدا رکھے سلامت با کرامت ان کو لاکھ سپرنٹنڈنٹ
کیونکہ ہے یہ ایک جامِ محبت کا لبریز سپرنٹنڈنٹ

ان کے اخلاق و محاسن کو تبی یاد کرو گے جناب
جب کوئی ضلع گجرات میں آگیا قیامت خیز سپرنٹنڈنٹ

بڑے بڑے عظیم الشان انسان آتے ہیں خدمت میں
جب کبھی دفتر میں لگا کر بیٹھے ہیں کرسی و میز سپرنٹنڈنٹ

جان پہچان والے ان کو پہچان سکتے ہیں دیسی
ورنہ اجنبی کو یہی پتہ چلتا ہے کہ ہے کوئی انگریز سپرنٹنڈنٹ

شوق کے دوربین سے اہل اجلاس دیکھ لیں بار بار
کیونکہ یہ کسی اور جگہ ہونے والے ہیں جلوہ ریز سپرنٹنڈنٹ

کون آئے مدِ مقابل جب کہ کرچ اور تیغ و خنجر
اپنے ساتھ ساتھ رکھتے ہیں فتح نصرت و پرویز سپرنٹنڈنٹ

پبلک میں مشہور ہے ان کی ہر دلعزیزی اُستاد
کیونکہ نہیں کرتے تھے اعلیٰ و ادنیٰ سے نفرت و گریز سپرنٹنڈنٹ

ملک الشعرا کا خطاب اور اُس کا شکریہ

اول حمد لکھ دلا اس خُدا کا
کہ مالک ہے جو ابتدا انتہا کا
کر و ذکر پھر سرور انبیاء کا
کیا سیر جس جا کے عرش علا کا
نہیں آسرا کوئی تیرے درسوا کا
اس ادنیٰ گنہگار عاصی گدا کا
عنایت سے تیری بلندی پہ پہنچا
ہوا نہ میں محتاج بال ہما کا
شکر لاکھ ان کا جنہوں نے ہے مجھ کو
دیا لقب و خطاب ملک الشعرا کا
سدا گیت گاتا رہوں گا خوشی سے
تمہاری محبت و شفقت عطا کا
دلا خوش بخوش ہو کے دامن کو بھر لو۔
کھلا باب ہے آج مہر ووفا کا
بدل جاؤ تم بھی خیالات ادھر کو
جائے بدل جس طرح رخ ہوا کا
کبھی بھی اے ایم اے پی ایچڈی ہوں
کبھی نام پاتا ہوں فخرا لشعراء کا
آتش عشق نے ہے مرجھایا چہرہ
میں ورنہ رشک تھا شمس الضحا کا
عجب کشش الفت تو سیر سخن ہے

لیا چھین دل جس نے ہر دلربا کا
گذر گئے وہ جب گمنام میں تھا
اب تو چرچا ہے عالم میں میری صدا کا
اگر اثر ڈالے نہ یہ سخن میرا
تو بے شک ہوں مستحق اک سزا کا
کوئی بشر اس وقت ایسا نہ ہو گا
جو نہیں ژیفتہ میری طرز ادا کا
کچھ اب کے مشاعرے پڑی گڑبڑیشن
ہوا رنج دل کو تاریخ التوا کا
اگر مل گئی مجھ کو اُستاد فرصت
تو ہمسر نکالوں گا بانگ درا کا

محمد حسین شوق باغبان گجراتی

بیلرزوں کی طرح اڑادوں تیرا نکوڑا محمد حسین
اور کہ پھر تو جائے گا کسی ڈاکٹر کے پاس دوڑا محمد حسین
آج تم کو میں یہیں پہ ڈگر و تیر کر دوں گا
پڑ نہ جانا جلدی ہی دل سے تنگ و سوڑا محمد حسین
ایسا تیرے تن بدن کے ساتھ رہوں گا دلچسپی سے
جیسے شراب کے ساتھ کباب اور مچھلیو پکوڑا محمد حسین
کسی شخص کو جرات نہ ہوگی کہ میرے نیچے سے چھوڑ اے
ایسا تیرے سر کو زانو سے دبا رکھوں گا مثال کسوڑا محمد حسین
پندرہ اپریل سن اکتیس کو جو تم نے ہجو پڑھی تھی
اس کے جواب میں ہے آپ کی خدمتیں بیٹھا گندوڑا محمد حسین
تب تک میرے رگڑے سے رہائی دشوار ہو گی
جب تک نہ اُوپر سے کوئی لگائے آہنی ہتھوڑا محمد حسین
میری بلندی کو کبھی عمر بھر نہ حاصل کر سکو گے
چونکہ تم ایک پستے اور ناٹے قد کے آدمی ہو مثال جلوڑا محمد حسین
شعرو شاعری سے تمہیں کیا تعلق ہے طفل ناداں
جاؤ بھینسوں کا گوبر کچھو پکڑ کر ہاتھ میں پھوڑا محمد حسین
تو نہیں جانتا کہ میں شیر ببر کا حکم رکھتا ہوں
خون پی جاؤں گا اور ایک ایک کر کے رکھ دونگا چار چوڑا محمد حسین
چونکہ مد مقابل آئے بہ خیالِ حریف و حاسد
اس لئے استاد نے چند حروف کا دیا ہے جواب تلخ و کوڑا محمد حسین
ہم نے مانا کہ تم پورے ہو چورو ڈاکو محمد حسین

لیکن میں بھی ہوں تیری جان کیواسطے خاصہ ہلاکو محمد حسین

جراح و ڈاکٹری کا ہنرو کسب ہر طرح جانتا ہوں

شب و روز میرے پاس رہتے ہیں نشترو چاقو محمد حسین

خدا خواستہ گجرات میں تیری قبر کیلئے جگہ نہ ملے

تو پھر انشاء اللہ میں بھیجدوں گا کالے شاہ کو کو محمد حسین

تم ایک باغباں کے لونڈے بچے ہو سبزی فروش

میں قوت رکھتا ہوں زبسکوں گاماں امام بخش وحاکو محمد حسین

دیسی روز پیتے تھے اور کہتے تھے کہ واہ کیا کہنا ہے

آج میں تم کو پلا کر چھوڑوں گا پشاوری تماکو محمد حسین

اُستاد کہتا ہے کہ تم رُعب بزم سے تھرتھرا رہے ہو

بس تمہار ا نام ہونا چاہیے اس لئے وہڑا کو محمد حسین

۱۔ جلورا اس میں کوئی حرف زائد نہیں ہے۔ ۲ کھینچو۔ ۳ پہلے مصرعہ میں خدانخواستہ اور دوسرے میں انشاء اللہ صنعت ورعایت کے شاہکار ہیں۔ خادم

حالاتِ معطل

زبان کسی سے کل یہ آوازہ نکل گیا
ہے تیرے دشمنوں کا جنازہ نکل گیا
میں نے کہا کہ شکر ہے اس ذات پاک کا!
بوسیدہ نہ ہوا تھا کہ تازہ نکل گیا
سیکرٹری نے جب سنے حالاتِ معطل
چہرے سے رنگ و سُرخی و غازہ نکل گیا
چھٹے سرے اجلاس میں اکبر و بیریل
مجلس بھری سے ملاں دو پیازہ نکل گیا
پبلک تمام خوش ہوئی استاد ہے جب سے
سرکش طبعیت گردن فرازہ نکل گیا

۱۔ تعطل کی اصلاح شدہ صورت ہے۔ یہ نظم اس موقع پر لکھی گئی ہے جب کہ سیکرٹری کمیٹی جس نے استاد صاحب کو معطل کیا تھا۔ بعد ازاں بعض اور پیش آمدہ وجوہ سے خود ہی معطل کیا گیا۔ خادم۔

حصہ دوم

صُورِ اسرافیل

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

اقبال برطانیہ

رہو خیر خواہ تم جو بر ملانیاں کے
تو مالک بنو گے بھی سُلطانیاں کے
جو بگڑوں گے مثل ہندوستانیوں کے
تو ہمسر بنو گے بھی زندانیاں کے
ہے دنیا میں ہر شے خوشامد سے ملتی
سوا اس کے ہے رفت آمد سے ملتی
غالب ہے جہاں تک سارہ حکومت
نہ جائے گا ہرگز یہ ہارا حکومت
مقابل میں آئے جو دارا لحکومت
کرے گی اُسے پارہ پارہ حکومت
فوجوں میں دیکھے نظارے عجب کے
کہ جنگی ہیں سامان غیظ وغضب کے
اگر جا کے دیکھو بھی ساماں طوفانی
تو کہہ دو گے تم ہے غضب آسمانی
جیوں جیوں تکو گے تو ہو گی حیرانی
چاہے مرد ہو یا کہ کوئی زنانی
تجربہ شرط ہے تو آزما کے دیکھو
ذرا چھاؤنیوں میں چکر کھا کے دیکھو
بڑا خوفناکی ہے سامان جنگ کا
لگا ہے کہیں ڈھیر توپ و تفنگ کا
رکھا سلسلہ عجب طرزِ ڈھنگ کا

اگر ایک دیسی ہے دو جا فرنگ کا
نہ عالم میں ہو گی مساوات ایسی
اخوت، محبت، عنایات ایسی
ہے اک اک جواں ثانی شیر ببر کا
نہیں جن کو ذرہ بھی خوف و خطر کا
یہ خنجر و گماں کوئی تیغ و تبر کا
نہ رکھتے ہیں پرواہ وہ خالد عمر کا
صفیں چیر دیتے ہیں دشمن کی ڈٹ کر
یہ دم بھر میں رکھتے ہیں لاکھو کو کٹ کر
نہ جب تک کوئی دے تحریری نوشتہ
نہیں جوڑتے اس سے ہر گز رشتہ
عیسیٰ ہو مریم ہو یا کوئی فرشتہ
گو کس قدر ہو بھی وہ اعلیٰ شائستہ
کسی شخص کو دم دلا سا نہیں کھاتے
اسی واسطے الٹ پاسا نہیں کھاتے
کہیں لے بھی جائیں جو لشکر چڑھا کر
تو پھر سوچتے ہیں مخالف بلا کر
ہے بہتر چلے جاؤ تم بچ بچا کر
نہ گلزار ہستی کو رنگ حنا کر
مروانہ ڈالو یہ خلقت خدا کا
نہ دکھلاؤ ان کو وہ نقشہ فنا کا
گئے پہنچ نرمی سے شرق و غروب تک

تصرف رکھتے یہ چین و عرب تک
ہے بے قراری دلوں کو یہ تب تک
فتح نہ کر لیں گے یہ عالم کو جب تک
کہاں اوج پر ہے سفیدی شکل کا
جو کالے کو دیکھو تو بودا عقل کا
ہر ایک سلطنت میں ہے وکالت انکی
تھانے تحصیلیں عدالت ہے ان کی
شاہوں کو مارنے جلالت ہے انکی
عرش پر ترقی کے حالت ہے ان کی
بناؤ کوئی بشر یا ور بخت کا
بنا ہو جو معراج لنڈن تخت کا
قدم جس جگہ میں ٹکایا انہوں نے
اسے رشک جنت بنایا انہوں نے
تہذیب عمل سب سکھایا اُنہوں نے
ویرانوں کو کیا کیا سجایا انہوں نے
زمانے میں ان کی لیاقت کو مانا
قوت صفائی کی طاقت کو مانا
حکومت نے کیا نہ بتایا ہے ہم کو
بی اے اور ایم اے پڑھایا ہے ہم کو
تہذیب عمل سب سکھایا ہے ہم کو
حیوانوں سے انسان بنایا ہے ہم کو
ترقی کے، شان و شوکت کو دیکھا

زر و دولت و جاہ و حشمت کو دیکھا
جو حکمت میں دیکھو مسیحا کے ثانی
نصاف عدل میں ہیں نوشیروانی
وگر گفتگو میں ہے وہ خوش بیانی
کہ لیں جن کی تصویریں بہزاد و مانی
کرے کون دعویٰ بھلا ہمسری کا
جو جزوے بدن ہو نیا قیصری کا
حکومت نے کھولے خزانے علم کے
مٹا ڈالے دفتر پرانے علم کے
یہی ہیں جواہرات کانِ علم کے
قدر دان اصلی ہیں شانے علم کے
دنیا میں ایسا اکابر نہ کوئی
مطلق ہے ان کے برابر نہ کوئی
کہاں تھے یہ اسکول و کالج مدرسے
جو آتے نظر ہیں مثال بدر سے
مسلسل پڑھے ہو جہاں تم قدر سے
مقولات سیکھتے ہو کیا آب و زر سے
کرو شکر دل سے حکامِ وقت کا
بلند اوج پر ہے جو یاور بخت کا
بلو نہ کسی کو سوائے حکومت
چلو جس طرح چلائے حکومت
ہمیشہ رہو زیرِ سائے حکومت

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

جھکو جس طرح سے جھکائے حکومت
یہی شان و شوکت یہی آبرو ہے
سوا اس کے انسان باغی عدو ہے
ملا ان کو خاصہ ترقی کا رستہ
کیا سر کو خم جو رہے دست بستہ
اکڑ فوں دکھا کر تو پڑتا ہے پھستہ
وگر اور ہوتے ہیں حالات خستہ
ہے رنجوں کا دفتر بغاوت نہ رکھو
حکومت سے ہرگز عداوت نہ رکھو
کسی کو تو کونسل کا ممبر بنایا
کسی کو ہے لفٹین و میجر بنایا
کسی کو ہے کرنل کمشنر بنایا
کسی کو کہیں کا گورنر بنایا
دیئے عہدے تم کو حکومت نے کیا کیا:
کیا شور تیری رعونت نے کیا کیا
عنایات برٹش سے ڈاکٹر بنے ہو
پلیڈر، وکیل و بیرسٹر بنے ہو
شریفوں بزرگانِ مسٹر بنے ہو
خبار و گزٹ کے ایڈیٹر بنے ہو
ملی تم کو عزت کی کرسی فرش پر
کیا اب پہنچنا چاہتے ہو عرش پر
پڑا جب کسی کو وقت مشکلات کا

ہوا ہے وہ محتاج اسی سلطنت کا
مٹاتے ہیں جھگڑا یہ ہر مملک کا
وجود ان کا چشمہ ہے اک مصلحت کا
سنو غور سے جو ہیں ارشاد کرتے
شاگردوں سے سب کو استاد کرتے
تم حاکم کی مرضی رضا کو پہچانوں
پوچھو نہ بلکہ ادا کو پہچانوں
زمانے کی چلتی ہوا کو پہچانوں
فنا کو دیکھو بقا کو پہچانوں
کیوں کٹو چند روز یہ حسرت کی زندگی
گزارو عزیز ان عشرت کی زندگی
کبھی حاکموں کے مقابل نہ ہونا
فتنہ فسادوں میں شامل نہ ہونا
شور و شر کا بھی عامل نہ ہونا
ہماری نصیحت سے غافل نہ ہونا
ہمیشہ برادر رہے یاد تم کو
کہ جو کچھ کہا ہے یہ اُستاد تم کو

۱۔ برطانیہ ۲ عقبی حکومت۔ بادشاہی ۳۔ مراد اہل کانگرس ۴۔ آفتاب منقود مراد حکومت کا ستارا ہے۔ یعنی یہ حکومت کسی سے شکست نہیں کھا سکتی۔ حکومت کا مذکر استعمال قابل توجہ ہے۔ ۶۔ جوں جوں۔ ۷۔ یعنی عورت۔ خادم ۸۔ یعنی دوسرا۔ ۹۔ پرواہ ک اذکر استعمال ۱۰۔ یعنی کاٹ کر۔ ۱۱۔ پا سا یعنی طرف مراد جگہ شکست ہے۔ ۱۲۔ خلقت اس جگہ مذکر ہے۔ گویا اینٹ کا روڑا بنایا گیا ہے۔ ۱۳۔ مطلب یہ ہے کہ آج کل سفید رنگ والی قوموں کا ستارہ چمک رہا ہے۔ ۱۴۔ انصاف

اُستاد امام الدین چرچل کے لباس میں

حد درجہ نا امیدی و حسرت ارماں سے ہم
لے سر اٹھا رہے ہیں کسی آستاں سے ہم
جب کامیاب ہوتے ہیں ہر ایک میدان سے ہم
کیا ڈر سکیں گے دنیا میں ہلڑ طوفاں سے ہم
پامال کر دکھائیں گے دشمن کی فوج اوج
بدل لیں گے کروٹیں جبھی خواب گراں سے ہم
آیا نکل جدھر سے داخل وہیں کریں گے
کہتے ہیں قسم کھا کے حدیث و قرآن سے ہم
برق تپاں اور بم کے گولے کا کیا کہوں
لڑنے کی جرائت رکھتے ہیں توپ وہاں سے ہم اُتریں
گے نہ اتارے سے جب کہ چڑھ گئے
سرمست ہو کے بادہ آتش فشاں سے ہم
زندگی میں ملک گیری تو ہرگز نہ دے سکیں گے
جب تک کہ مٹ نہ جائیں نام و نشاں سے ہم
سننا پڑے گا آپ کو غور وفکر سے سب
جو کچھ کہیں گے اس وقت تیغ زباں سے ہم
لڑنے سے منہ نہ موڑیں گے سمجھے یہ حکومت
سہراب و سام اور کہ رستم ایراں سے ہم
کرنا پڑا حریف سے جنگوں کا سامنا
اب دیکھئے گزرتے ہیں کس کس مکاں سے ہم
عزت رہے یا زائل ہو مائل و جاں بھی

بس اُف نہ کریں گے کبھی سودو زیاں سے ہم
کیوں ذکر کر رہے ہو تم ہٹلر کی ذات کا؟
لا حول پڑھ چلے ہیں جب ایسے شیطان سے ہم
اچھلی رہے ہیں جب بحرو سمندر کی طرح سے
دولت و پونڈ نوٹ اور جنگی ساماں سے ہم
امداد گورنمنٹ سے پچھڑے نہیں رہے
سر سکندر اور کہ سر آغا خاں سے ہم
دے ٹال ذاتِ پاک مصیبت آلام کو
شبو روز دُعا مانگتے ہیں آسماں سے ہم
برطانیہ جناب کو دیوے فتح خُدا
لڑنے لگے ہیں جرمنی و حشی حیواں سے ہم
پنجاب و ہندوستان کو مطلع رہے استاد
بھرتی کے خواہش مند ہیں ہر نوجواں سے ہم

۱۔ توپ وہاں سے مرادمنہ کاتوپ نہیں بلکہ اضافت مقلوب ہے اور مرادتوپ کا منہ ہے۔۲ لڑنے مقابلہ کرنے ۔۳۔یعنی دشمن کوکبھی اپنے ملک پر قبضہ نہ کرنے دیں گے۔ خادم۔

ہٹلر اور اس کا ظلم

کیا شورِ محشر اٹھا ہے ہٹلر
تہذیب ادب گوایا ہے ہٹلر
بہشتوں کو دوزخ بنایا ہے ہٹلر
مکاں لا مکاں کو جلایا ہے ہٹلر
کوئی قصہ اس کے ظلم کا نہ پوچھو
نقشہ تباہی عدم کا نہ پوچھو
غضب قہر کیا کیا دکھاتا ہے ہٹلر
کہ ہر سلطنت کو دباتا ہے ہٹلر
خونوں کے آنسو رُلاتا ہے ہٹلر
نہ اک آنکھ ہم کو تو بھاتا ہے ہٹلر
سفاکوں جلا دوں کا یہ باپ دیکھا
تپ دق سے بڑھ کر یہ تاپ دیکھا
ہٹلر کا والد یا ماں سپ رہا ہے
خلف جن کا نا خلف یوں ٹپ رہا ہے
افسوس خلقِ خدا کپ رہا ہے
نہ کوئی روکتا نہ اُسے نپ رہا ہے
غم وغصے سے ہے پیچ و تاب کھاتا
اُنی سو اٹھاراں سے ہے بڑبڑاتا
کب تک یہ ظلموں کی گڈی چڑھے گی
آخر فلک سے زمیں پر پڑے گی
خلقت سبھی ڈورلٹ لٹ گھرے گی

کاغذ کی بن بن کی پٹی اڑے گی

خُدایا مٹا ایسا بانی ظلم کا
کہ ہم پر پڑا بوجھ دور والم کا
دنیا میں جرمن حکومت نہ چاہیے
اس کے مٹنے میں غفلت نہ چاہیے
سطح ارض پر یہ سلامت نہ چاہیے
کوئی نام لیوا علامت نہ چاہیے
موذی ہے پوری جفا کاریاں کا
آتش فشاں اور بم باریاں کا
ہٹلر ہوا ان دنوں ہے دیوانہ
مٹا ڈالا جس نے ہے اپنا بیگانہ
کیا جو بھی حملہ سبھی وحشیانہ
مکانات شیشہ ہوئے سب ویرانہ
دنیا میں جرمن غضب کر رہا ہے
ظلم بے وجہ بے سبب کر رہا ہے
جرمن نے ڈالے فسادات کیا کیا
نکالے حرب ضرب آلات کیا کیا
ہوئی بموں گولوں کی برسات کیا کیا
فلک بوس گر گئے عمارت کیا کیا
سائنس کی دنیا کمال ہو گئی ہے
اُلٹ کر کے جانِ وبال ہو گئی ہے
چند ملکوں پر دشمن فتح پا گیا ہے

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved

جس سے ہر دل پہ خوف و خطر چھا گیا ہے
شب و روز غم ہم کو یہ کھا گیا ہے
وقت پیچھا دے کر جو پھیڑا گیا ہے
جس نے جنگوں کو بیڑا اٹھایا ہوا ہے
وہ سابق ہمیں آزمایا ہوا ہے
پوچھو نہ ہٹلر یہ کیا کر رہا ہے
فریب و مکر اور دغا کر رہا ہے
وہ ہستی کو رنگ حنا کر رہا ہے
ظلم ستم کی انتہا کر رہا ہے
پیدا ہوا ہے یہ فرعونِ ثانی
یزید و شمر، ملعونِ ثانی
تو اپنا فضل کرم کر یا الٰہی
بشر کر رہا ہے بشر کی تباہی
تڑپتے ہیں انساں مثل مُرغ و ماہی
غضب ڈھا رہی ہے ہوائی لڑائی
لاکھوں کے نام و نشاں مٹ گئے ہیں
اٹلی فرانس یونان مٹ گئے ہیں
بڑی سخت ہے اسکی قوت ارادی
دنیا میں جس نے ہل چل مچا دی
ہے یہ جنگجو اور لڑاکا فسادی
یہ مثل ہلاکو ظلم کا ہے عادی
استاد اس میں حکمت کوئی مصلحت ہے

ورنہ یہ چھوٹی سا اک سلطنت ہے
برطانیہ کو فتح یا خدا دے
بہت جلد دشمن کو نیچا دکھا دے
کوئی کامیابی کی صورت بنا دے
زمانہ مبارک ہمیں بر ملا دے
تیری بارگہ میں دُعا کر رہا ہوں
مثل ولی اولیاء کر رہا ہوں

اسفاک اور جلاد میں ف اور لام کو مسدد نہ پڑھیے۔ ۲ سانپ۔ ۳ اچھل ۴۔ کٹ ۵ پکڑ

تھوڑا سا صبر اور دلِ بیقرار کر

منظور یہ دُعا مری پروردگار کر
اٹلی، جاپان جرمنی اندر مزار کر
اک لکھ چوی ہزار پیغمبر کے واسطے
ویران نہ یہ دنیا کا باغ و بہار کر
یہ جنگ ہاویہ ہے قیامت کا نمونہ
اٹھا ہے گلشن ہستی شور و پکار کر
مشکل کیوقت کام آمیرے بھی ایکدن
موسیٰ کی طرح مجھے سے دارو مدار کر
کبھی خود آکے دیکھ لباس مجاز میں
خوں ریزیاں جہان کے درشن دیدار کر
ہزارہا ہے مرچکی خلقت تڑپ تڑپ
مدھم یہ جنگِ غضب کے شعلے شرار کر
مانا کہ گفتگو میں ہیں گستاخ وشوخیاں
تاہم بھی اپنا فضل تو رب غفار کر
آکر ملا تو یہ ملا اُستاد کو جواب
تھوڑا سا اور صبر دل بے قرار کر

ہٹلر کا سر کچلو

یہ مطلع رہے زید خالد عُمر کو
کچل ڈالو رلمل کے ہٹلر کے سر کو
کوئی ہاتھ پاؤں پکڑے تو کوئی کمر کو
دم لینے دینا نہ اس فتنہ گر کو
سزا اس کی یہ ہے ہر قصبہ وشہر کو
گھسٹ کر دکھاتے پھر دربدر کو
جہاں پر بھی پاؤ توقف نہ کرنا
دھڑا دھڑا چلا دینا تیغ و تبر کو
تب تک نکالو بخارات دل سے
سد ہارے نہ جب تک عدم کے سفر کو
اگر مار ڈالو یہ فرعون ہستی
سمجھ کو کہ مارا یزید و شمر کو
برطانیہ کے سوا کون روکے
ظلم ستم قہرو جفا جبر کو
اُستاد دن رات ہم بات کر کر
رکھ دو جلا کر دشمن کے گھر کو

بربریت اور صبر و تحمل

ہوتا ہے شیر نر کوئی مشکل کے سامنے
ہٹلر کی کیا مجال ہے چرچل کے سامنے
اتنا فقط سمجھتے ہیں نازی بچے کو ہم
سائل کھڑا ہو جیسا فنا نشل کے سامنے
اُودھر تو بربریت ہے اوچھا پنی تمام
ادھر ہیں خاص صبر و تحمل کے سامنے
صدیوں سے یہ مانا ہوا دنیا میں ہے اصول
حق کامیاب ہوتا ہے باطل کے سامنے
ہونا پڑا پنجاب ہندوستان کو ضرور
ایسے بے رحم ظالموں قاتل کے سامنے
میدان کا رزار میں عزت رکھے خُدا
ایسے مہیب مہلک ادھمل کے سامنے
لومڑ کبھی نہ ہو سکے ضیغم کے مقابل
کیا تالاب لا سکے دیا مشعل کے سامنے
پوچھو نہ کچھ بھی جنگ کی نسبت ہمیں اُستاد
ہوتے ہیں ہر محاذ پر کربل کے سامنے

ظلم کی بم باری

کرے کیا انقلاباتِ زمانے کو بیاں کوئی
اڑا کر پھینکنے کو ہے زمین و آسماں کوئی

کبھی شہر و ممالک جو کہ آئینہ سکندر تھے
غضب قہرو سے کرتا ہے وہ ہڑصیاں نتیاں کوئی

آگاہی اور ہوشیاری سے رہنا تاکہ نہ تم کو
ظلم کی بم باری سے بنائے کشتگاں کوئی

نہ بھاگے ہیں نہ بھاگیں گے کبھی ساری حیات اپنی
ہمارا کب تلک کرتا رہے گا امتحاں کوئی

کسی کی جو بگاڑے گا وقار اپنا اتارے گا
دکھا کر بربریت وحشیانہ شوخیاں کوئی

وعدہ ہو معاہدہ ہو نہیں اعتبار کے قابل
اک ردی کا پرزہ ہے سمجھ عہدو پیاں کوئی

خدایا اپنی غیرت سے مٹا ایسے درندے کو
تباہ برباد کر چکا ہزاروں بستیاں کوئی

کرو اُستاد تم جلدی زیارت کا شرف حاصل
دیارِ حُسن میں اُتر ہوا ہے کارواں کوئی

ا۔ فنانشل کمشنر بالکل نئی تشبیہ ہے۔ ۲۔ اُدھر ۳۔ اِدھر ۴ نقل مطابق اصل ظالم و قاتل ۵۔ چراغ۔ ۶۔ نقل مطابق اصل۔ انقلابات زمانہ سے

جنگ اور قحط سالی

جنگی سبب سے اس قدر قحط وگرانی ہو گئی
بہت مشکل ان دنوں ہے زندگانی ہو گئی
آٹا، دانہ، گڑ، شکر اور کھانڈ کیا
نمک، لکڑی، تیل کی مرثیہ خوانہ ہو گئی
باوجود ہونے کے پیسے پاس شے ملتی نہیں
ہر بشر کی ہر زباں یہ قصہ کہانی ہو گئی
رہ گیا سواد سلف ملنے سے خاص و عام کو
کنٹرولر کی ہے جب سے راجدھانی ہو گئی
کیوں نہ روئیں کیوں نہ پیٹیں ان کو ہم
جہاز فنا میں موت جن کی نا گہانی ہو گئی
حسرت و افسوس ہے ان نوجوانوں کا ہمیں
نذر آتش ایک دم جن کی جوانی ہو گئی
تکتے تکتے سب طریقے الٹ فیشن ہو گئے
اس لئے جنگ و جدل بھی آسمانی ہو گئی
بھول جائیں گے سبھی رنج و الم اور سختیاں
فتح گر اُستاد ہمیں جرمن و جاپانی ہو گئی

گجرات میں ہوائی اڈہ

نہایت شان وشوکت سے بن رہا ہے ضلع گجرات میں ہوائی اڈہ
جس کی تعمیر و عمارت نے کسی بھٹے پہ اینٹ نہیں چھڈہ
لوہا، لکڑی، چونا، سیمنٹ دھڑا دھڑ لے جا رہے ہیں
بڑے بڑے ٹرک لاری اور کہ ریڑھی گڈہ
انسان تو درکنار کاروبار میں حیوانات بھی لگے ہوئے ہیں
گدھا، خچر، گھوڑا، ٹٹو، بیل، سانڈ اور کہ سنڈھا
ہر چیز کا ذخیرہ سٹور جمع ہو رہا ہے اس قدر
کہ شائد آتا ہے کوئی نوح نبی سے بڑھ کر طوناف وڈا
سطح زمین اردگرد سب کی سب ہموار ہو چکی ہے
اب بالکل کہیں نظر نہیں آتا ٹویہ ٹبہ اور کہ کھائی کھڈہ
راج مستری لوگ تمام گھر بہ گھر چلے جاتے ہیں شب کو
لیکن مزدور لوگوں کو وہاں ہی دیکھا گیا ہے ٹنڈ پھوڑی تڑدہ
بڑی بڑی دُور سے مزدوری پیشہ لوگ آئے ہوئے ہیں
بالکل نوجوان مرد، عورتیں اور کہ بڈھا ٹڈھا
اردگرد کی آبادیاں اکثر بیزاری محسوس کریں گی
جب کبھی شروع کر دیا ہوائی جہازوں نے کھیلنا کوڈی کبڈا
نازک اندام مزدور لوگ بہت جلدی جلدی کام کرتے ہیں
لیکن معمار لوگ سُست رفتار کو کہتے ہیں ٹھوس اور جڈہ
اُستاد گجرات میں دو شخص کمال کا ساہو کارہ کر گئے ہیں
ایک تو شیخ میر بخش اور دوسرا لالہ گنپت چڈہ

ٹاؤن ہال گجرات اور کھانڈ

خوب بجتی تھی ٹاؤن ہال میں کھانڈ
کسی کے منہ پر مکہ پڑتا تھا اور کسی کو چانڈ
بعض چھریاں تانے آتے تھے بوجہ بارش
اور بعض سر پر لاتے تھے بڑے بڑے برانڈ
اچھا خاصہ غل غپاڑہ تھا اور کہ شورو شر
دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ تماشہ ہے بھانڈ
گملے شملے دروازوں کے شیشے توڑ کر فنا کرتے ہیں
جب کبھی سپاہی اندر سے کرتا تھا ڈنگ کی پھانڈ
نوکر چکر افسراں کے بارہا دفعہ لے جا چلے تھے
اس لئے افسوس کے ساتھ روتی تھیں دو عورتیں وہاں رانڈ
اکثر پوٹلیاں گٹھڑیاں باندھ باندھ کر لے جاتے تھے
جو آدمی چست و چالاک اور شیر و دلیر تھے مثال سانڈ
طاقتور تو نگر دھڑا دھڑ رومال و تولیہ ڈالتے تھے
لیکن افسوس غریب غربا کو ملتا تھا ہفتہ کا ریمانڈ
ایک وقت تھا کہ ہر گلی کوچہ میں فروخت ہوتی تھی
لیکن آج دیکھا جاتا ہے کہ ڈپٹی کرتے ہیں کھانڈ کی کمانڈ

بلیک آؤٹ

حکومت بلیک آؤ ٹ جو جا بجا کی
یہی شکل و صورت ہے تیرے بچا کی
کسی نے اگر روشنی برملا کی
تو دیکھے گا آفت مصیبت سزا دکی
کرے گا نہ تعمیل جو اس حکم کی
تباہ ہو رہے گا قسم ہے خُدا کی
بچو اے عزیزا! بزرگو! رئیسو! !
کہ دشمن نے ٹھانی ہے جو رو جفا کی
خدا نہ دکھائے قیامت کا نقشہ
کہ دھوڑا وڑ جاتی ہے ارض و سما کی
اندھیرے کا طوفاں آبادی میں رکھنا
یہی اصل منشا ہے چال و چالاکی
سمجھیں نہ سمجھیں لیکن پھر بھی ہم نے
گذارش عرض کر دیا انتہا کی
اُستاد دشمن کا بم باٹ کر نا
ہم معنی ہوتا ہے موت و قضا کی

ٹیونیشیا کی فتوحات

ہزار ہزار اور لاکھ لاکھ مبارک ہو آپ کی خدمت میں حضرات
کیونکہ ملک افریقہ میں برطانیہ کو ہوئے کمالات کی فتوحات
قدرت نے تھوڑے عرصہ میں کامیابی کے اسباب پیدا کیے ہیں
منطق و ریاضی اسے کہئے یا کہ کرامات و معجزات
دشمن کا شور و شر اور میدانِ کارزار وہاں باقی نہیں رہا
اب سب یہ ہمارا قبضہ ہے جس قدر تھے متعلقہ علاقہ جات
دنیا میں کوئی بادشاہ ہم نے ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ جرمن
بالکل نالائق، پاگل، بیوقوف احمق، دیوانہ، وحشی اور واہیات
خدا نہ دکھائے شکل و صورت جرمن جاپان و اٹلی کی
چونہ وہ بے تحاشا کرتے جاتے ہیں خونریزی اور کہ قتل و گھات
شکست خوردہ لشکر افسوس و ماتم کی صف بچھانا چاہتے ہیں
لیکن ٹلر نے بھیج دیئے فوراً کاوٹ کے خاص پیغامات
لاکھ ہا قیدو بند میں آئے ہیں اور بہت زخمی لاپتہ بھی ہوئے ہیں
لیکن جو مر چکے ہیں ان پہ ہو بطور انسانی ہمدردی فاتحہ و صلوات
ہمارے جنگی لیڈر نہایت اعلیٰ شخصیتوں کے مالک ہیں
مسٹر چرچل، روزویلٹ جرنل ویول جو کرتے ہیں دشمنوں کو مات
صاحب صدر گورنر کمانڈنگ و دیگر صوبیداران کو یاد رہے
کہ پنجاب ہندوستان محسوس کرتا ہے آپ کے جنگی مشکلات

افریقہ ٹیونیشیا کی آبادیاں کیا ویرانے آباد ہوتے ہیں تیرے دم سے
خدا کرے کہ آپ کا دخل ہو شرق غرب جنوب و شمالات
قحط سالی نے دبا رکھا ہے اُستاد ورنہ اس وقت نچھاور کرتا
روپے پیسے پونڈ نوٹ ہیرے موتی اور کہ جواہرات

ا۔ نظم جدید بحر میں ہے طوالت سے گھبرایئے نہیں ۔۲۔ کمالات جمع بمعنی واحد ہے ۔۳۔ نقلی اصلی یا کہ۔ خادم

کانگرس کی قتل و غارت

عجب کانگرس کا رنامہ دکھایا
فنا کر دیا جو مقابل میں آیا
بنکوں خزانوں کو لوٹا لٹایا!
بہت تھانیداروں کو زخمی کرایا
اس قدر قتل و غارت کا بیڑا اٹھایا
کہ لاکھوں کی جانوں کو زندہ جلایا
کہیں تار توڑا تو کھمبا گرایا
کہیں لائن گاڑی کو پوٹا پوٹایا
کہیں سٹیشنوں کو ہے آتش لگایا
کہیں چلتی ریلوں پہ پتھر چلایا
کہیں پختہ سنگیں عمارت کو ڈھایا
کہیں مار مردے پہ مردہ چڑھایا
کہیں اعلےٰ افسر سے ہتھیار چھین کر
نہروں وی نالہ دریا ڈبایا
جتھہ جس طرف باغیانہ سدھایا
ملازم پکڑ خاک وخوں میں رُلایا
بنگال، مدراس، یوپی علاقے
بڑے غضب قہروں کا طوفان مچایا
اندازہ جو نقصان رپوٹر لگایا
جمعبندی میں اس کو سو لکھ پایا

بہت کچھ ظلم ستم ہو یا ہوا یا
مگر مختصر کر ے میں نے سُنایا
سوا مسلمانوں کے اُستاد کیا کیا
گاندھی کے چیلوں نے آندھی جھلایا

استاد امام الدین فوجی لباس میں

قدرت مجھے جو اک دفعہ کر دے وزیر جنگ
جرمن جاپان کی پکڑ ہستی بگاڑ دوں

بمباٹ اس قدر کروں دشمن کے ملک پر
پتھر، فولاد، آہن اور پہاڑوں کو ساڑ دوں

سر پر قدم رکھے ہوئے بھاگیں سبھی حریف
ہر مورچے محاذ سے ایسا پچھاڑ دوں

زندوں کو ماروں مار کے گوروکفن بغیر
طوفان بے تمیزی اک لاشوں کو چاہڑ دوں

لشکر تور ہے اک طرف گورنر کمانڈر چیف
جنگل کے شیر کی طرح میں چیر پھاڑ دوں

کر دوں چڑھائی اس قدر غیظ و غضب کیساتھ
ہر موقع اور محل سے قبضے اکھاڑ دوں

دست اور بدستی جنگ بھی ہوتی ہے کوئی جنگ
دشمن لگائے ایک تو دو چار گھاڑدوں

جرمن جاپان اٹلی کو دل چاہتا ہے استاد
نکلے ہوئے جدھر سے میں اودھر کو واڑ دوں

ا۔ پسپا کردوں۔ ۲ پنجابی بمعنی چڑھادو۔ ۳۔ دروازہ کے قبضے نہیں بلکہ علاقہ پر قبضہ مراد ہے۔

انجمن ترقی اُردو اور اُستاد امام الدین

کھلا جب سے دفتر ہے اردو ادب کا
مقابل میں نکلا ہے حاسد نہ جب کا
دِگر قوم کیا جانے شائستگی کو
مانا ہوا ہے یہ اصول کب کا
وہ زبان پہنچ جاتی ہے اوج و فلک پر
لگا جس پہ ہو زور جگر و قلب کا
یا خدا ان کو زندگی تو دائی کر
جو کہ احساس رکھتے ہیں قوم و مذہب کا
صدا ہم بابانگ دہل دے چکے ہیں
مٹاؤ تقاضا جلد روز و شب کا
ہماری صفائی سے نسبت نہیں رکھتے
نہ شیشہ سکندر نہ شیشہ حلب کا
پرانے وثیقے بزرگوں کے دیکھے
ملک میرا پاتا ہوں حسب و نسب کا
آزما کے دیکھا ہے اُستاد ہم نے
عامل عمل کا ہے طالب طلب کا

دیگر

ہمارا یہ جو شخص پائے گا سُرمہ
اسے حق کا جلوہ دکھائے گا سُرمہ
مقوی بصر ہے ممیرے کا ثانی
نظر تیز روشن بنائے گا سُرمہ
سُرخی چشم اور پر بال گکرے
سبھی دھندل جالا گو ائے گا سُرمہ
پانی ہو جاری یا خارش پڑی ہو
ہر اک دُکھ درد کو اڑائے گا سُرمہ
ڈھلکہ ناخوز شب کوری پھولا
نہ کیا کیا بیماری مٹائے گا سُرمہ
حقیت میں اُستاد نور خدا ہے
جو قوت بصارت بڑھائے گا سُرمہ۔

دانت اور منجن

جس جس طرف کو یہ جاتا ہے منجن
عجب جوہر اپنے دکھاتا ہے منجن
گو کس قدر ہوں بھی میلے کچیلے
سبھی ریشہ بلغم گواتا ہے منجن
کلیاں چنبیلی جواہرات و موتی
ستارے فلک کے بناتا ہے منجن
چمک دار بنتے ہیں مانند چاندی
اک دو دفعہ جو لگاتا ہے منجن
سرد گرم ہونا مسوڑوں کا دُکھنا
درد و ہڑ فوراً مٹاتا ہے منجن
کیڑے ماسخور کی نسبت یہ اُستاد
ہاتھوں پہ سرسوں جماتا ہے منجن

ا۔منجن بھی اُستاد صاحب کا تیار کردہ ہے۔۲۔کام (خادم)

بخدمت سمندر خاں سپرنٹنڈنٹ دفتر کمشنر راولپنڈی

سمندر خاں کی خدمت میں پڑا ہے ایک کم میرا
اگر وہ ہو گیا جلدی تو مٹ جائے گا غم میرا
سمندر صفت رکھتے ہو تو اک قطرہ عطا کرنا
رہے گا پھر ہمیشہ سے سرِ تسلیم خم میرا
بیڑا پار ہو جاوے گا تب بحرو سمندر سے
جب عادل خاں سنا دیوے گا سب نثر و نظم میرا
چالی سال گزرے ہیں میدانِ شعر میں مجھ کو
مگر اب تک نہیں پہنچا بلندی پر قدم میرا
ہزاروں سُن چکے افسر قصیدے غزل کو پھر بھی
کسی کو نہیں محسوس ہوتا ہے دُکھ درد و الم میرا

اسیران سپیشل جیل گجرات میری یاد میں

نوٹ: ۱۹۴۲ء میں سیاسی قیدیان سپیشل جیل گجرات نے یوم اُستاد منایا۔ ایک نہایت شاندار مشاعرہ جیل کے اندر منعقد کر کے استاد صاحب کی مدح میں قصائد اور مضامین پڑھے گئے۔ اس موقع پر استاد صاحب سے بھی خواہش کی گئی کہ بنفس نفیس مشاعرہ میں شریک ہو کر اپنے تازہ بتازہ کلام سے حاضرین کو مستفید فرمائیں۔ اس دعوت کے جواب میں حضرت اُستاد نے مندرجہ ذیل نظم تحریر فرمائی۔ مشاعرہ متذکرہ بالا کی مکمل و مفصل روئیداد گجرات گزٹ میں شائع ہو چکی ہے۔ (خادم)

یہ سنتا ہوں اسیران محبت یاد کرتے ہیں
مری نظمیں گذل پڑھ کر دلوں کو شاد کرتے ہیں
خدا رکھے سلامت با کرامت نوجوانوں کو
مسرت چھوڑ دنیا کی جو جیل آباد کرتے ہیں
سبحان اللہ کیا کہنا ہے آزادی کی قیمت میں
عزیزو قربا اپنے جُدا اولاد کرتے ہیں
خداوندا! یہ کیا حکمت ہے آزادی کے لفظوں میں
جو لاکھوں لکھ پتی پیے ہستیاں برباد کرتے ہیں
درخواست ملاقاتی ضروری آپ نے دی تھی
مگر افسوس منظوری نہیں صیاد کرتے ہیں
خدا دے حوصلے صبر و کناعت آپ لوگوں کو
بدرگاہِ خدا وندی میں ہم فریاد کرتے ہیں
جرائت بازی دلیری سے گزر جاتے ہیں دن ان کے
مصیبت رنج میں جو کہ جگر فولاد کرتے ہیں
مجھے ٹیچر نہ سمجھو تم کسی اسکول و کالج کا

تخلص ہم جناب والا فقط اُستاد کرتے ہیں

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

بخدمت خورشید محمد صاحب سابق ڈپٹی کمشنر گجرات

خوش خلق آتا نہیں کمشنر بار بار
کب چڑھے اوج فلک پر ماہ و اختر بار بار
بے تعصب بے ریا پبلک کے حق میں بیمثال
دید کے قابل ہے یہ شیر غضنفر بار بار
آ نہیں سکتے ضلع گجرات میں بندہ نواز
ایسے چیدہ و برگزیدہ اعلیٰ افسر بار بار
روز شب چشموں میں ہے جبکہ تصور آپ کا
کیوں پھروں میں باب عالی پر یاد دفتر باربار
بندہ پر ور سمجھے مجھ کو تو میں ان سے نہیں
بن بلائے جو چڑھے جاتے ہیں سر پر باربار
جب گیا میں ماہ مئی کی تیسری تاریخ کو
آتے نظر تھے ہر طرف اہل مدبر بار بار
جب ملاقاتی ملی تھی کرسی عزت مجھے
بس فقط میں دیکھتا تھا چہرہ قیصر باربار
ہو سکے اُستاد کب ایسا شرف حاصل کرے
میری قسمت اور مقسوم و مقدر بار بار

بخدمت نصیر احمد صاحب سابق ڈپٹی کمشنر گجرات

نصیر کی آمد ہے کہ رحمت ہے خدادی
اب ہم کو ضرورت نہیں کچھ ظل ہمار دی
پبلک بھی ایک صف میں ہے حکامِ وقت بھی
یکساں ہوئی حالت ہے آج شاہ و گدا دی
نسبت کسی نسبت نہیں ہے لیس و شمع سے
ہمسر ہے شکل جب کہ ایک برق ضیاد ی
وقت شباب قدم ہیں اقبال چومے
عادت ہے ہر طرح سے جو دو سخا دی
ان کی گفتگو سے ملتے ہیں سامان زندگی
بیمار کو حاجت نہیں رہتی ہے دوا دی
پژمردہ دل ہوں جس قدر حاضر سبھی آئیں
ہر شہر گلی کوچہ میں کردو یہ منادی
خاموش سا رہتا ہوں پر اُستاد آج کل
تیزی ہے طبیعت میں مثل زیب النساء دی

ملک معظم جارج پنجم کی جوبلی

اُلفت بڑھانا اس طرح محکوم و حاکم چاہئے
رلمل منانا جوبلی لک معظم چاہیے

عیش وعشرت کی صدا گونجے فلک کے زیر بار
ایسی محفل مجلس و جلسے منظّم چاہیے

تحصیل و تھانہ ہوآ گاہ قصبہ بہ قصبہ گاؤں بہ گاؤں
ہر ملک ہر شہر میں یہ سخن بزم چاہیے

چھوڑ کر خاص اپنے ذاتی کاروبار کو
جارج پنجم تذکرہ ہونا مقدم چاہیے

جہاں تلک بھی ہو سکے ہرگز نہ تم غفلت کرو
بادشاہ کا حق ادا کرنا مسلم چاہیے

ہو رہے گا ایک دن یہ کام عظیم الشان بھی
مستقل پختہ ارادہ دل میں عزم چاہیے

ہر شخص اپنی دکھا دے اس وقت زندہ دلی
رنگ برنگ ہونے تماشے اور طلسم چاہیے

ہے دُعا استاد کی اے یا خداوند کریم
جھولتا برطانیہ کا دائم پرچم چاہیے

اے آر پی کا لشکر

کھُلا محکمہ جب سے اے آر پی کا
دخل ہو گیا اس میں ہے ہر کسی کا
کرو کام جلدی عزیزو بزرگو!
وقت یہ نہیں مطلقاً دل لگی کا
لاکھوں کروڑوں ہی بھرتی ہوئے ہیں
رہا نہ تمیز اس میں پی ایچ ڈی کا
جوشِ محبت یہاں تک دکھا دو
فرق نکلے ہرگز نہ اک فیصدی کا
یہی راستہ ہے بچاؤ کا تیرے
طریقہ جدوجہد کوشش سعی کا
مقابل میں نکلے وہ میداں میں آ کر
دعویٰ ہو جن کو بڑا ہمسری کا
براتی بناں بیاہ ہو رہا ہے
جرمن جاپان اور اٹلی کی دھی کا
خبردار ہوشیار اُستاد ہو جا
وقت یہ نہیں تھرتھری بزدلی کا

نواب سر فضل علی مرحوم کی یاد میں

کیوں نہ ہو صدمہ دلوں کو غم الم رنجو ملال
صاحب بہادر فضل علی خاں کر گئے جو انتقال
سن تبالی انیس اکتوبر جمعہ کے روز کہے
آئی ہوئی لے گئی آ قفس تن سے روح نکال
تحقیق سے پوچھا جب ان کی زندگانی کا پتہ
کچھ بتاتے تھے پچھتر اور بعضے اسی سال یوں تو لاکھوں چل
رہے ہیں ان کے نقش قدم پر
پر یہ نکلے ایک ہی تھے سرسید کے ہم خیال
وائسراؤ لاٹ جن کے باب عالی پر آئے
تھی ضلع گجرات یہ ایک ہستی بے مثال
کہ کمشنر کے فنانشل افسر تعلیم گہ
جن کی خاطر جگمگاتی بجلیاں شب کو کمال
صد آفریں تحسین کے قابل ہے ان کی زندگی
کام ایسے کر گئے جو سخت تھے مشکل محال
آسکے کوئی مقابل سیاسی میدان میں
کس کی طاقت کس کی ہمت اور تھی کس کی مجال
ایک دو شخصوں نے ڈٹ کر سامنا کیا بھی تھا
لیکن آکر ہوگئے سہراب ورستم اور زال
ایک ہستی ایسی چل گئی افسوس دنیا میں جو تھی
ہیرے موتی کے برابر اور کہ یاقوت و لال
یہ سب نتیجہ آپ کی کوشش جدو جہدی کا ہے

بنک رہا ہے سنٹرل جو اس وقت دولت اچھال
مطلقاً ہو گا نہ ایسا لاہور و دلی میں کوئی

اس قدر اعلیٰ بنا کالج زمیندار کا حال
کالج نہیں فردوس ہے اک گلشن ہستی میں وہ

خوشنما لگتا ہے جس کا پتہ پتہ ڈال ڈال
خاصے اس تعمیر کے بانی مبانی بھی ہوئے

بن گیا جن کا لحد ہے خاص کر مسجد کے نال
چھپ گئے گوروکفن میں آہ حسرت اور یاس

جو کبھی تھے آفتاب اور کہ برق جمال
سرکاری بھرتی دے چکے ہیں آج تک یہ بیس ہزار

جوٹریننگ پاس ہو تو مصروف ہیں جنگ و جدال
صدر ہونے کی وجہ سے بن گئے فوق البشر

اس لئے چومے قدم اقبال اور جاہ جلال
کام ڈسٹرکٹ بورڈ کے سب پنجہ قدرت میں تھے

پران پر غور سے کرتے ہمیشہ دیکھ بھال
حکم حاصل کے سبب سے راست بازی میں رہے

ورنہ لاکھوں بھر کے لاتے چاندی اور سونے کی تھال
اُستاد اُن کی ذاتِ بابرکات کو بخشے خدا

بہتر گذرو جن کا سب سے مستقبل ماضی و حال

وزیراعظم سر سکندر کی یاد میں

کیا کیا تو نے غضب ہے اے زمین و آسمان
خاک کر ڈالا ہے تو نے ہماری خوشیوں کا جہاں
کل تلک تھا حکم حاصل جاہ و حشمت لیکن آج
زندگی اور موت کا ہے سر سکندر کی یہاں
قوم روتی دمبدم ہے اور عزیز و اقربا
ہو رہا ہے ہر طرف نالہ بکاہ آہ و فغاں!
کیا بتائیں پوچھتے ہیں دوست و احباب کیا
آج گزرا ہے ہمارا اکبر و بابر ہمایوں شاہجہاں
افسوس حسرت یاس ہے اک ایسی ہستی چل گئی
جس کا ستارہ اوج پر چمکا مثالِ کہکشاں
اے گلستانِ محبت اے قمر اے آفتاب
ہر بشر کی چشم ہے ماتم میں تیرے خونفشاں
مشرق و مغرب تلک آیا نظر ہم کو یہی
ہر ملک ہر شہر میں اک حشر و محشر کا سماں
نہ دیا تقدیر نے موقع وصیت کا تجھے
ہو گئی ہے موت تیری آہ اچانک نا گہاں
افسوس لاکھوں اس جگہ پر فاتحہ خوانی ہوئی
ہو رہے تھے جس جگہ پر خاص جلسے شادیاں
مانا کہ تو اس عہد میں اسکندر ثانی ہو!
بڑھ گئی اسکندرِ اعظم سے لیکن تیری شان
فیض پہنچاتا تھا قبلہ! ہر کس و ناکس کو تو

جب کبھی ہوتا تمہارے خلق کا بحر رواں
درحقیقت سو رہے ہو تم عدم کے خواب میں
بلبلیں گل رو رہیں خون کے آنسو یہاں
سب حکم احکام تیرے راز سے ہوتے رہے
ایک تھی بلکہ تمہاری اور حکومت کی زباں
کیا مدبر کیا ہی ماہر عقل و دانش کے دھنی
سب زمانہ کر دیا تیری سیاست نے حیراں
جب چلے تیرا جنازہ بی اے ایم اے تھام کر
چک لیا بردوش امراء و رئیس و افسراں
ہندو و مسلم سکھ عیسائی بہت تھے انگریز بھی
کم سے کم اک لاکھ ہو گا، بچہ بوڑھا نوجواں
کیسے فخر کی بات ہے اس خطہ پنجاب میں
بے مثلا تھے ایک تم ہی سلطنت کے حکمراں
کیا ہی قسمت ہے تمہاری کیا نصیبا تیز ہے
اقبال جیسا مل گیا سفرِ عدم میں پاسباں
کس کا جگر و حوصلہ ہے اس قدر تاب و تواں
کون سُن سکتا ہے تیرے زہر غم کی داستاں
سن بتالی ماہ دسمبر کی ستائی یاد ہو
ہو گیا اُستاد تیرا خاص کر مرثیہ خواں

ڈاکٹر اقبال کی یاد

۱۹۳۸ء اُنی سو اُٹھتی کو کیا دیکھتے ہیں
مرگ اقبال موت و قضا دیکھتے ہیں
شہادت کا کلمہ پڑھا دیکھتے ہیں
رُوح تن سے ہوتی جدا دیکھتے ہیں
دم بدم شورو محشر بپا دیکھتے ہیں
صدا نالہ آہ وبکا دیکھتے ہیں
ہے افسوس جاتا ہے سوئے عدم کو
آج ملت کا ہم نا خدا دیکھتے ہیں
چھایا اندھیرا ہے سب کی نظر میں
شمع گیس قومی بُجھا دیکھتے ہیں
سوا لاکھ آدم ہجوم خلق تھا
سبھی پڑھتے صلِّ علیٰ دیکھتے ہیں
موجودہ وقت میں نگران کا ثانی
ہم ولی نہ قطب اولیاء دیکھتے ہیں
باغ و بہاری ہے ڈاکٹر کا مرقد
جس پہ دروازہ جنت کھلا دیکھتے ہیں
فقط ایک ہستی جلیل القدر تھا
جو دنیا سے اب چل بسا دیکھتے ہیں
زیارت کیا جب لباس کفن میں
تو زندگی سے جلوہ سوا دیکھتے ہیں
خدا سے ہزاروں علامہ کی خاطر

مانگتے مغفرت کی دُعا دیکھتے ہیں

لاکھوں ملیں گے پر اقبال جیسا
ملے گا نہ ہم پیشوا دیکھتے ہیں

بعد صدیوں کے ہوتا ہے ایسا مدبر
یہ قانون قدرت کا لا دیکھتے ہیں

تھی رعب و جلالت تیرے دم قدم سے
اب تو بزمِ سخن بے مزاد یکھتے ہیں

مرزا محمد سر اقبال مرحوم
شاہی مسجد کے متصل بنا دیکھتے ہیں

شیر ہجر نے خون پی لیا ہے
تیرے غم میں ہم غم غذا دیکھتے ہیں

ہندوستان کی بد نصیبی ہے اُستاد
جو اعظم فلاسفر مٹا دیکھتے ہیں

یومِ اقبالؒ

چار بجے شب کے یہ آیا دماغ میں خیال
کہ آج صبح کو ہونے والا ہے یوم اقبال
کہیئے کچھ اس کی نسبت کہ جس کی شاعری نے
دھوم مچا رکھی ہے شرق غرب جنوب شمال
گو ہٹے گرے اور کہ ملٹن شکسپئیر
مقابل میں آئیں ان کی کیا طاقت اور مجال
اور شاعر بھی ہم کو نظر آتے ہیں اختر فلک کی طرح
لیکن آپ تو ایک طرح کے ہوئے ہیں بدر کمال
آج خوشی منا رہے ہیں بڑے بڑے بی اے، ایم اے
تمام کالج و مدرس اور کہ دنیا کے سکول و سکال
اُنی سو چھتی کو میں نے زیارت کا شرف حاصل کیا تھا
بس دیکھنے میں یہی معلوم ہوتا تھا کہ رستم و زوال
کسی شخص نے امام اعظمؒ اور کہ حنبلؒ کا مسئلہ چھڑا ہوا تھا
لیکن آپ جواب بھی دے رہے تھے اور حقہ پیتے تھے نال نال
جس طرح اُستاد غالب نے رنگِ مجاز کو ختم کیا ہے
اس طرح ختم کر دیا ہے قومی رنگ کو اقبال

غالب کی یاد

غالب کا جب تذکرہ کرے کوئی
خون کے آنسو بہا کرے کوئی
آہ ہوئے ناقدر دانی کا شکار
اب سوار رونے کے کیا کرے کوئی
چل گئے حسرت ویاس کو لے کر
اب کیسے پیدا نقش وفا کرے کوئی
فلک افلاک کو پہنچا تیرا تخیل
کیا اندازہ دل و دماغ کا کرے کوئی
تیرے چرچے کا زمانہ آگیا ہے
ان کی مرقد پہ جا صدا کرے کوئی
تیر ے سخن کلام کے سوا لطف نہیں
گو کس قدر اچھ طرز ادا کرے کوئی
آپ بزرگ با اختیار ہیں قبلہ
بخش دو گر خطا کرے کوئی
شہرہ مشکل ہے آپ سا اُستاد
لاکھ بانگِ دہل یا بانگِ دار کرے کوئی

جناب ظفر علی خاں گجرات میں

پوچھو نہ زورو طاقت و قوت ظفر علی
ہر دل پہ کر رہا ہے حکومت ظفر علی
جی جی کہ مرنا اور کہ مرمر کے جینا پھر
کیا ہے معجزات و کرامت ظفر علی
ان کی نگاہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں ورنہ
ملتی ہے آج ملک و ریاست ظفر علی
کیا لے سکیں مناسبت عالم کے شہنشاہ
کچھ ان سے بالاتر ہے سیاست ظفر علی
لعل و جواہرات سے ہرگز نہ دے سکیں
ہم سے جو پوچھے کوئی بھی قیمت ظرف علی
ولی نہ اولیاء قطب ہی دکھا سکے
دکھائی ہے جو کہ صبرو قناعت ظفر علی
کیا کیا غم و آلام مصیبت جہان کی
اٹھا رہے ہیں واسطے مدت ظفر علی
ثانی بنگال بنک ان کا دل و دماغ
دیتے ہیں جہاں سے علم کی دولت ظفر علی

اُستاد امام الدین حکومت کے لباس میں

ناجائز کش مکش رکھتا ہے کیوں ملک ہندوستاں کا
ج کہ مشترکہ آبادی ہے یہاں ہندو مسلماں کا
اگر رکھو گے بدامنی ہمیشہ گڑ بڑیشن کی
تو منہ دیکھو گے تم اک دن سبھی زنجیر و زنداں کا
نوازش ہے میری تم پر مگر جس دم غضب آیا
اڑا دوں گا گل و بلبل یا غنچہ ہو گلستاں کا
یہ مادے کا زمانہ ہے رُوحانیت گئی گزری
نہیں ہے وقت اب بالکل یہ خنجر تیغ براں کا
اگر سمجھو تو یہ دنیا بھی اک گلزار وجنت ہے
نظارہ ہو رہا ہے ہم کو نہیں حور وغلماں کا
فقط یوسف حسین تھا جلوہ گر سابق زمانے میں
ہر بشر نظر آتا ہے اب مہر درخشاں کا
تجسس کر رہا ہے کیا حقیقت معرفت کی تو
کرشمہ ہے یہ ایک عالم سمجھ لے چشم یزداں کا
ازل سے پوشیدہ خستگی میری بناوٹ میں
ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

گیس اور شمع

بچ جا اگر بشر تمہیں کچھ عقل و ہوش ہے
اس وقت کی دنیا سبھی فتنہ فروش ہے
ذرہ ذرہ زمیں کا تہ و بالا کیا!
اب تو سر فلک پہ بھی جانے کی کوش ہے
حیرت انگیز کیا ہے یہ قدرت کا سلسلہ
ہے نیلگوں کبھی تو کبھی سر خپوش ہے
افسوس مذہبی باتوں پہ پانی ہے پھر گیا
منطق فلسفہ سائنس کا جوش و خروش ہے
قیامت تلک تو اٹھنا ہی دشوار ہے جس نے
تیری محبتوں کا کیا جام نوش ہے
اس درویش اور فقیر سے فائدہ کسی کو کیا
مجبور گفتگو سے جو مست و بیہوش ہے
نکالئے جناب یہ موقع نہ ٹالئے!
گر تیری کچھ اور طبعیت میں جوش ہے
جلتا مثال گیس ہوں تا کہ نہ کہے کوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

پاؤنڈ، نوٹ، چاندی، سونا

کھیلتے ہیں آج اغیار سے وہ
میں جن کے ہاتھ کا کبھی کھلونا تھا
ایک ملاقات کے بعد ہجر ہوا نصیب
کیا یہی انقلاب ہونا تھا
میں سمجھ گیا آپ کی طرزِ ادا سے
کہ بحرِ غم میں ہم کو ڈبونا تھ
اٹھائی سال دیکھتا رہا ہوں کمیٹی کی حالت
کہ تین پائی کے غبن پر لگتا یارا گونا تھا
پبلک ناداں ہے ایک افسر کی جفا کاری پر
اگر میں بھی ہوتا یہی پیٹنا اور رونا تھا
میں بوجہ خوداری ہر چیز تیار رکھتا تھا
لیکن بعض محرران کے پاس نہ لحاف نہ بچھونا تھا
اب کمیٹی کے پاس کچھ بھی نہیں مگر جب میں تھا
پونڈ نوٹ اور کہ چاند یو سونا تھا
ڈالو اب ٹال جلالپوری دروازہ کے باہر استاد
ہو گیا جو کچھ کہ تمہارے مقدر میں ہونا تھا

ا۔ حاسد کو مقابل میں نکلنے کا چیلنج دیتے ہوئے نعرہ ہل من مبارز لگایا۔ شمع کی روشنی گیس کے مقابلہ میں تھوڑی ہوتی ہے۔ نیز شمع خاموش ہوتی ہے مگر گیس زیادہ روشن ہونے کے علاوہ شوں شوں کی آواز بھی دیتا ہے۔ اسلیئے شمع کے مقابلہ میں گیس رکھا گیا ہے ورنہ اگر محض روشنی میں مقابلہ مقصود ہوتا تو بجلی کا لیمپ رکھا جاتا (خادم)

عشق کا تماشا

مجھے تم پوچھتی ہو اے فضا کیا!
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا
جب گانٹھے گئے ہو تم میرے ساتھ
تو پھر رکھنا ہوا شرم و حیا کیا
تیرے دم واسطے سب مال و دولت
بھلا چاہتے ہوا س کے ما سوا کیا
تیری فرقت میں نذر ناز ہو گئے
صحت و تندرستی اور شفا کیا
خوا ہے میں تم کو چوموں یا ماروں
محبت میں نہیں ہوتا روا کیا
دبا بیٹھے ہیں وہ زانو کے نیچے
وہاں پھر تلملانا ترٹپنا کیا
عشق ان کا تماشہ بن گیا ہے
سدا ہے چپقلش اور کھچ کھچا کیا
تجسس تھا کبھی اُستاد آئے
ہم حاضر ہیں ہمارا ڈھونڈنا کیا

۱۔ ۲۵ سال اُستاد صاحب کی ملازمت میونسپل کمیٹی کا زمانہ۔ ۲۔ کمیٹی کا یہ قاعدہ کہ اگر کوئی شخص بلا ادائیگی محصول چونگی کوئی چیز میونسپل حدود میں لائے تو اس سے گیارہ گنا محصول لیا جائے۔ ۳۔ ایگزیکٹو افسر مراد ہے۔ ۴۔ نقل اصل چاندی وسونا۔ ۵۔ لکڑی کا نال جو اُستاد صاحب نے کمیٹی سے ریٹائر ہو کر ڈالا۔

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

آفتابِ قیامت

اس کی فرقت کا ہمیں سینے میں جو سِل ہے
غم و اندوہ کا خوگر مرا رقت زدہ دل ہے

آفتاب قیامت ہے کہ رُخِ تنویر ہے اُن ک ا
جس پر کہ کوئی داغ و دھبہ ہے نہ تل ہے

شہادت پر ان اشخاص کو ہم فیصلہ دیں گے
جن کے پاس کوئی اشتعام اور کہ ہیچک ہے نہ بل ہے

علم کی دولت سے ہوا اوج و بلندی پر گزر
شرم ہے اس کے لئے جو شخص کہ صفر وئل ہے

زہرِ قاتل ہوں مجھے اس لئے چھوتی ہی نہیں ہے
ہر جگہ ورنہ ہوا آتش و آب و گل ہے

یہ زمانہ ہے نمائش کا عزیزان و بزرگان!
کوئی چیز اگر اس وقت باطن ہے تو باطل ہے

حاضرین اختر ہیں سبھی پنڈت صاحب ہیں چاند
مشاعرے کا ہمارے اس وقت سمجھو تو جزل ہے

اُستاد بھی غالب و اقبال سے کمتر تو نہیں
اگر اُدھر بانگِ درا تو اِدھر بانگِ دہل ہے

محبت کی قیمت

آزاد خیال کا ہوں میری بلا کو
خزاں کا دور رہے یا بہار آجائے
خوف کھانا میرے لئے حرام ہے
خواہ آگے صلیب و دار آجائے
محبت کی قیمت ادا کرتا ہوں
کسی کے رُخ روشن پر مجھے جو پیار آجائے
نہ پوچھو گیسوئے تابدار کی نسبت
میرا ذمہ جو قابو میں وہ زلف یار آجائے
آئینہ سکندر کی کیا ضرورت ہے پھر
نظر تیرا اگر مجھ کو رُخ انوار آجائے
غضب میں آدمی آئے تو چکر میں
کلیسا مسجد و مندر و دیور آجائے
رب العزت کی خدمت دعا اُستاد کرتا ہے
کہ لکڑی کی فروخت کا دیا ادھار آجائے

ارض و سما کی چکی

یہ اک گردش ہے مانند آسیا ہے،
سوا اس کے بھلا ارض و سما کیا ہے
اشیاء دنیا غلہ ہے ہر قسم
ہو رہی ہے دن رات پس پسا کیا ہے
ہزاروں برس جیئے آخر موت
مقامِ فنا ہے یہ بقا کیا ہے
پہلی پیشی اقبال دوسری انکار
بتاؤ اس جرم کی سزا کیا ہے
میرے آنے جانے کا یہاں ہر روز
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے!
مشین گن توپ بمباری کے آگے
تیغ و خنجر چاقو چھری استرا کیا ہے
نہ عیال نہ اطفال نہ دوستو احباب
بس تمہاری ذات کے سوا میرا آسرا کیا ہے
جوانی سے بڑھاپے میں آیا ہوں اُستاد
ابتدا تو اچھی تھی دیکھئے انتہا کیا ہے

Iqbal Cyber Library
All rights reserved
2002-2006

ریڈیو

پوچھتے ہیں مجھ سے وہ کیا چاہیے
زینت و زیبائش و زیبا چاہیے
مسجد ومندر کلیسا الوداع
اب تو تھیٹر سینما فلمی تماشا چاہیے
باپوزیشن سر برہنہ رات دن
قدمِ آدم دیکھنے کو آگے شیشا چاہیے
پُرتکلف عیش و عشرت کے لئے
مال و دولت چاندی سونا عام پیسہ چاہیے
جا بجائے چار پائی کی جناب
کُرسیاں، صوفے غلیچہ چاہیے
مختلف اقسام کی تصویر سے
ہال کمرے کو سجایا چاہیے
سُن سکو سب ملک کی چیزیں تمام
خاص کر ریڈیو بھی اک لگانا چاہیے
ان جبینوں کے لئے استاد جی
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

ا۔ نقل مطابق اصل دوست واحباب۔ خادم۔

مشاعرہ اور گڑبڑیشن

ایک دفعہ بعض غیر ذمہ دار نوجوانوں نے نارمل سکول کے ہال میں ایک مشاعرہ کا انعقاد کیا۔ حاجی لق لق صاحب لاہور سے آئے ہوئے تھے مگر منتظمین کی عدم اہلیت کے باعث بے حد شوروغوغا ہوا۔ مہمانوں کے سامنے حدودرجہ فضیحت ہوئی اُستاد صاحب بھی اشرار کی نازیبا حرکت سے مصئون نہ رہ سکے۔ اس مشاعرے کے متعلق اُستاد صاحب نے حسب ذیل نظم کہی۔ خادم

ہوا مشاعرہ بجائے ٹاؤن ہال کے نارمل سکول
آج بھی کم نہیں کسی امر سے لیکن وہ بھی انتظم تھا معقول
مہذب جماعت ہر طرح امن و شانتی سے بیٹھی تھی اندر لیکن
باہر شور وغوغا ڈال رہے تھے بعض لوگ نالائق مجہول
بعض لوگ سیٹی بازی کرتے تھے اور آوازے کستے تھے شوریدسر
بعض دروازے کھٹکھٹاتے اور مُرغوں کی طرح اڑاتے خاک دھول
حیرانی پریشانی کے سبب تمام سلسلہ درہم برہم ہو گیا گویا
گیس، کائے تکیے، دریاں، میز، بنچ، کرسیاں اور ٹول
پھر بھی شریر النفس آدمیوں کو ہدایت وعبرت ہو تو بہتر ہے
ہم لوگ یہ دُعا نہیں مانگتے کہ ان کو غرق کرے خدا رسول
مثل مشہور ہے زمانے میں اور تمام لوگ جانتے بھی ہیں
کہ خار بھی ہوتا ہے وہاں جہاں ہوتے ہیں غنچہ کلی اور پھول
بیوقوف احمق لوگ لڑائی جھگڑے میں پڑ کر کشت وخون کرتے ہیں
لیکن لائق آدمی خاموشی سے کام نکالتے ہیں اور نہیں کرتے جنگ وجدول
ناقدر دانی زمانے کا شکار ہو گیا ہوں اُستاد ورنہ
میرے شعروسخن فروخت ہو سکتے تھے ہیرے جواہرات کے مول

خونِ عاشقانہ

تقاضا عشق کا ہے برملا اس کو نہیں کہتے
لگا کر دل ہٹا لینا وفا اس کو نہیں کہتے

دنیا مرا لینا، نرالی چال ہے ان کی
اصل منہ چومنا اور چم چما اس کو نہیں کہتے

گلی رخسار پر میں نے رکھی انگلی تو وہ بولے
محبت میں ہوا ایسا خطا اس کو نہیں کہتے

سمجھتے ہیں لگا رکھی ہے مہندی اپنے ہاتھوں سے
یہ خون عاشقانہ ہے حنا اس کو نہیں کہتے

بدی میری رقیبوں سے مذاقاً کر رہے تھے وہ
کوئی شکوہ شکایت ہم گلہ اس کو نہیں کہتے

تمہارے حسنِ خنجر سے ہزاروں کٹ مرے پھر بھی
ترا کوچہ ہے جنت کربلا اس کو نہیں کہتے

حسیں ہے وہ زمانے کا جو ناز انداز کو جانے
جو ہو نخروں سے خالی دلربا اس کو نہیں کہتے

تمام عالم کے عالم بول اٹھے یکزباں ہو کر
کہ کیا استاد اور **ملک** الشعراء اس کو نہیں کہتے

اُردو زبان کا لشکر

ہندی پنجابی گورمکھی سُسری کہاں کی ہے
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے
ہرگز نہ مٹ سکے گی مٹانے سے کسی کے
شاباش و آفریں اس کو شاہجہاں کی ہے
چل رہے ہیں دنیا میں دفتر اسی طفیل
دلچسپ دل پسند یہ ہر نو جواں کی ہے
روئے زمیں کے مسلم ہی معاون نہیں اس کے
امداد اس کو اور بھی سات آسماں کی ہے
دن رات چل رہے ہیں اخبارات ورسائل
بہتر اسی کے دم سے تو حالت یہاں کی ہے
حکامِ وقت بولتے وکلاء ڈبیر سٹر
منشی متصدی اور کہ ہر مثل خواں کی ہے۔
دائم ہمیشہ کرتی ہے اُردو کی فوج موج
دیگر زبانِ سمجھ لو نام و نشاں کی ہے
کیا کہہ سکوں اُستاد میں داد و دہش کی بات
تیری طبیعت ثانی گوہر فشاں کی ہے

نئ تعلیم کی عورتیں

(۲۸۔نومبر ۱۹۴۳ء کو ایک شاندار مشاعرہ زیرِ صدارت خاں بہادر مہر الحق صاحب سیشن جج سیالکوٹ سنٹرل کواپریٹو بنگ گجرات کے وسیع ہال میں منعقد کیا گیا۔جس میں جناب اُستاد صاحب نے مندرجہ ذیل نظم پڑھ کر سنائی۔ (خادم)

کیا کیا نہ کام کر کے دکھاتی ہیں عورتیں
جا کر سکول و کالج پڑھاتی ہیں عورتیں

نقشہ کشی عالم کی توجبر ے کے سوالات
عبارت بھ ریزنگ برنگ لکھاتی ہیں عورتیں

ایف اے تلک گئی کوئی بی اے، ایم اے ہوئی
اس کے سول لنڈن کو بھی جاتی ہیں عورتیں

حیران گھر کے ہوتے ہے سب دیکھ دیکھ کر
ایسی آزاد پھرتی پھراتی ہیں عورتیں

کھانے پکانے سینے پرونے تک ہی نیں
حکمت و ڈاکٹری بھی سکھاتی ہیں عورتیں

ہوائی جہاز وریل کی نسبت نہیں معلوم
گھوڑا سائیکل موٹر چلاتی ہیں عورتیں

پاس کر چکی ہیں وکالت بیرسٹری
عدالت سے فیصلے بھی دلاتی ہیں عورتیں

تیزی سے آ چکی ہے یہ میدان عمل میں
وعظ و نصیحت لیکچر سُناتی ہیں عورتیں

عینک لگائے ہاتھ میں چھاتا لئے ہوئے
یوں دفتروں میں جاتی اور آتی ہیں عورتیں

اعلیٰ سے اعلیٰ افسر کا ایسا نہیں ہوتا
جو رعب ڈانٹ شانٹ جتاتی ہیں عورتیں

کر کر کے یاد خوب طریقہ تعلیم کا
کالج میں پروفیسر کہلاتی ہیں عورتیں

ناچ گھر میں ناچتی ہیں سینہ تان کر
تھیٹر و سینما میں بھی جاتی ہیں عورتیں

کُھلے نہ آئیں کس طرح خاصے بہشت کے
عرق گلاب سے غسل فرماتی ہیں عورتیں

برہنگی پوشاک میں ہوتی نہیں تمیز
کچھ اس قسم کا تن کو پھباتی ہیں عورتیں

دیکھی نہ سنی ہو گئی کبھی تان سین بھی
تہذیب نو کی جس طرح گاتی ہیں عورتیں

مغربی تہذیب میں بوسہ تھا برملا
اب تو یہاں چمتی چماتی ہیں عورتیں

ہر اک طرح سے کرتی ہیں مردوں کی ہمسری
سگریٹ بھی پیتی پان بھی کھاتی ہیں عورتیں

کیسی یہ فٹ بتاتی ہیں بالکل مثال گیند
انگیا سے کس کے سینہ و چھاتی ہیں عورتیں

لونڈے و لونڈیاں کو بھی ہمراہ لئے ہوئے
ٹھنڈی سڑک پر گھمتی گھماتی ہیں عورتیں

کیا کر سکیں مقابلہ کوہ قاف کی پریاں
ایسا لباس فاخرہ پاتی ہیں عورتیں

وہ انہی کو کہتے ہیں حورانِ بہشتی
ہوش وحواس جن کے گنواتی ہیں عورتیں

ان کی دانائی اوج پہ پہنچتی ہے آج کل
مردوں کو عقل و ہوش سمجھاتی ہیں عورتیں

کرتی ہیں مات پیرس ولنڈن کے حسن بھی
چہرہ جب آفتاب چمکاتی ہیں عورتیں

ساڑھی کو لہر بہر ہے قوس و قزح
کیا آئینہ دار تن کو سجاتی ہیں عورتیں

کیسی غضب کی آئی ہے یہ نشر تعلیم
مردوں کی طرح بال کٹاتی ہیں عورتیں

اس وقت تہذیب کو شرم و حیا نہیں
فوٹو طرح طرح کے کھچاتی ہیں عورتیں

اس سے کسی کا اور بھی درجہ بڑھے تو کیا
بندگی عرض سلام کراتی ہیں عورتیں

مردوں کے مطلقاً نہیں خواب و خیال میں
جیسی کہ آج عیش اُڑاتی ہیں عورتیں

کشتہ ہزاروں ہوتے ہیں دلداہ شیفتہ
نظر کو جس طرف بھی اٹھاتی ہیں عورتیں

اُستاد کس انداز سے بچو ں میں بیٹھ کر
ہر مونیم بھی شب کو بجاتی ہیں عورتیں

شفا ہو

اے ذاتِ خدا یہ میری منظور دُعا ہو
کہ وقت نزع رُخ یہ میرا قبلہ نما ہو
دائم ہی تندرستی و اور صحت و شفا ہو
باقی ملے وہ قسمت میں جو کچھ کہ لکھا ہو
بیہودگی کی عیش کو کیوں یہ نہ سزا ہو
جنگ سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو
ساون بھی ہو مطرب بھی ہو ساون کی گھٹا ہو
جنت سے بد ل جائے جہنم تو مزا ہو
معشوق اسے کہئے کہ جو سر گرم جفا ہو
عاشق اسے سمجھیں جسے شکوہ نہ گلہ ہو
وہ نازنیم کہنے کے قابل نہیں ہوتا
دلکش نہ جس حسین کی انداز و ادا ہو
لو کھیلو میرے خون سے آج ہولیاں تا کہ
دنیا میں تیرا ہاتھ نہ محتاجِ حنا ہو
ادنٰی و اعلیٰ کام کو لیں پہ نہ چھوڑو
بانگِ دہل ہو خودہی تو یا بانگ درا ہو
پھر کیوں نہ تیری یاد قیامت تلک رہے
اس دنیا میں بے غرض تو اک نقش و فا وہ
کم بخت دل کو روز شہادت کا شوقت تھا
ہم آچکے ہیں مقتل میں اب دیکھئے کیا ہو
ایسی مزے کی لطف وحلاوت ہے عشق ہیں

گرویدہ اس کا دیکھا ہے شاہ ہو کر گدا ہو
مضمون طیش و طپش کے آتے نہیں مطلق
جب تک ہ سر پہ عشق کا ارا نہ چلا ہو
اے جنمن! ہم کو بھی تو ہو جائے آگاہی
کسی حرکت نا جائز پہ مدت سے خفا ہو
کیوں تجھے پڑی ہے حقیقت کی جستجو
مارو خودی کو دیکھ لو پھر تم ہی خدا ہو
ہفتے میں ایک یوم بھی خالی نہیں جاتا
جس روز میراان کا تقاضا نہ ہوا ہو
پھرتے ہیں صبح و شام تجسس میں ہمارے
ایسا نہ ہواُستاد کہیں موت وقضا ہو

ملک برکت علی صاحب نائب تحصیلدار

مجھے یہ تو بتائیے جناب ملک برکت علی صاحب تحصیلدار
کیوں ہو ہرا ہے ہر بشر ذوق و شوق سے تیری محبت کا شکار
پٹواری، گرد اور تو درکنار بڑے بڑے رئیس اعظم آتے ہیں
چوہدری لوگ تھانیدار اور کہ فوجی جرنیل کرنل صوبیدار
دیگر مال افسر مشلخواں ای اے سی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
جن کی آمد سے اوج و ترقی پر ہے تیرے باب عالی کا وقار
کوئی آدمی لاہور سے آئے یا راولپنڈی لائل پور سے
بس وہ تیرے ہی ڈیرے پہ جاتا ہے مسافر نہ ٹائم گزار
شب و روز مجلس گرم رہتی ہے مہمان نوازی کی
اگر ایک دو رخصت ہوتے ہیں تو اور آجاتے ہیں دو چار
کاروبار سرکار دولت مدار کا نہایت جانفشانی سے کرتے ہیں
اس لئے بعض اوقات گردش و دورہ سے ہوتے ہیں سخت ناچار
اپنی شیریں کلامی سے ہر کس و نا کس سے چندہ وصول کرتے ہیں
جو کہ داخل خزانہ ہو رہا ہے صدہا اور کئی ہزار
آنجناب کی کوشش سے لگا تھا ضلع گجرات میں گورنر کا دربار
جس کے سبب سے کالج زمیندارہ بن گیا تھا ایک عروسِ نو بہار

سپرنٹنڈنٹ ملک خلیل صاحب کی گجرات سے رخصت

کیا پوچھتے ہو کہ کیا ہو چلے ہیں
ملک صاحب ہم سے جدا ہو چلے ہیں
خدا کے لئے کوئی ان کو ٹھہرا لو
ورنہ یہ سب دم ہوا ہو چلے ہیں
ادھر شوق ہے تیز جانے کی نسبت
مگر دل ادھر سے فدا ہو چلے ہیں
تیرے دم سے قدم سے یہ محفل گرم تھی
اب تو چپ چاپ خاموش سا ہو چلے ہیں
اکثر تپ ہجر فرقت میں ڈالا
اچھے دوستی حق ادا ہو چلے ہیں
ملی خاک میں سب امیری فقیری
جدا جب سروں سے ہما ہو چلے ہیں
عمر بھر رکھیں گے وہاں پر پریشانی
جہاں پر تیرے نقش پا ہو چلے ہیں
افضل سے پوچھو نہ اُستاد کچھ بھی
ہم سبھی اب تو بے آسرا ہو چلے ہیں

ننھی ریاض کی یاد میں

اُستاد صاحب کے بھتیجہ محمد یادگار کی خورد سال بچی کی وفات پر کہی گئی۔ محمد یادگار اس وقت جاپانیوں کی قید میں جنگی قیدی کی حیثیت سے مقید ہے۔ یہ بچی اس کی عدم حاضری ہی میں پیدا بھی ہوئی اور فوت بھی ہو گئی۔ خادم

افسوس حسرت یاس ہے ننھی ریاض
پا سکے ڈاکٹر نہ تیرے امراض
چھ نومبر اکتالی کو تو پیدا ہوئی
ہے تاسف پانچ اکتوبر بتالی چل بسی
کیا بارہ ماہ کی زندگی لائی تھی تو
آ کے شاید سخت پچھتائی تھی تو
محرِ کی تپ نے تجھے بیہوش جانی کر دیا
رنگ سُرخی زرد بالکل زعفرانی کر دیا
آتشی تپ کے سوائے ساتھ تھا سر سام بھی
جس کے باعث جل گیا تیرا گل اندام بھی
سوچ کر بند ہو گئیں تیرے شکم کی نالیاں
سانس چھوٹا ہو گا اور آن پڑی کا بلیاں
یاد ہے مجھ کو بھی تیرا تلملانا تڑپنا
اور مثل مرغ بسمل پھڑپھڑانا پھڑکنا
جان تیری کھو دیا قہرو غضب کی تاپ نے
تو نہ دیکھا باپ کو تجھ کو نہ دیکھا باپ نے
جب کبھی مجھ کو دکھائی ہنس کر مکھڑا تھی تو
بس یہی معلوم ہوتا چاند کا ٹکڑا تھی تو

سب پڑے میں سُرخ سارے تیرے رنگیں پارچات
بن بنا کر رہ گئے سب چاندی سونا زیورات
جس جگہ پر دیکھتے تھے رونق و چھل بل تیری
اب لگی ہے اس جگہ پر ماتمی محفل تیری
زندگی کی بستیاں برباد کر دیتی ہے موت
اک جہانِ نیستی آباد کر دیتی ہے موت

محمد یادگار کے نام استاد امام دین کا پیغام

لے گیا تجھ کو کہاں ہے گردش ایام دیکھ
حوصلہ رکھتے ہوئے اب ذات حق کے کام دیکھ
زندگی بخشے خدا تجھ کو خضر الیاس کی
یہ دعا ہم مانگتے ہیں ہر صبح اور شام دیکھ
سب خیریت ہے گھروں میں ماسوا ننھی ریاض
سو گیا خواب عدم تیرا گل گلفام دیکھ
ایک فرقت تھی تمہاری دوسری ننھی کی موت
جس کے باعث پی رہے ہیں زہر غم کے جام دیکھ
بہادروں کے کارنامے رہ گئے دنیا میں
پڑھ کے بے شک داستاں زال رستم سام دیکھ
ہم نے یہ مانا کہ تم ایک پنجہ دشمن میں ہو
پھر بھی عظمت شان شوکت مذہب اسلام دیکھ
شیر چیتے جنگ و صحرا میں رہتے ہیں مگر
آ بھی جاتے ہیں کبھی اندر وہ قفس و دام دیکھ
عنایت الٰہی لاہور و الا مر گیا دریا میں ڈوب
اس طرف بھی بھیجنا افسوس کا پیغام دیکھ
ابتدا میں جو بشر سہتے ہیں رنج و سختیاں
آخری پاتے وہی ہیں چین سکھ آرام دیکھ
ہر جگہ ہر ملک میں اُستاد تیرے ساتھ ہے
کیا حشر ہوتا ہے اب جاپان کا انجام دیکھ

رستم ہند مہندا پہلوان گجراتی کی وفات

چل گیا افسوس مہندا پہلوان
اپنے زمانے کا تھا جو رستم زماں
تھا بہت شیر و دلیر اور بہادردل چلا
جس کا سکہ من گیا ہر نوجواں
خوش طبع اور خوش خلق اور با مذاق
اس لئے وہ جیتتا تھا ہر میداں
سالی تر تالی انی سو ماہ دسمبر چار تھا
ملک عدم کو ہو گیا جب کہ رواں
بُلبلیں گل رو رہے ہیں نالہ و فریاد سے
مر گیا ہے جن کے سر سے باغباں
قدو قامت کی بلندی و راسکی ڈیل ڈول
پاؤ گے ہرگز نہیں ڈھونڈ و اگر سارا جہاں
نامی گرامی لاکھادیکھے سُنے ہونگے مگر
پر یہ لاثانی تھا زیر آسماں
ہے دُعا اُستاد کی مرحوم کو بخشے خدا
اور دیوے بہشت وبُوستان

ا۔ مان گیا۔

ہٹلراورسٹالن

ہٹلر کو ایسا دبایا سٹالن
کہ سب ملک اپنا چھوڑ ایا سٹالن
گیا گزرا اب دس کہتے تھے لاکھوں
نئ زندگی کو پہنچایا سٹالن
آتش فشاں تھا جو جرمن کا لشکر
سب ٹھنڈا کر کے بٹھایا سٹالن
دشمن سبھی بھاگ نکلے ہیں جب کہ
توپ و ٹینک اڈا اڑایا سٹالن
لینا جو چاہتا تھا مک اس کو تھا
اسے خاک و خوں میں رُلایا سٹالن
بڑا شوخی خوردہ تھا، ہٹلر درندہ
مثل ریچھ جس کو نچایا سٹالن
چھنا ملک سب واپس لے لیا ہے
عجب زورو قوت دکھایا سٹالن
لاکھوں بشر پئے دُعا مانگتے ہیں!
بڑھا زندگی تو خدا سٹالن

جاپان شیطان اور اُس کا غرور و تکبر

تیرے نام کی شہرت ہے ہر ملک اور خانہ بخانہ جاپان پوری
خصلت رکھتے ہو۔ شداد، نمرود یزیدانہ جاپان
سب کے سب رگڑ جاتے ہو مچھلی مینڈک سنسارو مگر مچھ
توبہ خدایا ایسی لا مذہبی حیلہ سازی بے رحمی و حشیانہ جاپان
تمہارے کیریکٹر و چال چلن سب ادب و تہذیب کے خلاف ہیں!
اس لئے تیری حکومت کو کہنا چاہیے پاگل بیوقوف دیوانہ جاپان
انشاء اللہ جنگ تب تک جاری ساری رہے گی زور و شور سے
جب تک نہ فیصلہ پکڑے تیرے ملک کا تیل تمبا کو آپ ودانہ جاپان
بلا مشروط ہتھیار پھینک دو تو بہت بہتر ہے ورنہ!
ہمارے لشکر جرار لوٹ کر چھوڑیں گے تمہارے جیسے قارون کا خزانہ جاپان
تم نے بوجہ غرور تکبر کے ہماری عرض معروض کو ٹھکرا دیا ہے
لیکن ہم عاشق ہیں پامال کر کے چھوڑینگے تیر انداز معشوقانہ جاپان
آخر تم ایک ریاست ہو اور کہ بڑوں کے رحم پر تمہاری زندگی ہے
اس لئے چھوڑ دو سب سرکشی اور خیالات باغیانہ جاپان
جب تم سمجھتے ہو کہ بڑی مچھلی کو چھوٹی مچھلی ہڑپ نہیں کر سکتے
تو پھر کاہیکو کھلا رکھا ہے جنگ شطرنج روز و شبانہ جاپان
حیرانی پریشانی کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہشیار باش رہنا چاہیے
ہم انشاء اللہ ٹھنڈا کر دیں گے تیرا بے تحاشہ گڑ گڑانہ جاپان
جب کبھی ہلہ بول دیا تمہارے ملک پر غیظ وغضب سے
تو پھر سب درہم برہم ہو جائینگے جلسے جلوس راگ ورنگ مغویانہ جاپان
اس قدر بمباٹ ہوگئی کہ تمہاری آبادی ہموار کر دی جائے گی

لیکن خاص کر جلایا جائے گا ٹو جو جرنل کا آستانہ جاپان
تمام ہڈی پسلی اور کہ گوشت پوست دور فضا میں اڑتا پھرے گا
جب کبھی دستے چھوڑے ہم نے جاٹ پٹھان گورکھے راجپوتانہ جاپان
جو کچھ کھانا پینا ہے کھا لو عیش و عشرت سے آزادانہ
کیونکہ قدرت اب بھیجنے والی ہے تیری موت کا وارنٹ پروانہ جاپان
چند ایک کامیابیاں تم کو ابتدا میں ہو چکی ہیں!
اب بالکل نزدیک آچکا ہے ہماری فتوحات کا زمانہ جاپان
تم اک رہزن ڈاکو قزاق اور مکرو فریب کے پتلے ہو
ادھر صاف نظر آرہا ہے ہر طرح عدل و انصاف شاہانہ جاپان
تمہاری کچھ پیش نہ جائے گی اعلےٰ بادشاہوں کے آگے
جب کہ پڑ گئے تم کو امریکہ شہبار اور برطانیہ شیرانہ جاپان

اکھلار پنجابی بمعنی پھیلا رکھا ہے۔ خادم۔

امریکہ شہباز

ہمارے معاون ہیں روس چین جو کہ امریکہ شہباز
جن کے خزانوں میں ہے خاص چاندی سونا بے انداز
جن میں بنائے جاتے ہیں پستول بندوق ہوائی جہاز
دیگر وردیاں، برانڈ کوٹ، ہیٹ پتلون قمیص
جن کو پہن پہن کر جوانانِ عالم کرتے ہیں فخر و ناز
ایسے ایسے ہیبت اور خوفناک سامان تیار ہوئے ہیں
کہ اگر رستم سہراب بھی دیکھیں تو جائیں دلگداز
وہی شہنشاہ ہوسکتا ہے جو کہ صوبوں ریاستوں کو بڑھا دے
اسی بات میں ہے تمام زمانے کی حکومتوں کا راز و نیاز کوئی
شہری جنگلی جانور چھوٹا بڑا نزدیک نہیں آسکتا
جو سلطنت ہمیشہ نکالتی رہتی ہے شیر ببر کی آواز
ہماری جنگی وزیر مسٹر چرچل روز ویلٹ سٹالن
خوب جانتے ہیں ہر موقعہ محاذ کے نشیب و فراز
دشمن منہ کی کھائیں گے اُستاد میدان کارزار میں جبکہ
زور وشور سے ہو رہی ہے ہماری طاقت وقوت فلک پرواز

شیرے برطانیہ

نکلے گا جب میدان میں شیر ے برطانیہ
ڈالے گا دشمنان کو گھیرے برطانیہ

جنگ و جدل کمال کا ہوگا جو اس قدر
رکھ دے گا سب بگاڑ کر چہرے برطانیہ

زندگی بسر کرے گی وہ آرام و چین سے
جو سلطنت رہے گی زیر ے برطانیہ

دشمن پر یرے رہتے ہیں جب کامیاب ہوئے
پھر سب کریں گے تیرے اور میرے برطانیہ

شمع، گیس، بجلیاں پکڑیں گی روشنی
گھر دشمنوں کے ہوں گے اندھیرے برطانیہ

ظفر یاب ہوتا ہے ہر ملک و ریاست
جہاں پر لگا کر بیٹھے ہیں ڈیرے برطانیہ

اٹلی جاپان جرمن جو اس جنگ میں مر گئے
پھر تیرا راج پاٹ چوفیرے برطانیہ

جب کامیابی ہو گئی پھر دیکھا اُستاد
پہنے گی شان و شوکت سے سہرے برطانیہ

ا۔نقل مطابق اصل شیر برطانیہ مراد ہے ۲۔نقل مطابق اصل، زیر برطانیہ ہے

جنگی نشر و اشاعت

جنگ کے متعلق جس قدر ہو رہی ہے سرکاری نشر و اشاعت
ایک بے مثال اور یکہ و تنہا ہے ہماری نشر اشاعت
نہ ریڈیو نہ سینما نہ بائیسکوپ و اخبارات
شاعری کی طاقت کو نہیں پہنچ سکتی یہ اشتہاری نشر و اشاعت
اکثر بذاتِ خود ایک بھول جانے والی چیز ہے
لیکن نظم ہر دل پہ لگا دیتی ہے ضرب کاری نشر و اشاعت
بذریعہ بانگِ دہل فرش سے عرش تک پہنچا چکا ہوں
اور اس کے سوا مشرق غرب جنوب و شمال کو ہے جاری نشر و اشاعت
دوسرے لوگوں کی پنجاب ہندوستان تک محدود ہے
لیکن ہماری ٹوکیو برلن پر ہوتی ہے بمباری نشر و اشاعت
عرصہ دارز سے ہم مفت کام کرتے ہیں سرکار کا
مگر ہزارہا ایسے ہیں جو کرتے ہیں تنخواہ داری نشر و اشاعت
کوئی حریف و دشمن برطانیہ کا باقی نہیں رہا
اس قدر ہے ہم نے زور و شور سے توپ ماری نشر و اشاعت
بڑے بڑے اعلیٰ حکامِ وقت سنتے ہیں شوق سے
جب کبھی اُستاد امام دین پراپیگنڈے کی کرتا ہے تیاری نشر و اشاعت

ا۔ اب سرکار کو تلافی مافات کر کے مفت خوری کی عادت ترک کرنی چاہیے۔

بنگال کا کال

بڑا زبردست ہے دنیا میں کھانے پینے اور روٹی ٹکر کا سوال
جس کے نہ ملنے کے باعث مر چکی ہے پبلک کلکتہ کراچی بنگال
موجودہ وقت میں سونے چاندی کے بھاؤ اشیا نہیں ملتی
اس لئے بالکل سچ سمجھا جاتا ہے مصرو دمشق کا کال
اُدھر حقیقت کے جنگ نے خلقت کو زیر عتاب رکھا ہوا ہے
اِدھر فاقہ کشی نے شروع کر دیا ہے شب و روز کا جنگ وجدال
شاہو کار دولت مند امیر لوگ ہر طرح برقرار ہیں
لیکن لاکھوں موت کے گھاٹ اُتر چکے ہیں غریب کنگال
اُنی سو تر تالی کی قحط سالی نے ناک میں دم کر دیا ہے انسانوں کا
بغیر نالہ کے کچھ نہ پوچھئے مصیبت زدگان کا حال
ہزار ہا لنگر خانے اور یتیم خانے تیار ہو چکے ہیں!
جن کی مدد کر رہا ہے خاص کر کے سرکار کا اقبال
فاقہ کشی کی مہم پر بہت ڈاکٹر افسر لگائے گئے ہیں
جو کہ شب و روز کرتے ہیں بیماروں کی دیکھ بھال
سرکار انتظام اُستاد قائم ہو چکا ہے
اس لئے بعض کو دودھ چاول ملتا ہے اور بعض چنے کا دال

کوئٹہ کا زلزلہ اور اُس کا ظلم

(یہ مسدس ۱۹۳۵ء میں زلزلہ کوئٹہ کے معابعد صادر ہوئی اور ایک مستقل پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوکر بانگ دہل کی طرح شہرتِ عام کی سند حاصل کرچکی ہے۔ خادم

غضب قہر کیا کیا دکھایا خدا نے
سبھی نیک و بد کو مٹایا خدا نے
ہے جنت کو دوزخ بنایا خدا نے
مذہب لا مذہب کو جلایا خدا نے
سوا لشکر و فوج و جنگ و جدل کے
رکھ دیا ملک کوئٹے کا نقشہ بدل کر

تھا رحمت سے بستی بسایا خدا نے
ترقی عرش پر پونچایا یا خدا نے
ریاضت عبادت نہ پایا خدا نے
مثل قوم لوطی اڑایا خدا نے
ڈرو گر عزیز و! تم اُس کے غضب سے
مرے پھر نہ دینا کبھی اس سبب سے

جب کبھی پہنچتا ہے ظلم انتہا کو
تو آتی ہے اس وقت غیرت خدا کو
نہیں دیکھتا پھر وہ شاہ و گدا کو
نبی نہ ولی نہ قطب اولیاء کو
اُلٹ کر کے طبقے کہیں نہ کہیں کے
یک دم وہ کرتا ہے نیچے زمیں کے

سُنا واقعہ جب سے اس زلزلہ کا
گیا بھول نقشہ ہمیں کربلا کا
اٹھا شور دنیا میں آہ و بکا کا
ہوا گرم بازار موت و قضا کا
گردش میں ایسی زمیں آ گئی ہے!
ہزاروں کی جانوں کو وہ کھا گئی ہے
گرے دو منٹ میں عمارات کیا کیا
دبے چاندی سونے جوہرات کیا کیا
ہوئی اینٹ پتھر کی برسات کیا کیا
ہوئے مہ رخوں کے قتل گھاٹ کیا کیا
سویا جو شب کو وہی نہ اٹھا ہے
ظلم ستم تیغ جفا سے گُھٹا ہے
سندھی پنجابی تباہ ہو گئے ہیں
لکھاں خاندانی تباہ ہو گئے ہیں
جلا جل کے کوئلہ سیاہ ہو گئے ہیں
گذر گاہ کی وہ خاکِ راہ ہو گئے ہیں
آ ہ کچھ بھی نہ چھوڑا تبہ کاریاں نے
زمانے کی گردش ستم کاریاں نے
رہا زندہ ہر گز نہ ہندی حجازی
سکا بچ نہ بزدل نہ کوئی مرد غازی
گئے مر ہزاروں پجاری نمازی
لتھڑ خاک و خوں میں گئے بے اندازی

بچا نہ کلیسا نہ مسجد نہ مندر
کوئی خانقاہ و فقیر و قلندر
مثل جھولا کوئٹہ جھولا رہے تھے لیتا
دھڑا دھڑا دیواریں چبارے تھا لیتا
سنگین وپختہ حصار ے تھا لیتا
چہرہ یہ خونی فوار سے تھا لیتا
ظلم ایسا ہوتے نہ دیکھا کبھی ہے
اگر کوئی بچا ہے تو اک فیصدی ہے
چلا زلزلہ مثل چکی چکر تھا
نمونہ یہ بالکل قیامت حشر تھا
پڑا شور و غوغا ہوا گھر بہ گھر تھا
کوئی جا بھی سکتا ادھر نہ ادھر تھا
چھتوں کی کڑیاں تبر بن گئے ہیں
وہی گھرانہی کے قبر بن گئے ہیں
ملبہ کے نیچے ہزاروں پھڑکتے
دم دم تھے لاکھوں کے سینے دھڑکتے
شہتیر اور بالے تھے پھکڑ کڑکتے
جیسے فلک پر ہیں بادل گرڑ کتے
لکھ پتی مر گئے لکھ پتی رو رہے ہیں
آہ رو رو کے خواب عدم سو رہے ہیں
نہ مُردہ کسی کا اٹھایا کسی نے
نہ غسل ان کو ہر گز کرایا کسی نے

نہ مطلق کفن تک پہنایا کسی نے
نہ قل و جنازہ پڑھایا کسی نے
رنج و مصیبت میں وہ پھنس گئے ہیں
عزیزوں کو چھوڑے ہوئے نس گئے ہیں
گئے مارے پل میں ہیں نامی گرامی
رہے جن کے مردے بلا قیرو سامی
کام آئے نوکر نہ آقا غلامی
رہا کرتے تھے جو کہ در پر مدامی
گر آقا پڑا ہے چباروں کے نیچے
تو نوکر دبے ہیں دیواروں کے نیچے
تھا اُنی سو پینتی مہینہ مئی کا
اکت ک تن بجے شب گئی کا
خبر بد سنی ہم نے لورالٹی کا
کوئٹہ کی آبادی سب گر پڑی کا
آیا چکر ایسا وہاں زلزلے کا
ہوا سخت نقصان بُرے بھلے کا
دیکھو زمانے کی یہ انقلابی
بچا رانی راجہ نہ خان و نوابی
نہ چھوڑے **فلک** نے ولائتی پنجابی
چمکتے جو ہر دم تھے مثل مہتابی
اگر اور سمجھو تو شمس و قمر تھے
لیکن خُدا کے یہ حکم و امر تھے

غریبوں یتیموں کو روتی تھی حسرت
لڑی خون آنسو پہ روتی تھی حسرت
دستِ تاسف ملوتی تھی حسرت
مثل والدین کے کھلوتی تھی حسرت
مسکین و بیوہ کو روتی تھی دم دم
جیسے کہ بارش برستی ہے چھم چھم
نہ سنتا کسی کی تھا فریاد کوئی
نہ دیتا کسی کو تھا امداد کوئی
بچا مثل شیریں نہ فرہاد کوئی
رہی حد نہیں ظلم و بیداد کوئی
وہ سب ڈب کے بحر فنا مر گئے ہیں
لکھاں پونڈ دولت یہیں دھر گئے ہیں
زمیں پھٹ گئی اور اُبلتا تھا پانی
ہرطرف ہو رہے تھے نظارے طوفانی
مالک مکانات ہوئے لا مکانی
بچا کوئی لڑکا نہ مرد و زنانی
چکر اس وقت کا نظریں عجب تھا
خداوند عالم کا خاصہ غضب تھا
قدرت نے کیا کیا دکھایا تماشا
ہزاروں کے تن من ہوئے پاشہ پاشہ
رُلا ہر مسافر کا بے وطن لاشہ
پچھاتا کسی نے نہ نقش و نقاشہ

مٹائے زمیں نے انساں کیسے کیسے
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
لہو رو رہے تھے غریبوں کے آنسو
سُرخ تھے گل و عندلیبوں کے آنسو
ملے مٹی بد نصیبوں کے آنسو
پیارے عزیزوں کے حبیبوں کے آنسو
یتیموں کی آہ نے چکا اک جہاں تھی
رہی جن کی دنیا میں والد نہ ماں تھی
سخت خوفناک آواز سے نکلنا
شور و شرر سے انداز سے نکلنا
کسی کے نہ مُردے جنازے نکلنا
کفن فال میت نہ سازے نکلنا
کسی ملک پر جب کہ گردش ہے آتی
ہوتی اس طرح سے ہے موت و مواتی
بچا کوئی لاشیں اٹھانے نہ جوگا
قبر کھود کر کے دبانے نہ جوگا
تباہی کی حالت سنانے نہ جوگا
چشم یز آنسو بہانے نہ جوگا
تبہ ہو گئی ساری بستی کی بستی
کیا پارسی اور کیا آتش پرستی
کیا ملٹری کیا پولیس کے سپاہی
رو رو دبے پا رہے تھے دہائی

Iqbal Cyber Library All rights reserved ©2002-2006

نہ ہوتی تھی مطلق کسی کی سنائی
صغریٰ قیامت تھی ہر طرف آئی
جیلوں کے قیدی تلک مر گئے ہیں
جو دُنیا میں آکر بدی کر گئے ہیں
پوچھو نہ بالکل مکانوں کی حالت
ہے خستہ خرابی ویرانوں کی حالت
فرم فیکٹری کارخانوں کی حالت
گئی گزری شاپوں دکانوں کی حالت
نظم جو کبھی تھے نثر بن گئے ہیں!
درہم برہم ہو بے اثر بن گئے ہیں!
گرانقدر اشیاء ہوئی ہیں شکستہ
پتھر اینٹ لوہا پڑا دست بستہ
نہیں ملتا ہر گز گذر گہہ کا رستہ
گلی کوچہ بازار و سڑک و چورستہ
آبادی زمیں سے پیوست ہو گئی ہے
ناکارا کمزور پست ہو گئی ہے
ہے ہر اک کے سر پر بنی ایک مشکل
بگڑے ہوئے بنتے ہیں بخت مشکل
پڑی ہر بشر کو ہے یک لخت مشکل
بنیں گے دوبارہ تاج و تخت مشکل
لاکھوں کے مالک محتاج ہو گئے ہیں
زخم خوردہ زیر علاج ہو گئے ہیں

بڑی شان رکھتے تھے سیٹھ و سوداگر
مثل مہر و ماہ تھے جہاں میں اجاگر
بنے ایک پلک میں فقیر و گدا گر
رہے چاندی سونے کے برتن نہ گا گر
اُجڑے خزانے عُمر کی کمائی
کسی نے ہے ان کو کفن تک نہ پائی
دبے کہہ رہے تھے یہ مجھ کو نکالو
جلد اینٹ مٹی یہ پتھر اٹھا لو
مری جان جاتی ہے یارو بچا لو
سمجھ کر مجھے موت کے منہ نہ ڈالو
الٹا ادھر اُدھر جاتا تھا بھاگے
کوئی نہ جواں مرد ہوتا تھا بھاگے
دبے جو دبے تھے اٹھے تھے جو ڈر گئے
پڑے دل میں قیامت کے خوف و خطر گئے
ہوش و حواسوں سے ہو بے خبر گئے
اتنے میں قہرو غضب سب گزر گئے
صدا نفس و نفسی کی محشر بپا تھا
نہ بیگانہ ہر گز نہ اپنا بنا تھا
کیا مارا قدرت نے کوئٹہ پہ چھاپا
ہوا خورد سب کا جوانی بڑھاپا
پڑا ہے شب وروز گھر گھر سیاپا
کسی کا تھا بھائی کسی کی تھی آپا

تبہ کر دیا ملک کو زلزلے نے
اس کی طبیعت میں کیا ولولے نے
ہوا اس قدر گئی ہے نیست نا بودی
بچا نہ عیسائی نصاریٰ یہودی
جو دیتے تھے لاکھوں کو قرضات سودی
وگر قوم مسلم نہ اہل ہنودی
اب تلک ان کی لاشیں پڑی بے کفن ہیں
بجائے قبر نیچے ملبے دفن ہیں
نہ اعلیٰ نہ ادنیٰ نہ افسر کو چھوڑا
عدالت کچہری نہ دفتر کو چھوڑا
نہ منشی نہ بابو اسیر کو چھوڑا
نہ رائے بہادر کسی سر کو چھوڑا
کیا کیا بنے شخص لقمے اجل کے
اصل میں جو تھے خاندانی نسل کے
رائے بہادر جو گجرات کے تھے
مالک ہزاروں جاگیرات کے تھے
دولت خزانے جواہرات کے تھے
بالکل شریفانہ عادات کے تھے
کبھی جو کسی سے ملاقات کرتے
مسکراتے ہنستے تھے وہ بات کرتے
صنوبر سرو تھا وہ اک بوستاں کا
شکل میں جو دیکھو تو چاند آسماں کا

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

شہنشہ تھا اصلی یہ سب کشتگاں کا
بڑا ہم کو صدمہ ہے اس نوجواں کا
ظلم پر ظلم یہ ہے دیکھی نہ لاشی
عمر پینتی سالہ وہیئے سر گباشی
جاہ و جلال اور عزت بھرم تھا
وہ دنیا میں پُتلہ حیاو شرم تھا
مثل موم بالکل وہ دل کا نرم تھا
فردوس جنت وہ اہل ارم تھا
اے خدا تو یہ کیا غضب کر دیا ہے
ہم کو بے آسرا بے سبب کر دیا ہے
آہ چل بسا آج رائے بہادر
خدا کر دیا ہے حکم تقدیر صادر
روتے ہیں بھائی اور بہنیں برادر
دیگر نسل اور دادی و مادر
غریبوں کے روزی رساں مر گئے ہیں
ترے اُستاد قسمت نصیب ہر گئے ہیں

رُباعیات

ثابت ہوا تجربہ سے یہ بہت دفعہ ہے
دنیا کی تجارت میں خسارہ یا نفع ہے
پیشِ نظر تو عشق مجازی کا صفحہ ہے!
کچھ دل کا عجب حال ہے جب سے وہ خفا ہے

دیگر

تری فرقت میں چشمِ خونفشاں ہے
پھر لینا دوبارہ امتحاں ہے
سدا میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں در در
خداوندا! مقام دل کہاں ہے

دیگر

ترقی کا یہ زمانہ ہے جلدی قدم اٹھائے جا
نیچے نہ دیکھ اپنے کو سر فلک چڑھائے جا
رستے میں حائل جو ہووے پامال کر دبائے جا
میرا جو حال ہو سو ہو برقِ نظر گرائے جا

دیگر

دیکھ کر ان کے جلوہ اور کہ رُعب و جلال
ہو گیا مثال موسیٰ کمزور و نڈھال
میرے نیم بسمل ہونے کی نسبت تمام گواہ ہیں
اہلِ بزم سیکرٹری صاحب جناب سرداری لعل

دیگر

کیا حسن پوچھتے ہو اس طفل نواب کا
دعویٰ ہے جس کے لب کو ولائتی عتاب کا
بوس وکنار ہو ا نہ فوراً بگڑ گیا!
افسانہ رہ گیا مرے حالِ خراب کا

دیگر

اگر یونہی ملتی رہی ہم کو بھرتی
اڑا دیں گے جاپان جرمن کی دھرتی
سوا اس کے بحرو وسمندر میں اپنی
اٹلی بھی دیکھے گا لاشوں کو ترتی

دیگر

آزادی کا زمانہ ہے جو دل چاہے بھیا کر
ظاہر داری بھی رکھ اپنی مگر کچھ کچھ چھپ چھپا کر
ممیاتی چلاتی ہے بیچاری اپنے کلے پر
تو گاندھی جی کی بکری کے لیے بکرا مہیا کر

دیگر

اس قدر شان وشوکت سے نکلا گجرات میں جلوس
کہ جس کو شوق سے دیکھتا رہا عرش پہ رب قدوس
خدا سلامت با کرامت رکھے تاج برطانیہ کو
اور کہ معاون رہیں چین امریکہ شہنشاہ روس

دیگر

تب تلک ہرگز کبھی کو دیں گے نہ اچھلیں گے
جب تلک جاپان تیرے سر کو نہ کچلیں گے ہم
تم نے چمک دیکھی نہیں قینچی ولایتی استرا
جس سے تیری داہڑیاں مونچھیں سمجھی پچھلیں گے ہم

مسٹر جسٹس منیر جج عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور کے دورۂ گجرات پر

سلام عرض کرتا ہوں جناب جج صاحب محمد منیر
خضر الیاس کی زندگی بخشے آپ کو خداوند رب قدیر
کوئی عہدہ داری ممبری مجسٹریٹی کی آرزو نہیں
ہاں عرصہ دراز سے شوق رکھتا ہوں انعامات جاگیر

☆

نہ الفاظ حمد وثنا جانتا ہوں
نہ دلچسپ طرز ادا جانتا ہوں
بس اتنی عبادت ہے میری کہ تجھ کو
خدا مانتا ہوں خدا جانتا ہوں

☆

اس عہد میں شاعر کے لیے قوت نہیں ہے
اس باغ میں طوطی کے لیے توت نہیں ہے
نظر عنایت چاہیے حکام وقت کو
بندہ ہے یہ ہاروت یا ماروت نہیں ہے

☆

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے
علم جدید بالکل رکھ دے گا سب مٹا کر
مندر کلیسا کوئی دیرو حرم نہ ہوں گے

☆

قاضی کی عدالت ہے یا کہ گیس و شمع ہے
پروانوں کا جلنے کے لیے ہجوم جمع ہے
انصاف کے رو کرتے جو کچھ بھی کرسکیں
ہرگز کبھی کسی سے خوشامد نہ طمع ہے

☆

جو شخص کرتے ہیں افسر پرستی
عوام کو کہتے ہیں ٹو ڈی ہستی
مگر بے وقوفوں کو چاہیے سمجھنا
عجب شے ہے دنیا میں حکومت کی مستی

☆

ہٹلر کے سر سے کیا کیا نہ سودا اتر گئے ہیں
کبرو غرور شوخی برملا اُتر گئے ہیں
کرتے تھے ایک پلک میں لاکھوں کو غرق جو
دے دے کر جوش آخر کو دریا اُتر گئے ہیں

☆

سُرمے کی دھار تیغ سا اپنی پھبا کی آنکھ
میرے قتل کو آتے ہیں کیا کیا سجا کے آنکھ
حد سے بڑھی ہوئی ہے اُن کی بے تکلفی
ہر شب کو بعد سوتے ہیں وہ چم چما کے آنکھ

☆

عقل آتی ہے بشر کو ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پر پس جانے کے بعد
زندگی میں دو ہی گھڑیاں مجھ پر گزری ہیں کٹھن
اک ترے آنے سے پہلے اک تیرے جانے کے بعد
عشق کیا شے ہے کسی عاقل سے پوچھا جائے
کس طرح جاتا ہے دل بے دل سے پوچھا چاہیے
خوبیِ رخسارِ خُوباں گُل سے پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقاں بلبل سے پوچھا چاہیے

☆

شمس و قمر ہی دیکھو گے جس جس کو دیکھیے
ہم سے تو سب زیادہ ہیں کم کس کو دیکھیے
مایوس ہو کے بیٹھنا زیبا نہیں تجھے
دنیا کا طمع لالچو ہوس کو دیکھیے

☆

دیکھا جناب میری زمانے کا اُلٹ پھیر
تمباکو فروخت ہو رہا ہے چار روپے سیر
پھر یہ کہ کوڑا تلخ چسکی دار نہیں ہے
کیا ظلم ستم قہر اور اندھیرا ہے اندھیرا

☆

خدا دکھایا جو مجھ کو مرزا غالب
بوسے لوں گا درو دیوار غالب
اس کے بعد وسکی برانڈی بیرورم
کر دوں گا چھم چھم نثارِ طلب

Cyber Library All rights reserved ©2002-2

نذرِ عقیدت جناب چوہدری محمد اسلم صاحب مجسٹریٹ

درجہ اول گجرات

چوہدری اسلم نے جب مجھ پر مروت کر دیا
میں نے پھر بانگِ دہل نذر عقیدت کر دیا
کیا عجب اُلفت محبت اور شفقت کر دیا
چار سو عالم میں میری شان وشوکت کر دیا
خشک عرصے سے پڑی تھی سخن کی کھیتی میری
بس انہی کے دم قدم نے ابر رحمت کر دیا
کیوں نہ میں مشکور اور ممنون ٹھہروں گا کہ
اک گدایانِ گدا کو صاحبِ ثروت کر دیا
کیا وسیلہ دے دیا مجھ کو خدا کی ذات نے
ہر طرف ہر جانب جس نے نورِ وحدت کر دیا
شکریہ کرتا ہوں میں کہ تیری کوشش نے مجھے
آشنا ئے دین ودنیا ملک و ملت کر دیا
میں تیرے اقبال سے چمکا ہوں مثل آفتاب
ایسی حرمت آبرو توقیر وعزت کر دیا
خدا سلامت با کرامت آپ کو رکھے مدام
جس نے اعلی ہستیوں سے میری نسبت کر دیا
سیر و تفریح کا گچھیٹی نوجوانوں کے لئے
اک گلستان بوستاں اور باغ جنت کر دیا
پونچنا جلدہی تھا بانگِ دہل اُستاد جی
لیکن ہے افسوس کہ کاغذ نے قیامت کر دیا

جشنِ فتح

فتح اور کامیابی کی مبارک باد دیتا ہوں
اسی حیلے بہانے سے تمھیں امداد دیتا ہوں
گھبرانا نہیں چاہیے خوشی اور شادمانی کر
تجھے شیریں کے ملنے کی خبر فرہاد دیتا ہوں
بلندی اوج پر آج کل سمجھ میرا جذبہ
میں برلن کی دیواروں پر بھی جھنڈے گاڑ دیتا ہوں
بمباری مکانوں تک نہیں محدود میری
اگر چاہوں مسلسل کوہستاں کو ساڑ دیتا ہوں
دلیری جرأت کس کو ہے مقابل ہو سکے اُستاد
دشمن جہاں سے بھی نکلے اُدھر ہی واڑ دیتا ہوں

فتوحاتِ برلن اور ہٹلر کی موت

چڑھے تھے جو مارن وہ خود مر گئے ہیں
سبھی دُنیا دولت نہیں دھر گئے ہیں
بعضوں کی رائے ہے زندہ ہے ہٹلر
بہت کہہ رہے خودکشی کر گئے ہیں
بہت اس طرح سے روایت ہیں کرتے
گولی کھا کے میدان میں گر گئے ہیں
لگی اس قدر زور وقوت ہے جس سے
پردے ماغوں کے سب چر گئے ہیں
مگر لاش کا کچھ پتہ نہیں ملتا
تجسس میں لاکھوں نامہ بر گئے ہیں
مشکل سے نکلیں گے شیر پنجابی
اب ہم تو جرم کے ڈر گھر گئے ہیں
فتح کامیابی قدم چومتی ہے
جس جس طرف کو شیر نر گئے ہیں
چڑھی اس قدر آگے فوجیں ہماری
کہ بھول ان کو سارے کروفر گئے ہیں
رہے کس قدر جوش و جذبہ دکھاتے
مگر آکے آخر وہی ہر گئے ہیں
چلا گئے ہیں دنیا میں خونی فوارے
دریا و نالہ ندی بھر گئے ہیں
بڑی مشکلوں سے ہوئی کامیابی

کمانڈر کمشنر آفیسر ہو گئے ہیں
ہر اعلیٰ ادنیٰ فوجی تھا شامل
صوبیدار لفٹین و میجر گئے ہیں
ہوئی سخت سنگین بم باٹ ایسی
کہ اقوام جرمن کے سب ڈر گئے ہیں
پڑا خوف و ہیبت کا سایہ جو آ کر
تو عورتِ نازی حمل جھڑ گئے ہیں
اُلٹ پھیر کیا کیا زمانے دیکھا
کچھ ڈب گئے ہیں تو کچھ تر گئے ہیں
کوئی گر جو پوچھے تو کہہ دوں گا اُستاد
ہم ہیں جو برلن کو سر کر گئے ہیں

فلمی دُنیا کا پرستان اور اس کی حور و غلماں

نئی روشنی کیا غضب ڈھا رہی ہے
نقابوں حجابوں کو اٹھوا رہی ہے
بیٹی باپ کے سامنے گا رہی ہے
تھرکتی ادھر سے اُدھر جا رہی ہے
تہذیب حاضرہ کا یہ فاحشہ اثر ہے
بتا دو اگر کوئی باقی کسر ہے
کوئی بی اے ایم اے ہے کرتی کراتی
کوئی خاص لندن و لایت کو جاتی
کوئی حُسن کے تیز خنجر چلاتی
ہزاروں کی جانوں کو کشتہ بناتی
دیکھو نزاکت عجب سیم تن کی
اٹھاتا ہے گٹھڑی سب تن من کی
فلموں میں دیکھا ہے عالم حسینہ
گھٹکتی ہیں جیسے کبوتر کے چینہ
سینہ جنھوں کا مخمل مرینہ
سنبھالے ہوئے ہیں حُسن کا خزینہ
عاشق سدا وہ واہ کر رہے ہیں
وہ تیغ حُسن سے فنا کر رہے ہیں
گذشتہ طوائف تمھیں اب ایکٹرس ہے
ہندوستان میں فاحشہ تو انگلش میں مس ہے
مر مر کے پائے انہیں پایا جس ہے

مشقت سوا ملتا انعام کس ہے
شریفوں کی پردہ دری ہو رہی ہے۔
عیاشوں کی جلوہ گری ہو رہی ہے۔
کہیں پاٹ زیب النساء دیکھتے ہیں
نسیم پری چہرہ سا دیکھتے ہیں
کہیں نور جہاں شانتا دیکھتے ہیں
کہیں حسن بانو شیلا دیکھتے ہیں
انداز و نخرہ ہوتا ہر محل ہے
تجھے نوجوانوں پیغامِ قتل ہے
کہیں دیکھی جاتی ہے راجن کماری
وسنتی ستارہ را ما دلاری
کہیں تا را بائی ہے ساڑھی سنگاری
کہیں ہے سلوچن بڈ ہاپے کی ماری
سُنا ہے عمر بھر کنوری رہی ہے
غرور حُسن کی پوجا ری رہی ہے
کہیں ہے مادھوری کہیں سیتا دیوی
کہیں پدما دیوی کہیں مایا دیوی
زبیدہ حمیدہ اور مولا دیوی
کہیں مختار ممتاز ساد رگا دیوی
فلم کیا حُسن کا یہ دفتر کھلا ہے
جو جواہرات سونے کے بھاؤ تلا ہے
ہے ہر اک ادا ان کی فتنہ قیامت

فرشتے بھی دیکھیں رہیں نہ سلامت
زاہد پوجاری کو بھولے امامت
حُسن کیا ہے ان کا حشر کی علامت
جو دیکھ لیتا ہے شیشہ سکندر
پھر دیکھتا ہے وہ مسجد نہ مندر
حسینوں دیکھی ہے شوخی شرارت
جلوے کرشمے غمزے امارت
ہو گی جہاں پر بھی ایسی بشارت
بڑھے گئی چشم کی بصیرت بصارت
سوا اس کے سمجھو تو مُردہ دلی ہے
یہ بھی کوئی زندگی زندگی ہے
چہرے سفیدی یہ سرخی کے کشکے
حُسن کے محافظ سیاہی کے نقشے
جب تک کسی کو اجازت نہ بخشے
نہیں جوہر پاتا داد و ہشکے
رُخ مات کرتا ہے شام شفق کو
گیس و شمع اور بجلی برق کو
بعض ایکٹرس کو مغموم دیکھا
مثل روتے دھوتے ہے مظلوم دیکھا
قسمت اُبھرتی نہ مقسوم دیکھا
سدا حسن و دولت سے محروم دیکھا
ہمیں آہ و نالہ ہے حسرت پرستی

آنکھیں ہیں خونوں کے آنسو برستی
بعض تو بالکل اکھڑ لڑکیاں نے
سٹیجوں پہ پنچی وہ بے دھڑکیاں نے
کیا چشم عاشق میں بارڑ کیاں نے
دنیا میں بجلی مثل لڑکیاں نے
زمانے کی نظروں میں مقبول ہیں وہ
ابھی تو گلستان کے اک پھول ہیں وہ
بعض ہیں دو تین بچوں کی مانواں
چلتے ہیں جو ساتھ نزو ادا نواں
سدا جن کے سر ہیں بہشتوں کی چھانواں
بدلتے جو رہیت ہیں آبرو ہوا نواں
اصل میں یہی ہیں پری حور و غلماں
فرضی ہے کوہ قاف کو جو پرستاں
آنکھوں میں مستی بلا کی کشش ہے
جنت سے آئی کوئی حوروش ہے
عاشق کا لٹنا معشق روش ہے
سدا رہتی دونوں میں کیا کشمکش ہے
کبھی صلح کرتے کبھی روٹھتے ہیں
کبھی گلے ملتے کبھی کوٹتے ہیں
عجب دل کشی ہے سریلی آوازیں
پڑھیں جن کے قدموں پہ زاہد نمازیں
جن کی نیت زیبائش ہے معجز بعجاز

نکلتی ہیں لاکھوں نزاکت سے نازیں
سو سو نخرہ ہے اک اک ادا میں
قیامت پوشیدہ ہے اس ماہ لقا میں
حسن والوں کی ہے یہ پہلی نشانی
مثل تیغ ابرو قمر سا پیشانی
برق پاش جو بن شباب جوانی
شکل صورت ہو جس کی جلوہ ربانی
دیکھو زمانہ ہے یہ خود سری کا
جو شوق رکھتے ہیں حور وپری کا
ہے دنیا میں بہتر حسینوں کی زندگی
جہاں جائیں ملتی ہے اوج بلندی
نہیں پیش جاتی ہے زندوں کی زندگی
کریں جو عبادت خدا کی نہ بندگی
حکومت حُسن کی سدا وج پر ہے
دلیری جرائت لشکر و فوج پر ہے
تم اگر ڈھونڈتے ہو حُسن کا ٹھکانا
تو فلموں میں رکھو سدا آنا جانا
یہیں پر سنو گے عشق کا ترانا
رقص و سرور و طرب ناچ گانا
ہر اک ڈھونڈتا ہے آرام و آسائش
موجودہ زمانہ ہے بالکل نمائش
بعض تو پتلا ہیں شرم و حیا کی

بہت چلبلی اور چنچل ادا کی
حسن جن کا بالک ہے خنجر جفا کی
جو نام جانے نہ مہر و فا کی
دانی ہیں شیطان کی ٹوٹیاں بھی
دیتی ہیں سب کو پلنگ کی ڈیوٹیاں بھی
ہے تلملا حُسن کا رُوحانی مسرت
سرا سر ہے ہوتی جوانی مسرت
شکوہ گلا چھیڑ خوانی مسرت
ہے تیزی طبیعت روانی مسرت
کبھی مست واری تھی کیا جامِ جم میں
اب وہی خوبیاں ہیں تو ٹا کی فلم میں
ہے ہر ایک اداکار چڑیا سنہری
چمکتا ہے جیسے سورج دوپہری
آتش فشاں ہے حُسن کی کچہری
بچتا نہیں قے بری ہو یا بکری
کیا کچھ ہے دنیا میں اُستاد دیکھا
حاکم حسن کا ہے ارشاد دیکھا

زمانہ آ گیا جب سے علاؤ الدین ارشد کا

عدم کو چل بسا ہے جاناں تمہارا دم قدم جد کا
ملا مطلق نہیں ہم کو تمہارے قامت و قد کا
حقیقت میں نہیں اولاد حسرت یاس ہے ہم کو
خبر لے گا تو لے گا کون بعد از موت مرقد کا
ہزاروں یاد کرتے ہیں زمانے میں مجھے لیکن
اصل وارث نہیں کوئی ہے میری جائے مسند کا
مبارک ہو مسرت ہو تمامی اہل محفل کو
کہ مشکل وقت گزرا اس بُت کا فرو مرتد کا
کسی کی کیا پڑی تجھ کو نباہ اپنی زمانے میں
کہنا ہے تو یہ کہنا ہے میرے پیرو مرشد کا
پڑے نہ واسطہ جب تک کسی کے ساتھ دنیا میں
پتہ چلتا نہیں بالکل شریف و نیک اور بد کا
بُرا ہووے غریبی کا اگر ہوتا تو نگر بھی
تو پھر میں سیر کرتا خوب قندھار و سمر قند کا
سُورج چاند تارے اور گیس و شمع کب ہوتے
اگر ہوتا نہ عالم میں کبھی آمد محمدؐ کا
پڑا ایسا کال آ کے دمشق و مصر مات ہو گئے
بہت مشکل گزارہ ہے میرے جیسے مجرو کا
میں تنہا کہہ رہا ہوں وہ تقاضا کے لئے جاتے ہیں
چلو میں کچھ نہیں دیتا نہ گنپت نہ میری چند کا
خودی ایسی سمائی ہے دل و دماغ میں آ کر

نہیں محتاج میں رہتا ہوں زید ومر و خالد کا
مبارک ہو مسرت ہو تمامی اہل محفل کو
کہ مشکل وقت گزار ہے اس بُت کا فرو مرتد کا
فخرو ناز ہے اُستاد ہم کو بے حسابانہ
زمانہ آگیا جب سے علاؤ الدین ارشد کا

جناب ڈپٹی کمشنر علاؤ الدین ارشد کی ملاقات
عید کے روز ہم نے بھی دیکھا تھا صاحب بہادر کا رُخِ آفتاب
اور لوگ تو تارے نظر آتے تھے لیکن آپ چودھویں کے مہتاب
آنحضور کا قدو قامت کمال کا اوج و بلندی پر تھا
جس کے آگے بالکل ہیچ تھے رستم و زال اور سہراب
خاصو عام آنجناب کی سلامی غلامی کے لئے حاضر تھے
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مال افسر تحصیل دار اور کہ راجے نواب
آپ کا اجلاس خاص کر کے ایک فردوس بریں ہوا تھا
جس میں ہر جانب سے آرہی تھی عطر و لونڈر خوشبوئے گلاب
چپڑاسی ہر ایک کے آگے فروٹ کی دعوت پیش کرتا رہا تھا
لیکن بعض آدمی برملا کھاتے تھے اور بعض کرتے تھے شرم حجاب
کُرسیاں ایک درجن کے قریب لگی ہوئی، گول میز کی طرح
جس کے باعث خاص و عام کو کر رہے تھے اپنی زیارت سے شرفیاب
آتی جاتی دفعہ ہر بشر سے پنجے لیتے تھے خوش مزاجی سے
اسی تکلف سے کبھی اُٹھتے کبھی بیٹھتے تھے جناب
بالا دست حکام کی ہر طرح تابعداری کرتا ہوں اُستاد
اس میری محنت و جانفشانی کی تمام گواہ ہے گجرات پنجاب

عاشق معشوق کا مقابلہ

نرگس نازنگی سبزیات لالہ زار کے
کچھ اب کے سال رنگ سے ہیں بہار کے
جب نازنین نکلیں گے مکھڑا سوار کے
کیا کیا نہ لفظ آئیں گے بوس وکنار کے
عاشق کسی نے رگڑ ا اور کچلا ہے اس قدر
آتے نظر ہیں ہم کو وہ مُردے مزار کے
نازک نرم معشوق کو مطلع رہے تو یہ
ہرگز نہ چاہیے سونا پوزیشن اتار کے
جہاں پر کسی بلایا تو ہواں پر چلے گئے
نوکر تو تم نہیں کوئی سارے سنسار کے
ہیں جس قدر بھی دنیا میں تیرے ہی گاہک ہیں
سینے کے سُرخ سیب ولائیتی انار کے
چہرہ پر نور کی تعریف کیا کریں
ثانی ہو جب کہ پہلے ہی مطلع انوار کے
آتش ہجر سے جل گیا اُستاد آج کل
اک دن تو رکھ دو اسکے بھی سینے کوٹھار کے

روزمرہ اُستاد امام دین

کیا کر سکوں گا آج میں خدمت حضور کی
گو آپ خاص آئے ہوں منزل سے دُور کی
گیس و شمع کے جلنے کی حاجت نہیں رہی
کافی ہے روشنی تیرے رُخ کے ہی نو ر کی
خنجر حسن کو کشتہ ہوں شاید کہ اس لئے
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حُور کی
قرآن ہوتے ہوئے ضرورت نہیں ہمیں
انجیل و توریت اور کہ دیگر زبور کی
کہتے ہو روز اور کہ آتے نہیں ہو پھر
کچھ تم سے مشورات ہے چند اک امور کی
آؤ تو کھاؤ شوق سے تجھ کو قسم خدا
ٹی پارٹی ہے مالٹے کیلے انگور کی
زندگی کا لطف چاہتے ہو دائم سدا سنوں
فونوں گراف ریڈیو طبلے طنبور کی
کیا کچھ سزا جزا دیا چاہتے ہو تم اُستاد
جرمن جاپان اٹلی نے جو جو قصور کی

۱۔ پنجے پنجابی بمعنی مصافحہ ۲ سوار یعنی سنوار ۳۔ ٹھار پنجابی بمعنی ٹھنڈا

فیروزپور کا مشاعرہ

قبل از قیامت حشر دیکھتا ہوں
اک عالم کو زیرو زبر دیکھتا ہوں
اب اُلفت محبت وفاداریاں کہاں
ظلم ستم قہرو جبر دیکھتا ہوں
ہر ملک شہروں میں چکر لگا کر
میں اہل ہنر کو ہنر دیکھتا ہوں
جانوں نہ جانوں عزیزو بزرگو
تجھے میں تو شمس و قمر دیکھتا ہوں
اے جانِ من تیرے دندانوں لب کو
یاقوت و لعل و گہر دیکھتا ہوں
ترقی کیا اس قدر ہے بشر نے
کہ اڑتا مثل جانور دیکھتا ہوں
آخر یہ اپنی اپنی جنگ وجدل میں
فتح کامیابی ظفر دیکھتا ہوں
تخیل کی دنیا سے ہم سفر ہو کر
آسمانوں پہ اپنا گزر دیکھتا ہوں
پستی بلندی فرش سے عرش تک
بس تو ہی تو ہے جدھر دیکھتا ہوں
تیرے باب عالی پہ جھکتے جھکاتے
بڑے شہنشاہ تاجور دیکھتا ہوں
موجودہ لڑائی میں بم باٹ آگے

ہوئے فیل تیغو تبر دیکھتا ہوں

طے کر رہا ہوں میں شاعری کی منزل

نہ رستے میں ہادی خضر دیکھتا ہوں

تھوڑے ہیں جو کہ بجز باپ کے میں

بہتوں کو مادر پدر دیکھتا ہوں

بہت دُبلے پتلے ہیں کمزور والاغر

لیکن بعضوں کو شیر بر دیکھتا ہوں

رقیب اور حاسد ہیں بے پراڑاتے

انہیں میں تو شیرو شکر دیکھتا ہوں

سوا اپنے چرچہ زمانے میں استاد

نہ خالد نہ عمر و بکر دیکھتا ہوں

جناب ڈپٹی بنوٹ صاحب گجرات

مبارک ہو کہ آج صدر ہوئے ہیں جناب ڈپٹی صاحب بنوٹ
قحط سالی کا زمانہ ہے ورنہ نچھاور کرتا پونڈ اور نوٹ
پبلک میں مشہور ہے ان کی ہر دل عزیزی خاص کر کے
کیونکہ سخت سنگین جرم میں بھی دیتے ہیں ملزم کو چھوٹ
ان کے باب عالی پر جو بھی جاوے کبھی خالی نہیں آتا
اگر وہ چپا ٹکڑہ مانگے تو یہ دے دیتے ہیں سالم روٹ
انسانی ہمدردی اور کہ عنایت شفقت مہربانی کرنا
بس یہی ہے ایک بے مثال مذہب عیسائیت کی رپورٹ
اتفاق اتحاد بڑی زبردست طاقت ہے دنیا میں استاد
خدا نہ کرے کہ تمہارے ہمارے درمیاں پڑ جائے کوئی پھوٹ

کوٹھی نواب صاحب چوہدری فضل علی خاں گجرات

کوٹھی ہذا میں آئے دن رہتی ہے کیا رونق بھلی
صاف ستھرا باغ جس کا اور سب کوچہ گلی
یہ جگہ سمجھو تو سمجھو شہر کا جائے فخر
فضل علی کو فضل علی کہیں یا نکہ اولیاء ولی
گو وجود ان کا نہیں حاضر موجودہ وقت میں
کارنامہ تا قیامت رہے گا روشن جلی
بعد از استاد اس مرحوم اور مغفور نے
جانشیں چھوڑے ہیں دو مہدی علی اصغر علی

جناب ڈی آئی جی سنت پرکاش راولپنڈی

سلام عرض کرتا ہوں جناب صاحب سنت پر کاش
ایک دو صدی نہیں بلکہ ہزار ہا سال زندہ باش
آپ کے عہد حکومت میں ہم کو کوئی شخص عیار نظر نہیں آتا
نہ رہزن نہ ڈاکو نہ چور نہ گنڈ کترا گندااباش
تمہارے خوف و ہیبت سے ہر بشر کاروبار میں لگا ہے
کیا اعلیٰ ادنیٰ منشی متصدی غریب غربا مفلس وقلاش
جناب والا کے محکمہ میں کسی امر کا شکوہ شکایت نہیں ہے
استاد کہتا ہے کہ شاعر کو قوت لایموت کی ضرورت ہے
اور کسی حسین ماہ جبین کی ہم کو ہرگز نہیں ہے تلاش

جناب قائداعظم محمد علی جناح

ہم سے بہت بہتر کشمیر و راولپنڈی کا گرد نواح
جنھوں نے شرف حاصل کیا ہے قائد اعظم محمد علی جناح
ہزار ہزار شکر ہے کہ یہاں پر بھی تشریف آور ہوئے ہیں
جس سے خوش بخوش ہوگئے ہیں اہل گجرات کے ارواح
بحر دنیا سے پار لگا کر چھوڑیں کشتی وجہاز
چونکہ نہایت تجربہ کار ہیں ہمارے کپتوں ملاح
جائے افسوس ہے کہ مسلم لیگ بالکل مانتی نہیں ہے
ورنہ کانگرس ہر چند چاہتی ہے پاکستان کے ساتھ نکاح
ہمارے زخم جگر کا علاج خوب پہچانا ہے آپ نے
اس لیے تمام نا قابل سمجھے جاتے ہیں زمانے کے ڈاکٹر و جراح
جو بھی کریں سب کا سب منظورو قبول ہے ہم کو
آپ کی ذات بابرکات کا ساختہ پرواختہ ہے ہر طرح مباح
شرق میں ہو یا غرب میں جنوب میں یا شمال میں
آپ کے نام نامی سے ہوتا ہے ہر جلسہ تعمیر و عمارت کا افتتاح
اے آقائے نامدار تم ایک آفتاب کی طرح روشنی ہو دنیا میں
اس لئے اُستاد کیا کر سکتا ہے تیری تعریف و مداح

ہندو مُسلم اتحاد

جہاں تک بھی ہو سکے ہندو مسلم دوستی اتحاد کرو
موجودہ وقت میں دور اپنے دلوں سے دیر عناد کرو

اگر آسائش و آرام سے پنجاب ہندوستان میں رہنا چاہتے ہو
تو یک جہتی کے ساتھ اٹلی جاپان جرمن کو برباد کرو

یہ وقت نہایت جنگجو اور کہ زبردست دلیری کا ہے
اس لئے تم اپنے دلوں کو سنگ آہن پتھرو و فولاد کرو

حکومت نے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں دولت لوٹی جا رہی ہے
آپ اس کے کھانے کی طرف دھیان نہ کریں بلکہ بچانے کا بھی ایزاد کرو

آج کل ہزار ہا روپیہ پبلک کی جیبوں میں آ رہا ہے
اس کو بطور قرض کے دے کر سرکار دولت مدار کی امداد کرو

اس نازک وقت میں حکام کی مدد کرنا بہتر ہے ہمارے لئے
ورنہ بعد لڑائی کے ایک نہ سنی جائے گی اگرچہ تم ہزار فریاد کرو

آئیندہ زمانے میں ان کو ملاقات کا موقع ملے گا جنکے پاس ثبوت ہوگا
اس لئے تم جلد جلد کوئی نہ کوئی حاصل سندا سناد کرو

جو بھی کرو ذوق شوق سے ابتدا سے انتہا کو پوچا دو
ورنہ حکومت کے حق میں نشریات مثال اُستاد کرو

حلقہ ادب گجرات اور اعزازات

یہ نظم یکم اپریل ۱۹۴۴ء کو حلقہ ادب گجرات کے اس مشاعرہ کی تقریب پر لکھی گئی ہے۔ جس میں استاد صاحب کو حلقہ ادب گجرات کی طرف سے A.S.S (افسر شعر وشاعری) اور USA (اُستادشعراء عالم) کا خطاب دیا گیا ہے۔ (خادم)

اے خدا وہ کون سا دن ہے جو مجھ پر تیری عنایات نہیں
لاتعداد اور بے شمار ہیں اس لئے کوئی حسابات نہیں
میں تیری ہستی کا قائل اور کہ ہر طرح جانتا پہچانتا ہوں
لیکن ہزار افسوس کہ دلچپے عبادات نہیں
جس کو چاہے تو دے سکتا ہے مال و متاع دولت و دنیا
تیری ذات بابرکات میں کوئی چھوٹے بڑے کا امتیاز نہیں
حلق ادب اور کہ اربابِ ذوق نے بہت کچھ دیا ہے میرے کو
جن کے بارے میں ادا کرسکتی میری زباں شکریات نہیں
کبھی بی اے ایم اے کبھی پی ایچ ڈی ڈگریاں حاصل کرتا ہوں
جو کہ دیگر کسی حریف و حاسد کے ایسے خطابات نہیں
ملک الشعراء استادالشعرائے عالم افسر شعروشاعری ایل ایل ڈی
کیوں جناب ہے کوئی باقی بچا ہوا جو میرے پاس القابات نہیں
میرے شعر وسخن کو خاص و عام نے لوٹ مچا رکھی ہے
حالانکہ یہ کوئی نوٹ پاؤنڈ ہیرے موتی جواہرات نہیں
پبلک میرے کو اعزازات سے بارہا دفعہ سرفراز کرچکی ہے
لیکن افسوس کہ موجودہ حکومت کو کوئی بھی تو حاجات نہیں
چار بھتیجے اور ایک ہمشیر زادی کا لڑکا بھرتی کراچکا ہوں
بالکل حقیقت پہ ہے کوئی اس میں لغویات نہیں

بذاتِ خود سرکاری پروپیگنڈا اور نشریات کرتا ہوں
تا کہ کوئی حریف حاسد یہ نہ کہے کہ اس کے جنگ خدمات نہیں
میں اپنی آواز بذریعہ بانگِ دہل مشرق غرب تک پہنچا چکا ہوں
پھر کیا وجہ ہے کہ ملتا میرے کو انعام اکرام جاگیرات نہیں
حضور والا کے خزانوں سے ہر اعلیٰ ادنیٰ جیبیں گرم کر رہا ہے
لیکن صد حیف کہ ہمارے بھاگ نصیب قسمت برات نہیں
انسان انسان کو بگاڑتا ہے اور انسان ہی سوارتا ہے
وہ شخص اس راز کو نہیں سمجھتے جن کو علمی معلومات نہیں
کامیابی کے اسباب میرے کو بالکل نزدیک نظر آ رہا ہے ہیں
لیکن شرط یہ ہے کہ آپ صاحبان کے دل میں کوئی منافقات نہیں
ان کے فیض سخن سے عالم گیر شہرت حاصل کر چکا ہوں
لیکن یہ ہم نے مانا کہ ہم حالی غالب و اقبالیات نہیں
کہیں ایسا نہ ہو دروغ مصلحت آمیز راز راستی فتنہ انگیز
بس اس سے بڑھ چڑھ کر استاد کر سکتا کوئی گزارشات نہیں

ملک عبدالرحمٰن خادم صدر حلقہ ادب گجرات کے حق میں دُعا

خداوندا تو خام کو شفا دے
جلد ہی بستر ے غم سے اٹھا دے
ایسی کوئی دست شفقت سے دوا دے
جو حکیم و وید ڈاکٹر کو بھلا دے
اگر کچھ وہم ہے اس کو ہٹا دے
یاں اصلی مرض کی مدعا بتا دے
پبلک تنگ رہی بانگِ دہل سے
اٹھے اور غلطیاں ان کی لگا دے
عجب کیا ہے تیری اس التجا کو
اُستاد منظوری و مقبولی خدا دے

(جولائی ۱۹۴۴ء)

چوہدری چھوٹو رام کی یاد میں

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے
مرے بُت خانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہم کو

کر گئے دنیا میں کیا کیا نیک نامی چھوٹو رام
کٹ گئے ہیں جاٹ طبقے کی غلامی چھوٹو رام

فیض پہنچا جن کو ہے تیرے حکومت عہد میں
عمر بھر ہوتے رہیں گے وہ سلامی چھوٹو رام

کوئی موقع ہی ہمیں شکوے شکایت کا نہیں
خوش بخوش ہیں آپ پر خاص و عامی چھوٹو رام

بہت مشکل سے ملے گا آپ سا روشن ضمیر
گو پُر ہو جائے گی وزیر زراعت کی آسامی چھوٹو رام

حکامِ وقتی ماتحتی صف میں ہیں تیری اور سب
پنڈ تو تشیو منی گینای سوراجی چھوٹو رام

جٹکی بستی کا نہیں کوء خیر خواہ تیرے بغیر
تم ہی تم تھے اعلیٰ ہستی انتظامی چھوٹو رام

جا نہیں سکتا کبھی ساری حیات
سُن لیا ہے جس نے تیری خوش کلامی چھوٹو رام

نو ماہ جنوری اور سال پنجتالی کو خاص
ہو چکی زندگی تمہاری اختتامی چھوٹو رام

افسوس و حسرت یاس سے بیٹھے ہیں سب
کیا مدبر عالم و نامی گرامی چھوٹو رام

کل زمانہ کر رہا ہے اس وقت اُستاد جی
تیری عزت آبرو اور احترامی چھوٹو رام

اُستاد امام الدین لاہور میں

عجب لاہور دیکھا ہے کیچڑو دل دل
کہیں گئے گوڈے کہیں مکیاں گل گل
اپوزیشن کسی کی بھی بچتی نہیں ہے
کیا گرم کپڑے کیا لٹھا مل مل
بہت گندر جاتے ہیں پائمال کرتے
بہت ڈگتے رہتے ہیں بالکل مسلسل
گڈے رہڑی ٹانگہ حیوانات دیگر
چلتے چلاتے تلکتے ہیں پل پل
سڑکوں کی حالت نہ پوچھو کہ کیا ہے
سیلاب گلیوں میں رہتا ہے جل تھل
صدیوں کا یہ شہر آباد ہو رہا ہے
راکھ ہو چکی ہے مٹی یہاں کی جل جل
کوشش جدو جہد کر کے بزرگو!
مُکا ڈالو اک دن سدا کی یہ کل کل
سنوں گر کسی کا جو دُکھ درد اُستاد
مثل کانپ جاتا ہوں بونچال وزل زل
یاد گار کی آمد جاپان سے
کیا فخر تجھ کو ہوا ہے چھو نئے ملتا ن آج
اترا تیری سر زمین پہ میرا شاہ خوبان آج
پنجہ صیاد میں ٹھہرے ہو ساڑھے چار سال
بڑھ گئی ہے آسمان تیری شوکت شان آج

رنج و غم اور سختیاں سب سہتے سہتے آ گئے
خاص کر اپنے وطن پنجاب ہندوستان آج
بیقرار و مضطرب تھا فرقت تیری میں میں
نکلے ہیں اب میرے دل کے حسرت و ارمان آج
تیرے ہی سب دم قدم سے کامیابی ہو گئی
فتح اٹلی کر لیا اور جرمن و جاپان آج
ماہ چورنجہ بعد ہوا میل و ملاپ
اس لئے سو بار صدقے ہوں قرباں آج
کیوں نہ ہو نویں خوش بخوش اپنے بہادر دیکھ کر
میجر صوبیدار جنرل و کپتان آج
مطلقاً تھوڑا ہے بالکل یادگار
جس قدر کر دوں بھی تیری ذات پر پن دان آج

فتح کا جلوس

اس قدر شان و شوکت سے نکلا ہے گجرات میں جلوس
کہ جس کو شوق سے دیکھتا رہا ہے عرش پہ رب قدوس
خدا سلامت با کرامت رکھ تاج برطانیہ کو
اور کہ معاون رہیں چین و امریکہ سفید روس
ہم ان لوگوں کے ممنون و مشکور ہیں ہر طرح
جنھوں نے رل مل کر مارا مگر مچھ ہٹلر و بوس
چھ سال سے خاموش پڑیت ھے مذہبی ہیڈکواٹر
آج بج رہے ہیں گرجوں میں گھڑیال اور مندروں میں ناقس
سن پنچالی چوداں مئی کی رات عجیب جلوہ دکھائے گی
جب کہ جگمگائیں گے شمع گیس اور بجلیاں فانوس
میری شعر و شاعری کا ہر فقرہ فقط نہیں ہے
بلکہ یہ ہے ایک قسم کا رفل پستول اور کارتوس
حکمتِ عملی سے کہتا ہوں کہ دوسرا دشمن بھی ہتھیار رکھ دونگا
حالانکہ میں کوئی نہیں ہوں سقراط بقراط یاں جالینوس

نوجوانِ عالم اور تعلیم

قدرت کی ہر بات جدید و قدیم اچھی ہے
لیکن ان سب کا خلاصہ ایک تعلیم اچھی ہے
کسی انسان کا یک و تنہا رہنا بھی کوئی رہنا ہے دنیا میں
اس لئے جہان تک ہو سکے مثالِ تشکرِ تنظیم اچھی ہے
چوری ڈاکہ زنی ہر مذہب میں خلاف قانون ہے
سوا اس کے محنت و جفاکشی سے جو پیدا ہوا وہ روسیم اچھی ہے
انسان مانند شہباز اوج و بلندی پر جا سکتا ہے
اس لئے پستی نہیں بلکہ شانِ عظیم اچھی ہے
علم و حکمت کی دولت حاصل کرو اور اس کے بعد
سیرو سیاحت ہفت کشور با ہفت اقلیم اچھی ہے
موجودہ وقتانتہا درجے کا خود پسندی سے لبریز ہے
مگر آپ کے لیے عادات وخوئے سر تسلیم اچھی ہے
دنیا میں صحت وتندرستی کو قائم رکھنے کے لئے استاد صبح وشام کی ہوا
خوری اور کہ باغ نسیم اچھی ہے

☆

انجمن خدام الاسلام گجرات اور جناب حاجی محمد الدین صاحب۔

انجمن خدام الاسلام گجرات دم توڑ رہا تھا سامعین و حاضرین
لیکن اس میں جان ڈال دیا ہے جناب شیخ صاحب حاجی محمد الدین
اس قدر سکول کو فائدہ پونچایا ہے اپنے فیض دست سے
کہ دولت کے دریا بہا دئیےہیں مانند بارشین
کیونکہ نا ہزار ہا لڑکیسالانہ پاس ہوں جب کہ
بڑے بڑے لائق فائق آئے ہیں ٹیچر ومدرسین
دیگر ممبر صاحب موصوف کے ہر طرح زیر اثر رہتے ہیں
اور کہ چھوٹے بڑے نوکر چاکر و ملازمین
سر کاروبار میں ہر طرح رسائی رکھتے ہیں
جس کے باعث عزت آبرو کرتے ہیں زمانے کے سلاطین
بوجہ سخی سوداگر ہونے کے خاص وعام ان کو جانتے ہیں
کیا جنوب و شمال اور کیا مغرب و مشرقین!
نہ ہوا ہے نہ ہوگا قوم خواجگان میں سے
ایسا سرچشمہ فیض اندر گجرات کی سرزمین
ایک دو آدمیوں کے کہنے پر میں نے یہ نظم لکھ دیا ہے
باقی گستاخی کی معافی چاہتا ہے آپ سے استاد امام الدین

بانگ دہل اور اس کا غل

ماہ دسمبر سن چاتالی کا رقم کرتا ہوں میں
بانگ دہل کر کے مکمل اب ختم کرتا ہوں
ہر قسم کے بیل بوٹے پاؤ گے اس میں ہی تم
پیش خدمت آپ کے باغ ارم کرتا ہوں میں
تا کہ تجھ پر کھل سکیں یہ راز عالم کے تمام
اس لیے پیش نظر یہ جام جم کرتا ہوں
حاضرین سب کھل کھلاتے صاف آتے ہیں نظر
اس قدر جلسے جلوسوں کو گرم کرتا ہوں
سادہ لفظی کے سبب سے عام شہرت لے گیا
ٹھوس بھدے شعر نہ نازک نرم کرتا ہوں میں
فارسی ہندی پنجابی اور انگلستان کے
ہر زباں کے لفظ کو بھرتی بجسم کرتا ہوں میں
غور وفکر سے جو بھی لکھ دوں اس پہ رکھتا ہوں یقین
ہرگز نہیں ضائع کبھی کاغذ قلم کرتا ہوں میں
بانگ دہل کی اس قدر مانگ و خریداری ہے آج
جس کی نسبت سینکڑوں لاکھوں قسم کرتا ہوں میں
یہ زمانہ مطلقاً طول و طوالت کا نہیں
اس لیے ہر چند فقرے کم سے کم کرتا ہوں میں
شوق شاعری اس قدر کودا ہے دل میں آن کر
جس پر ضائع سینکڑو دام و درم کرتا ہوں میں
کُہنہ خیالی میں کبھی دل کشی ہوتی نہیں

اس لیے بھی روز مرہ کو بھی نظم کرتا ہوں میں

خوش دلی اور شوق سے استاد اس کو پیش کش

اہل محفل مجلس و اہل بزم کرتا ہوں میں

یادگار کے نام

اپنے خیالات کی دنیا میں بلندی کے جذبات پیدا کر
نئ روشنی کے زمانے میں نئے نئے نظریات پیدا کر
کائنات میں انسان ایک ترقی کردہ جانور سمجھا گیا ہے
جہاں تک ہو سکے اعلیٰ ارفع ہستیوں سے ملاقات پیدا کر
بانگ دہل کے طرح حقوق محفوظ رکھے گئے ہیں
تو ا سے ہیرے موتی لعل و جواہر ات پیدا کر
میرے شعرو سخن اور کہ شہرت و ناموری سے فائدہ اٹھا
کوشش جدو جہد سے تمام ضائع شدہ قومات پیدا کر
اس کا سبب ساختہ پر داختہ تمھارے نام منسوب کیا جاتا ہے
تو اس کی نگہداشت رکھتا ہوا حاصلات ثمرات پیدا کر
شرق غرب جنوب وشمال سے اس کی خریداری کی آواز آتی ہے
اس لیے جہاں تک ہو سکے کسی کتب فروش یا فرم سے مشورات پیدا کر
دوران جنگ میں نہایت جان فشانی سے میں نے کام لیا ہے
اس میری خدمات کی سرکار سے کوئی نہ کوئی جاگیرات پیدا کر
سنگ دل سے سنگ دل بھی گر دل دادہ اور شیفتہ ہو جائے
اپنی بات چیت اور گل میں اس قدر جادوئے طلسمات پیدا کر

جاپان کی شکست اور ہماری فتح اور استاد امام دین

جاپان کی شکست اور زبردست ہوئی ہے ہماری فتح
ایک دو ہی بم بات سے ہی ہو گی ہے بہت بھاری فتح
رحم دلی خدا خوفی دنیا میں کامیابی حاصل کرتی ہے
کبھی پا نہیں سکتے ظالم و جابر گہنگار ی فتح
جو بادشاہ پبلک میں اپنی دل عزیزی رکھتا ہے
شرق غرب کی دیتا ہے اس کو خدا وند باری فتح
ہمارے واسطے یہ ظفر یابی لا انتہا خوشی کا باعث ہے
لیکن اٹلی جاپان جرمن کے لیے تبدق کی بیماری فتح
شیر کی طرح جوانان عالم میدان کار زار میں ڈٹے ہیں
بھلا ان پر کب پا سکتے تھے دیوی دیوتا مندروں کے پوجاری فتح
عرصہ چار پانچ سال حکومت برطانیہ خاموش رہی ہے
اس لیے یہ ہم کر نہیں سکتے تو جو جرنیل رام لعل گردھاری فتح
نو اگست انی سو پنچتالی کو جاپان قوم نے ہتھیار ڈالے ہیں
جس سے سارے کی ساری ہو گی دیوانی اور فوج داری فتح
شان و شوکت ٹیپ ٹاپ اس کی بیاں کروں استاد
چمکتی ہے مثل اختر فلک اور کہ گوٹہ کناری فتح
ہمارا کیا ہے اس میں حاضرین مقامی کے سر سہرا ہے
یعنی چوہدری محمد اسلم بنوٹ صاحب علاوالدین ارشد کی ہے ساری فتح

جاپان کی ہار اور ہماری جیت

ہم نے شروع کر دیا جب کہ **ملک** جاپان پر بم بات
بڑے بڑے دست بستہ ہو گئے کمانڈنگ افیسر اور لاٹ
ایسا ایک گولہ زبردست پڑا کہ جس کے خوف و ہیبت سے
بہت سکتے کے عالم میں چلے گئے اور بہتوں کے فیل ہو چکے تھے ہاٹ
افسوس ہے کہ چند یوم بھی میدان کا رازار میں نہ ٹھہر سکا
حالانکہ شہنشاہ جاپان بہت عرصے کا تھا فٹ فاٹ
بڑی بڑی سخت سنگین آبادیاں آتش کی نظر ہو چکی ہیں
دیگر ہزار ہا بانسی جھونپڑیاں بسترے بوریاں اور ٹاٹ
لکھو کھہا انسانوں کے گولیاں کھا کر عدم کو چل بسے ہیں
اور بعض بعض بیمار شفاخانوں میں کھاتے ہیں بیٹھے فروٹ فراٹ
کسی دنیا کے بادشاہ کے ساتھ ایسی ہرگز ہرگز نہ ہوگی
جیسی کہ ہوتی ہے جرمن جاپان کو اس جنگ میں گھاٹ
برطانیہ بڑی جابر سلطنتوں کو شکست دے چکا ہے
کیونکہ خاص کر لشکر جار ہے گورکھ پٹھان اور جاٹ
فتح اور کامیابی کی خوشی میں تمام ہندوستان کے دفتر بند ہوئے
کیا پہاڑی علاقے ہمالیہ شملہ کوہ مری اور چراٹ

مسلم لیگ کا آفتاب

کیا کیا دکھا رہی ہے لیگ کامیابیاں
گویا یہ لے چکی ہے پاکستان کی چابیاں

سی پی، یوپی اور اڑیسہ بہار میں
ہر جانب ہر طرف ہیں اس کی لاجوابیاں

بنگال اور مدارس میں فاتح ہوئی ہے یہ
طاقت دکھائی ایسی ہندوستان پنجابیاں

لاکھوں مخالفوں کی ضمانت ضبط ہوئی
رَل خاک میں گئی ہیں سب کی سرنوابیاں

جہاں آفتاب نکلا ہو قیامت کا نمونہ
وہاں روشنی کیا کرسکیں دیوے مہتابیاں

پونچے ہیں اپنی کوشش سے اوج **فلک** پہ ہم
دشمن اٹھاتے پھرتے ہیں ذلت خرابیاں

احرار وخاکسار یونینسٹ کانگرس
ہر **ملک** پر رہی ہے اپنی انتخابیاں

ناکام دیکھ اپنے کو استاد سب حریف
دن رات کھا رہے ہیں سخت پیچ وتابیاں

خدا کا شکر

یہ نظم پنجاب اسمبلی کے انتخاب میں مسلم لیگ کی بے مثال کامیابی پر بطور شکریہ لکھی گئی۔خادم

شکریہ لاکھوں کروڑوں یا خدا کرتے ہیں ہم
آج نصرت فتح کا سجدہ ادا کرتے ہیں ہم
دنیا میں جس کام کی ابتدا کرتے ہیں ہم
تیری رحمت کی مدد سے انتہا کرتے ہیں ہم
چار سو عالم میں اپنی کیا صدا کرتے ہیں ہم
تیرے نام و نامی کی صفت و ثنا کرتے ہیں ہم
حریف و حاسد ہر طرح کرتے ہیں اپنا ٹھوس کام
لیکن سر مجلس و محفل برملا کرتے ہیں ہم
بن گئے ہیں تب سے ہم اوج فلک کے آفتاب
مسٹر جناح کو جب سے اپنا راہنما کرتے ہیں ہم
ماسوائے لیگ کس کو کامیابی ہے نصیب
اپنی کثرت ہر طرف اور جا بجا کرتے ہیں ہم
یہ تماشے جمگھٹے اور قافلے دیکھے ہیں کیا
آگے آگے دیکھئے اب کیا سے کیا کرتے ہیں
جھولتا جھنڈا رہے استاد پاکستان کا
خاص کر کے درد و دل سے یہ دعا کرتے ہیں ہم

فراور گابے کا مقابلہ

(یہ نظم سینٹرل اسمبلی کے انتخابات کے موقع پر خاک سار امیدوار کے ایل گابا کی ناکامی اور مسلم لیگ امیدوار مولوی ظفر علی صاحب آف زمیندار کی کامیابی پر لکھی گئی) خادم

ظفر کے مقابل کھڑا تھا جو گابا
مولانا نے اس کو ہے دب دب کے دابا

سوا چھ سو پرچہ حریفوں نے پایا
مگر پینتی سو تک ہمارا تھا بابا

گابے کی جانب تو ادنیٰ بشر تھے
ہماری طرف تھا رئیس و نوابا

یہی حشر ہوتا ہے اس کا بزرگو
چلے چال دنیا میں جو بے محابا

نامی گرامی تھے ووٹر ہمارے
تھے اس کی طرف فقط لہبہ خدابا

ملو لیگ سے خاک ساری حراری
فضولی کرو یہ نہ خون و خرابا

جب کہ چوٹی کا لیڈر جناح ہو گیا ہے
اب نہیں ہو سکے گا تمھیں کامیابا

عزیزوں بزگوں کو کہتا ہے استاد
گنواؤ کسی کا نہ ادب و ادابا

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

آج کل جنگ آزادی کی ہے دھوم دھما
تو گر مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ
ایک خدا رسول اور قرآن کو ماننے والوں
کیوں ڈالتے ہو تفرقہ اپنے میں بہر خدا
گولہ بیگم بادشاہ کبھی جیتے نہیں جاتے
جب تک نہ ملاؤ گے تم اتفاق کا یکا
زور قوت طاقت و بازو سے اسے
اپنی قوم کو اوج و بلندی پہ پہنچا
آج پیش ہے تیری زندگی موت کا سوال
ایسا نہ ہو رہ جائے تیری کوشش کا گلا
شا ہ بازی اور کہ جرات و دلیری میں کمال
شیر نر سمجھتی ہے تجھ کو زمانے کی فضا
کب آئے گا مقابل میں تیرے جب کہ کردی تو نے
رستم زوال اور کہ حیدری کی صدا
اس طرف چاہیے ہونا بزرگان عزیز
بہتا جس طرف کشتی اسلام کا ہے دریا
شب و روز ہے ہم کو تیری آمد کی اٹھنی
جلد سے جلد آ کر آتش فرقت کو بجھا
اگرچہ تم یوسف ہو تو چلو ہم زلیخا ہی سہی
مگر استاد کو یہ تو بتادو کہ کب ہو گا میل ملا

چوہدری محمد اسلم صاحب کے گجرات سے تبادلہ پر

خداوند عالم تو اپنا فضل کر
بخشش عنایت طفیل رسل کر

اسلم کی خاطر لگی ہے یہ مجلس
دلی جا رہے ہیں جو ہم سے بدل کر

بڑا ملک نامی گرامی ہے آقا
اگر قدم رکھنا تو رکھا سنبھل کر

نرمی سے رعب و جلالت نہیں رہتا
شروع سے سختی ذرا مستقل کر

گو جانتے ہو بندوبست پھر بھی
نظام حکومت قبل از قبل کر

نوشیرواں بھی کرے سرنگونی
کچھ اس طرح سے عدالت عدل کر

ہونا تھا میری مسرت کا باعث
گر مجھ کو دیتے بھی بانگ دہل کر

رہنے بھی دے چند فقروں پہ استاد
نہ طول اتنا اپنا قصیدہ غزل کر

تقریب یکم اپریل سے غیر حاضری کی معذرت

نوٹ: یکم اپریل ۱۹۴۴ء کی تقریب پر حلقہ ادب گجرات نے استاد صاحب کی خدمت میں USA (استاد شعرائے عالم) اور ASS (افسر شعر و شاعری) کے گرانقدر اور موزوں خطابات زیر صدارت جناب چوہدری محمد اسلم صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گجرات پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ٹاؤن ہال گجرات میں ذوق سینکڑوں کی تعداد میں جمع تھے مگر کسی حاسد نے استاد صاحب کو بہکا دیا اور کہا کہ ass تو گدھے کو کہتے ہیں اور استاد صاحب بجائے ٹاؤن ہال گجرات میں تشریف فرما ہونے کے نالہ شاہ جہانگیر کے قریب گجرات سے دو میل کا فاصلہ پر کسی ڈیرہ میں چھپ گئے اور ارباب حلقہ ادب کی طرف سے انتہائی جستجو کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے۔ چنانچہ مجبوراً یکم اپریل کی تقریب ملتوی کرنا پڑی اور یہ دونوں خطابات استاد صاحب کو بعد ازاں حلقہ ادب کے اجلاس میں دیئے گئے۔ یہ نظم استاد صاحب نے یکم اپریل کی اس تقریب سے غیر حاضری کے متعلق بطور معذرت لکھی ہے۔ اس میں اسبھکانے والے حاسد کے حق میں جو دعائے مستجاب فرمائی ہے اس کے پیش نظر امید نہیں کہ وہ آئندہ کسی ایسی تقریب کے موقع پر استاد کو بہکانے میں کامیاب ہو سکے۔ خصوصاً جب کہ استاد نے یہ وعدہ کیا ہے۔

کبھی ایسا نہ ہوگا نہ آئندہ دوبارہ
چلا اس قدر تیز حریفوں کا آرہ
کہ بھرنا پڑا جس کا ہم کو کفارہ
حلقہ ادب نے مقرر کیا تھا
اپریل میں اک مشاعرہ نیارا
بڑی شان و شوکت سے تیاری ہوئی تھی
دیکھن کے مقابل تھا اس کا نظارہ

سنا ہے افسر صدر بھی تھے شامل
جمشید اکبر سکندر و دارا

حسد حاسدوں نے کیا اس قدر ہے
مجھے شہر سے کر دیا تھا آوارہ

ادھر جستجو اور تجسس تھی میری
ادھر تک رہا تھا میں دریا کنارہ

حسد کرتے ہیں جو اس حلقہ ادب کا
غرق کر دے تو ان کو پروردگارہ

سدا روئیں سپٹیں وہ درد ہجر میں
چھٹے ان کی آنکھوں سے خونی فوارہ

خدا ان کو ڈھولک یا باجہ بنا دے
پھریں در بدر بجتے مثل چکارہ

دنیا میں ابھریں نہ سر سبز ہو نویں
ہمیش ان کی قسمت کا ڈوبے ستارہ

عزیزوں بزرگوں کو تکلیف ہوء ہے
کبھی ایس انہ ہو گا آئندہ دوبارہ

میری بد نصیبی ہے استاد ورنہ
میں بنتا تھا بڑھ چڑھ کے دولادولارہ

تقریظ

از جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی اے ایل ایل بی

پلیڈر۔ گجرات

طبع استاد کا کلام ہوا
باعث خاص و عام ہوا
حاسدوں کی ہے موت کا پیغام
بدل استاد غیر لام ہوا
تلملاتا ہے آج گوشہ نشین
اس کو حاصل نہ یہ مقام ہوا
کر کے یہ دیوانہ وار کام استاد
آج دنیا میں نیک نام ہوا
کہتے استاد کو جو تھے ''ماعر''
دور ان کا خیال خام ہوا
کیوں نہ استاد اس پہ ناز کرے
زندہ جاوید اس کا نام ہوا
طبع خادم ہوئی ہے بانگ دہل
کام استاد کا تمام ہوا

The End ــــــــ ختم شد ــــــــ